THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222502

UNIVERSAL
LIBRARY

یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

الحمد للہ کہ ذکر پاک رسول اللہ میلاد وسایۂ ختمی پناہ - خوان نعمت
۱۳۰۵ھ ۱۳۰۵ھ ۱۳۰۵ھ

درۃ التاج - رونق افزائے دانش وبینش
۱۳۰۵ھ ۱۳۰۵ھ

Checked 1977

خیابان آفرینش

۱۳۰۵ھ

تالیف لطیف شیدائے جمال سراپا کمال حضرت بشیر و نذیر

مفتی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام محمود احمد انور مینائی کان اللہ لہ

در مطبع المطابع حیدرآباد دکن طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قابلِ ملاحظہ ناظرین

مولفِ حقیر فقیر آپ سے عرض کرتا ہے کہ جب نعتیہ مسدّس سات **ذکرِ شاہِ انبیاؐ صبح ازل۔ لیلۃ القدر۔ شامِ ابد** بار بار چھپے اور شیوع پا چکے تو قصد ہوا کہ ایک میلادِ شریف نثر مین لکھا جاے۔ اور اُس مین تصحیح روایات کا بہت اہتمام کیا جاے مگر دنیا کی مکروہات سے یہ ارادہ پورا نہ ہوتا تھا۔ ہر امر ایک وقت پر موقوف ہے۔ اب اس کا وقت آگیا کہ یہ میلادِ شریف جس مین تکلفاتِ شاعرانہ و منشیانہ کو اس ڈر سے کہ مبادا انھین حد سے تجاوز نہ ہو جاے۔ دخل نہین دیا گیا۔ صاف صاف عبارت مین مستند اور معتبر سیر سے منتخب کر کے لکھا۔ اور تاریخی نام رکھا۔

اور **محمدٌ خاتم النبیین** دیوانِ نعتیہ کو جو بے التفاتی اربابِ مطابع سے بار بار مطبوع ہونے مین نہایت غلط ہو گیا تھا تلامذہ نے صحیح کیا۔ اور فقیر نے بہت سی نئی غزلین اور چند مناجاتین جو اگلے دیوانِ نعتیہ کے بعد موزون ہوئی تھین اپنے اپنے مقام پر بڑھا کر میلادِ شریف کا ضمیمہ کر دیا۔ تاکہ جس کا جی چاہے مقاماتِ مناسب پر میلاد پڑھنے مین نظم اس دیوان کی پڑھی

تاریخ	

اُرِّخْتُ مِیلَادَ الرَّسُوْلِ الَّذِیْ یَسْتَغْنِیْ عَنِ التَّعْرِیْفِ بِهٰذِهِ الْآیَةِ الْکَرِیْمَةِ مِنَ الْمُصْحَفِ الشَّرِیْفِ ۵ یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا ۱۳۰۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی آج کیا ہے کہ قلم اُٹھاتے ہی رعب و ادب سے دل کانپتا ہے ہاتھ تھرتھراتا ہے کاغذ کا رنگ فق قلم کا سینہ شق ہوا جاتا ہے سیاہی شرم سے پانی پانی ہوئی جاتی ہے صریر خامہ سے فریاد کی آواز آتی ہے۔ کان رکھکر سُنیے تو تاَدَّبْ یَا قَلَمُ تاَدَّبْ یَا قَلَمُ کا شور برپا ہے شاید حمدِ الٰہی اور نعتِ رسالت پناہی کا ارادہ کیا ہے بھلا یہ لق و دق میدان اور اس ضعیف البنیان کی جان کہ اِن میدانوں مین چلنے کا حوصلہ کرے اور وادیِ حمد و نعت طے کرنے کا دم بھرے جہان انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو عجز کا اقرار ہے مقربانِ ملاء اعلیٰ کو معترف بہ قصور ہونے کا اظہار ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی شان ایسی نہین کہ سوا اُس کے کوئی اُسے پہچان سکے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ وہ نہین کہ انسان کا فرشتہ بھی اُس کو جان سکے یہ دونون صحرا ناپیدا کنار ہین ملائکہ و جن و بشر سب یہان ناچار ہین حمد مین اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ پڑہ کر خاموشی چاہیے اور نعت مین ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لہٰذا زخود فراموشی واجب ہی اس جگہ یہ عبارت خلاصۂ حمد و نعت و منقبت پڑہ کر مناجات مناسب ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ عِنْدَ نَفْسِہٖ وَبِرَسُوْلِ اللّٰہِ کَمَا ھُوَ عِنْدَ رَبِّہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کَمَا ھُمْ عِنْدَ نَبِیِّھِمْ

مناجات

خداوندا کہان سے وہ زبان پاؤن کہ تیرے احسانات کا شکر بجالاؤن - خارستانِ عدم سے گلستانِ وجود مین لایا ظاہری اور باطنی حواس عطا فرماکر دنیا کے کانٹون اور پھولون مین تمیز کا رستہ بتایا اور آخرت کا نفع اور ضرر بتانے کے واسطے انبیا پیدا کیے - جنھون نے وہان کے نیک وبد سے آگاہ فرمایا وعظ ونصیحت کے چراغ روشن کرکے جنت کا راستہ دکھایا علی الخصوص خواجۂ بیشتر وہ ہزار عالم جانِ جانانِ ملائکہ ونبی جان و آدم سرورِ کل ہادیِ سُبُل خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین حضرت احمدؐ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واہلِ بیتہ وذریاتہ واشیاعہ واتباعہ اجمعین کو مبعوث کرکے مرتبۂ ہدایت کو کمال پر پہنچا دیا اپنی رحمتِ کاملہ کو مجسم کرکے عاصیانِ سیہ کار گنہگارانِ تیرہ روزگار کا بیڑا پار لگا دیا - قطع نظر جمالِ صوری اور کمالِ معنوی اور آیاتِ ظاہرہ اور معجزاتِ باہرہ کے اگر حضرت رحمۃ اللعالمین کے محاسنِ جمیلہ اور اخلاقِ جلیلہ حُسنِ سلوک ومراعات کو امتِ محمدی دیکھے تو انصاف یہی چاہتا ہے کہ جان ودل نثار کرے آپ کا نقشِ قدم جس زمین پر پڑے وہان کی خاک کو کل الجواہر سمجھکر آنکھون مین جگہ دے خلوت مین آپ ہی کی فکر ہو جلوت مین آپ ہی کا ذکر ہو مجلسین کرے اور آپ کی محبت کا دم بھرے نامِ نامی دل مین ہو اور درودِ شریف زبان پر کبھی میلادِ شریف کا مذکور ہو کبھی کیفِ کیفیاتِ معراج سے مخمور -

تالیف کا سبب

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر سراپا تقصیر امیدوار رحمتِ رب قدیر آرزومندِ شفاعتِ بشیر ونذیر امیر احمد امیر غفرلہ اللہ السمیع البصیر عرض کرتا ہے کہ ایک مدت سے مسلمانون

مین مولد شریف پڑہنے اور حضرت کے فضائل و محامد بیان کرنے کا چرچا ہے اور یہ چرچا اگر ناجائز امور سے پاک ہو تو دین و اسلام کی اس سے بہت تقویت ہوتی ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑہتی ہے جس کا دل محبت کی چاشنی سے ذرا بھی آشنا ہی اُس کو اس محفل کی خیر و برکات کا مزہ ملتا ہے۔ عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے یہ مجلس ایسا چمن ہے کہ اُن کا دل یہین آکر کھلتا ہے اکثر علما نے اسکے استحسان کا اقرار کیا اور بدعتِ حسنہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے لیکن بڑی مشکل یہ آپڑی ہے کہ روایاتِ مولد شریف مین سے آپ کے ایامِ طفولیت کا حال صحاح مین بہت کم پایا جاتا ہے اور علماے محققین کی نظرِ دقیق مین ہر کتاب کی ہر روایت کا اگرچہ وہ بڑے عالمِ معتبر کی تصنیف ہو اس باریک بین نظر سے اعتبار نہین ہوتا کہ تصنیفات کی تین حالتین ہین ایک یہ کہ فضلا نے زمانۂ طالب علمی مین استاذہ کے دکھانے کو اور تالیف مین مشق بہم پہچانے کو اظہارِ استعداد کی نظر سے کسی کتاب کی شرح یا اُس پر حاشیہ لکھا یا جُداگانہ کوئی کتاب تالیف کی تاکہ اُستاد کو دکھائین اور اپنی استعداد کا امتحان دین اور استاد نے اُس کو دیکھا بھی مگر اس لحاظ سے کہ یہ ابھی نومشق ہین اُس مین اس قدر دخل جو تحقیقِ کامل کے مرتبہ پر زیبا ہے نہ دیا۔ اور شاگرد کے دل بڑہانے کے واسطے اُس کے مرتبۂ علمی پر نظر کرکے پسند کرلیا اور یہ خیال کیا کہ استعداد بڑہتے بڑہتے یہ خود اسکے محو و اثبات اور کھوٹی کھری روایات کے پرکھنے پر قادر ہو جائین گے اور کاٹ چھانٹ کر آپ ہی بنالین گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی نے کوئی ذخیرہ جمع کرنا شروع کیا اور پہلے سب رطب و یابس ضعیف و قوی مضامین کو جُنگ یا بیاض کی طرح اس غرض سے جمع کرلیا کہ اس ذخیرے پر نظر کرکے صحیح کو سقیم سے اور قوی کو ضعیف سے جُدا کرلین گے اور پھر کم فرصتی یا موت کی مہلت نہ دینے سے مقصود مین کوشش کی نوبت نہ آئی اور وہ ذخیرہ بغیر نظرِ ثانی کیے یونہی رہ گیا تو ان دونون صورتون کی تالیفات باوجود اس کے کہ اُن کا مولف علامۂ روزگار اور امامِ فن ہوگیا

اعتبار سے ساقط رہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مصنف نے کتاب تصنیف کی اور اُس کے شاگردون نے اُس کے مضامین پر استاد سے بحث کی اور اُس عہد کے لوگون نے مناظرے کیے اور وہ کتاب پڑھنے پڑھانے مین آئی اور جہان جہان درستی کے قابل تھی وہان ان مباحث اور مناظرات موافق و مخالف سے درست ہوگئی۔ اور فضلاے عصر مین متداول ہوئی اور اُس پر شرحین اور حواشی لکھے گئے تو یہ تیسری قسم کی تصنیف محلِ نظر و جاے کلام نہ رہی۔ ایسی کتابون سے نقل کرنا بے تکلف جائز ہے مگر چونکہ عوام بلکہ بعض خواص کی نظر بھی اس تدقیق کی طرف نہین جاتی اور صرف مصنفین کا نام دیکھ کر بغیر اس کے کہ تالیف کی حالت پر نظر کرین اور سوچین کہ یہ کس قسم کی تصنیف ہے اُن سے روایات لے لیتے ہین تو اُس مین جرح و قدح کی بہت گنجائش پائی جاتی ہے۔ حال آنکہ اُن مصنفین کا مرتبہ بیشک اُس سے بلند ہے کہ اُن سے پست مرتبے کے لوگ اُنکی تصنیفات مین کلام کرین اور دخل دین مگر اس کو کیا کیا جائے کہ جس زمانے کی وہ تصنیف ہے اُس زمانے مین اس مصنف کا پایہ ایسا بلند نہ تھا جو عنوانِ تالیف ہے وہ اس حدِ کمال کو نہ پہنچ سکا جو مصنف کا مقصود تھا۔ الغرض روایاتِ مولد شریف کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی روایتون مین تنقیح و تصحیح کی بہت حاجت پڑتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب علما و فضلا کو اس کی تصحیح مین ایسے کچکاؤ کی احتیاج ہے تو اور انشا پردازون اور شاعرون کے لکھنے کا اس باب مین کیا اعتبار رہا اور اُن کی لکھی ہوئی عبارتین جیسی کہ کہین کہین مشہور مولدون مین پائی جاتی ہین کیونکر قابلِ اعتماد ہوسکتی ہین۔ اِن وجوہ سے اس ہیچمدان کو یہہ خیال ہوا کہ ایک رسالہ ایسا لکھا جائے جس کے پڑھنے سننے مین اہل علم و فضل کو مطلق تامل نہ ہو۔ اور تکلفاتِ شاعرانہ تصنیفاتِ منشیانہ سے بالکل پاک ہو اس لیے کہ شاعری اور انشا پردازی مین کسی قدر حد سے تجاوز ہو ہی جاتا ہے اور نقلِ روایات مین حد سے تجاوز کرنا سخت مواخذے سے ڈراتا ہے۔ یہ سوچ کر مین نے حقائق آگاہ **سید محمد شاہ محدث خلف الرشید معارف پناہ سید حسن شاہ محدث** رامپوری سے رجوع کی اور سید صاحب نے کہ نہایت عالم باعمل

فنِ حدیث مین اکمل ہین مولد امام برزنجی کو کہ عرب مین اکثر علماے عرب کی حضور مین پڑہا جاتا ہے ترجمہ کیا۔ اور اس وجہ سے کہ اُس مولد مین قافیون کی پابندی سے بیان مین تنگی ہے اور بڑے بڑے قصّون کی طرف صرف اشارے ہی کیے گئے ہین کہ عوام کی سمجھ مین نہین آتے۔ اور خواص کو بھی تسکین نہین ہوتی لہذا اُس کے ترجمہ کو متن قرار دے کر بضرورت مدارج النبوۃ اور بذل القوۃ فی سنی النبوۃ وغیرہ کتب معتبرہ سے اُس کی شرح و توضیح کی اور اپنے نزدیک روایاتِ معتبرہ جو صحاح اور سیر معتبرہ و مشہورہ کے موافق ہین درج کیے۔ پھر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ مولد ایک کتاب سیر و تاریخ کی ہوتی ہے حدیث کی کتاب نہین ہے کہ باب تصحیح مین فنِ حدیث کے قواعد اُس پر جاری کیے جائین اور اُس نظر سے دیکھا جائے اس مین تو اسی قدر کافی ہے کہ کچھ روایات صحاح سے اور کچھ سیر مشہورہ سے لے لیے جائین اور اگر ہر روایت کی فنِ حدیث ہی کے موافق تلاش ہو تو فنِ سیر و تواریخ بالکل اعتبار سے ساقط قرار پائے ان سب باتون سے قطع نظر یہ بھی تو خیال کر لینا چاہیے کہ اس قدر تصحیح کی حاجت تو دین کے احکام ثابت کرنے والی روایتون مین ضرور ہوتی ہے۔ یہ وجہ تالیف لکھنے کے بعد مین اپنے اُس قصور کا اعتراف کرتا ہون کہ اس سے پہلے مسدسات جن کے اسما یہ ہین ذکرِ شاہِ انبیا۔ صبح ازل۔ شامِ ابد۔ لیلۃ القدر۔ مین نے موزون کیے اور وہ چھپ کر شائع ہوے اُن مین بعضے روایات جیسے عُکّاشہ بن مُحصَن کا قصہ ذکرِ شاہِ انبیا مین ہے قطعاً غیر صحیح ہین اور اور جو روایات نامعتبرہ اُن مولفات مین موزون ہو گئے ہون۔ اُن سب سے مین توبہ کرتا ہون اللہ تعالیٰ میری اس توبہ کو قبول فرمائے۔ اس رسالے مین صراحتاً اس توبہ کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ ناظرین میری اس خطا اور انابت پر آگاہ ہو کر حسبۃً للہ اجابت کی دعا فرمائین اور اللہ تعالےٰ اس توبہ کو قبول فرما کر اس رسالے کے صلہ مین محض اپنی رحمتِ کاملہ سے بطفیلِ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میری مغفرت فرمائے

آمین

فضائلِ مولد شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

روایت ہے کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی لہب کو اُس کے مرجانے کے بعد خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ ابولہب تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ کچھ نہ پوچھو میرا حال بہت خراب اور دن و نارات چوگنا عذاب ہے مگر شبِ دوشنبہ کو میرا نہ انگشتِ شہادت و وسطی سے کچھ پانی چُوسنے کو ملتا ہے کہ اُس سے البتہ ذرا سی تخفیف عذاب مین ہوجاتی ہے اور اِس کا سبب یہ ہے کہ تُو بیہ نام میری کنیز ولادتِ پیغمبر آخر الزّمان کی خوش خبری لے کر میرے پاس آئی تھی اور مین نے خوش ہوکر اُس کے آزاد کرنے کا اشارہ اِنھین دونون انگلیون سے کیا تھا۔ علما سے حدیث وسیر رحمہم اللہ تعالیٰ اس روایت کو بیان کرکے لکھتے ہین کہ جب ابولہب سے کافر کے عذاب مین جس کی مذمّت قرآنِ مجید مین صاف وارد ہے۔ صرف اتنی خوشی سے تخفیف ہوئی تو دیکھا چاہیے کہ مومنون کو اس سرور کے صلے مین بارگاہِ شہنشاہِ حقیقی سے کیا کچھ عطا ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین لکھتے ہین کہ مین بارھوین ربیع الاول کو مکہ معظمہ کی مجلسِ میلاد شریف مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ اثنائے بیان ولادت سراپا سعادت مین دفعتًا وہ مکان انوار سے معمور ہوگیا اور مجھ پر منکشف ہوا کہ یہ انوار اُن انوار ملائکہ مقدس سے مخلوط ہین جو اس بزمِ قدسی مین حاضر ہوا کرتے ہین۔ یہ نہین کہہ سکتا کہ اُن انوار کو مین نے بچشمِ ظاہر دیکھا یا بدیدۂ باطن۔

حضرت کے نسب شریف کا بیان

حضرت سرورِ عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطّلب ان کا

نام شیبۃ الحمد ہے بن ہاشم ان کا نام عمرو ہے بن عبد مناف ان کا نام مغیرہ ہے بن قصی ان کا نام مجمع ہے قصی اس واسطے ان کا خطاب ہوا کہ وہ بنی قضاعہ کے دور دور از ملکون مین گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ اُن کو مکہ معظمہ مین حرم شریف کی نگہبانی کے واسطے پھیر لایا۔ بن کلاب نام ان کا حکیم ہے بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر ان کا لقب قریش اس واسطے ہوا کہ وہ اپنے دین کے کامون مین بہت سخت اور مضبوط تھے اور انہین کی طرف سب قریشون کی نسبت ہے اور ان سے جو اوپر کی پشتین ہین اُن کا لقب کنانی ہے۔ بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہان تک حضرت کے نسب کا ذکر احادیث صحیحہ مین علما کے اتفاق سے ثابت ہوا ہے اور عدنان سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک نسب شریف کا پہنچنا اس تصریح سے ثابت نہین۔ اس مین تو کچھ شک نہین کہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہم السلام آپکے اجداد مین ہین مگر ان صاحبون کی پشتون کے بعضے نامون مین تقدم اور تاخر کا شبہہ ہو گیا ہے اور احادیث صحیحہ سے وہ شبہہ اختلاف کا نہ مٹا۔ اس وجہ سے علماے محققین نے عدنان سے اوپر ذکر ترتیب مین سکوت کیا۔ سبحان اللہ یہ کیا اچھا نسب ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اس سلسلہ مین جملہ اکابر کو جاہلیت کے برے کامون سے پاک کیا ہے شیخ زین الدین عراقی محدث نے روایت کی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرتؐ کے جملہ اجداد کو افعال شنیعہ سے خاص حضرت کی بزرگی کی وجہ سے محفوظ اور پاک رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے اجداد سب پاکیزہ اور سردار رہے ہین یعنی جس زمانے مین جس طور پر مرد و عورت کا نکاح صحیح ہوتا تھا اُسی طرح اپنے اپنے زمانے کی رسمون کے موافق ہوا کیا۔

حضرتؐ کی آفرینشِ نور اور پیدائشِ سراپا سرور کا ذکر

سب سے پہلے حق تعالیٰ جل شانہ نے حضرت خواجہ ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ سراپا سرور

پیدا کیا اور نبیون اور رسولون اور سردارون کی پیشانیون مین اُس کو امانت رکھا اور وہ نور ایک پیشانی سے دوسری پیشانی مین نقل کرتا چلا آیا یہان تک کہ چودھوین رات کے چاند کی طرح عبداللہ بن مُطلّب کی پیشانی مین ظاہر ہوا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُس نور کا مرتبہ عالمِ شہود مین ظاہر کرنا چاہا تو اُس کو آمنہؓ بنت وہب کے رحم کی طرف لایا اور خوش خبری دی ایک دوسرے کو مشرق و مغرب کے چرند و پرند اور دریائی جانورون اور جنون نے کہ زمانہ ظہورِ حضرت رحمۃ للعالمین کا نزدیک آیا اور یہہ خوش خبری آسمانون اور زمینون کی مخلوقات کو سنائی گئی ۔ زمین سرسبز ہوگئی اور شاخین درختون مین تروتازہ ہوگئین اور غنچے شاخون مین کھل گئے اور درخت باغون مین خوب پھول پھل لائے حالانکہ قحط سے خشک ہوگئے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت کی پیدائش سے پہلے عرب مین کئی برس سے قحط تھا جب آمنہؓ حاملہ ہوئین تو بارانِ رحمت کا جوش ہوا مینہ خوب برسا زمین پر سبزے کی کثرت سے فرشِ زمردین بچھ گیا۔ کھیتیان ہری ہوگئین اناج بہت سستا ہوگیا درختون مین اتنے پھل آئے کہ ڈالیان زمین پر جھک پڑین لوگ ہاتھون سے میوے توڑ لیتے تھے۔ قریش نے خوش ہوکر اُس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا یعنی فتح اور خوشی کا سال اور اُس شہنشاہِ عالم پناہ کی آمد آمد سے بڑے بڑے بادشاہون کے تخت اُلٹ گئے اور بُت اوندھے مُنہ گر پڑے اور آپ کی والدہ نے خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تیرے شکم مین تمام عالم کا سردار ہے جب وہ پیدا ہو تو اُس کا نام محمدؐ رکھنا۔ مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت سے پہلے یہ نام کسی کا نہین رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نامِ پاک خاص آپ ہی کے واسطے مخفی رکھا تھا مگر جب یہ شہرہ ہوا کہ نبیِ آخرالزمان کا نام محمدؐ ہوگا تو حضرت کے قربِ ولادت مین بعض عاقلون نے اس آرزو مین کہ یہ وہی ہون اپنی اولاد کا نام بھی یہی رکھ لیا تھا۔ ایامِ حمل مین آپ کی والدہ کو کوئی تکلیف اور گرانی حاملہ عورتون کی طرح معلوم نہ ہوئی اور جب حمل کے دو مہینے گزرے تو عبداللہ آپ کے باپ نے مدینہ منورہ مین وفات پائی اُنھون نے مکہ معظمہ مین

اپنے مامون کے ساتھ مُلکِ شام کی جانب سفر کیا تھا مدینۂ منورہ مین مہینا بھر بیمار رہے اور ہرچند علاج مین کوشش کی گئی مگر وقت برابر آچکا تھا کوئی تدبیر سودمند نہ ہوئی اور وفات پائی و جب موافق روایتِ صحیح کے چاند کے حساب سے نو مہینے حمل کے پورے ہوی تو آنحضرت دوازدہ شب روز ہوا۔ اور گلستانِ کائنات کے باغبان آسمانِ ممکنات کی کہکشان سرورِ انس وجان۔ سُرورِ دل وجان۔ شرفِ اولین و آخرین۔ افضل انبیاء و مرسلین۔ شہریارِ ایوانِ دَنیٰ فتدلی۔ شہسوارِ میدانِ قاب قوسین او ادنیٰ۔ شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین مقتدائے انبیا رہنمائے اولیا پیشوائے اتقیا سید اصفیا محبوبِ کبریا حضرت احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے۔

اشعار

پیدا ہوے سرورِ دو عالم	پیدا ہوی فخرِ نوحؑ و آدمؑ	محبوبِ خدا نبیِ مرسل	صبحِ دومین روزِ اوّل
	شاہنشہِ انبیا محمدؐ	تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ	
پیدا ہوے حضرتِ پیمبرؐ	صبحِ قدرت کی سعدِ اکبر	واللیل اشارتی زیورش	والشمس عبارتی زرویش
	خورشیدِ سپہرِ دین محمدؐ	نورِ عینِ الیقین محمدؐ	
پیدا ہوے قبلۂ طریقت	پیدا ہوے کعبۂ حقیقت	مقصودِ ازل اہلِ دا علیٰ	منظورِ حضورِ حق تعالیٰ
	سلطانِ فلک حشم محمدؐ	مہرِ عرب و عجم محمدؐ	
پیدا ہوے بادشاہِ نیکاہ	آرائشِ تختِ لی مع اللہ	عینِ عرفان و مردمکِ عین	ابروے حسینِ قاب قوسین
	جان و دلِ مرسلین محمدؐ	روحِ روحِ الامین محمدؐ	
پیدا ہوے خاتم النبیین	مُہرِ فرمانِ عزّ و تمکین	بامیم احد احمدِ بلامیم	شائستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
	گنجینۂ اصطفا محمدؐ	آئینۂ حق نما محمدؐ	

سلامِ جامیؒ

سلامٌ علیک اے نبیِ مکرم	مکرم تر از آدم و نسلِ آدمؑ		

سلامٌ علیک اے ز آبائے علوی — بصورت موخر بمعنی مقدّم
سلامٌ علیک اے ز آبائے فطرت — طفیلِ وجودِ تو ایجادِ عالم
سلامٌ علیک اے ز اسمائے حُسنی — جمالِ تو آئینۂ اسمِ اعظم
سلامٌ علیک اے بملکِ رسالت — ترا خاتم المرسلین نقشِ خاتم
سلامٌ علیک اے شناسا بصد سِر — کہ روح الامین در یکے نیست محرم
سلامٌ علیک اے ز ابرِ نوالت — مرا کشت زارِ امل سبز و خرّم
ہزاران تحیّت ز حق باد وافر — بروحِ تو و آل و صحبِ تو ہر دم
بتخصیص آنان کہ ہستند با تو — بیک جا ز جنسیتِ تام منضم
اگر فیضِ نورت نہ بودے نبودے — یکے ملّتِ کفر و اسلام باہم
وگر راہِ خلد از تو روشن نگشتے — کہ رُستی ز ظلماتِ قعرِ جہنم
ز سعی تو شد فتحِ ابوابِ مغلق — ز نطقِ تو شد کشفِ اسرارِ مبہم
جزاک الذی عمّ جوداً و برّا — وارضاک عنا وصلی وسلم
توئی یا رسول اللہ آن بحرِ رحمت — کہ باشد محیط از عطائے تو یک نم
جگر تشنگانیم ازرہ رسیدہ — ترحّم علینا بمار ترحّم
درون ہا فگاریم و دل ہا جراحت — ز لطفِ تو داریم امیدِ مرہم
کشادیم بار سفر در دیارت — چو جامی ز بارِ گنہ پشتہا خم
رجا واثق آمد ز فضلِ تو مارا — کہ این بار ہا گردد از پشتہا کم
کشائی بہ تخلیصِ مالب کہ آمد — ترا فتح بابِ شفاعت مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ النَّبِیِّ الْمُطَھَّرِ شَفِیْعِ الْوَرٰی فِیْ یَوْمِ بَعْثٍ وَّ مَحْشَرٍ بَشِیْرِ نَذِیْرِ سَیِّدِ الْقَوْمِ جُمْلَۃً رَسُوْلِ کَرِیْمِ خَیْرِ ذَاتٍ وَّ جَوْھَرٍ وَ مَا مِثْلُہٗ فِی النَّاسِ مِنْ

صُلبِ آدمَ بخُلقٍ عظیمٍ ثُمَّ ذاتٍ مُطہَّرٍ اِذ اکتحلَ بالاَنوارِ وجہُہٗ محمدٌ فلم یبقَ
نُورٌ مّما لنجمٍ مُّنوَّرٍ سقیٰ مشترٌ الاکبرا من حوضِ کوثرٍ شرابًا طہورًا
خالیًا عن مُّکدّرٍ علیکَ صلوٰۃُ اللہِ یا سیّدَ الوریٰ علیکَ سلامُ اللہِ یا خیرَ منظرٍ
وعلیٰ آلِکَ الصّلوٰۃُ واَصحابِکَ السّلامُ اِلیٰ یومِ الجزاءِ من خالقِ الاکبرِ۔

یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا ۱۰ علیٰ نبیِّکَ خیرِ الخلقِ کلِّہِم

روایت ہے کہ وقتِ ولادت آپ نے دستِ مبارک زمین پر رکھا اور سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا۔ علما نے لکھا ہے کہ زمین پر ہاتھ رکھنے سے اشارہ تھا کہ تمام روئے زمین آپ کے قبضہ مین ہوگی اور شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک آپ کا دین پھیل جائے گا۔ اور سر آسمان کی طرف اُٹھانا کنایہ تھا اپنی سرداری اور سروری کا اور اشارہ تھا اس بات کا کہ آپ افضلِ مخلوقات اور محبوبِ خاص خالقِ کائنات ہین اور جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے تو آپ کی والدہ نے آپ کے دادا عبد المطلب کو بلوایا وہ کعبے کا طواف کر رہے تھے دوڑے ہوے آئے اور آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوے پیار سے گود مین اُٹھا کے کعبے مین لے گیے اور کھڑے ہو کر آپ کے واسطے نیتِ خالص سے خدا کے گھر مین دعا کی اور اس نعمتِ عظمیٰ کا جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی شکر کیا۔ لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاک اور صاف ختنہ کیے ہوے ناف بریدہ آنکھون مین سرمہ لگائے ہوئے خوشبو مین بسے ہوے پیدا ہوے۔ اور بعضون نے لکھا ہے کہ آپ کے دادا نے سات دن کے بعد آپ کا ختنہ کیا اور کھانا تقسیم کیا اور آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا اور بہت اچھی طرح پرورش کی۔ اور آپ کے پیدا ہونے کی خبر سنکر عالم اور عاقل آدمی اُس وقت کے بہت مشتاق ہوے اور آپ کے حسن و جمال اور شان و جلال کو دیکھ کر بے اختیار کہہ اُٹھے کہ اس شان کا لڑکا آج تک کوئی نہین دیکھا۔ اور آپ کی ولادت کے وقت عجیب و غریب

باتین پردۂ غیب سے ظاہر ہوئین منجملہ اُن کے یہ ہین کہ ستارے آسمان سے زمین کی طرف شوقِ زیارت مین اس طرح جُھکے پڑتے تھے کہ آپ کی پھوپھی کو گمان ہوتا تھا کہ میرے سر پر گر پڑین گے۔ یہ ستارون کا جُھکا پڑنا اشارہ تھا کہ آپ کی پیدایش سے انوارِ آسمان زمین کی طرف بکثرت متوجہ ہون گے اور زمین روشنی سے ہم رنگِ آسمان ہوجائیگی اور آپ کے جلوہ افروز ہوتے ہی ایسا نور ظاہر ہوا کہ اُس سے شام کے بادشاہی محل روشن ہوگئے اور اُن کو مکہ معظمہ کے رہنے والون نے بخوبی دیکھا اور شہر مدائن مین کسریٰ بادشاہ کے بعض محل اور چودہ کنگرے بلند محل عظیم الشان نوشیران کے گر پڑے یہ اشارہ تھا کہ اُس کے گھرانے مین کُل چودہ آدمیون کی بادشاہی برای نام اور رہ گئی چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ اور کسریٰ بادشاہ کے ملک مین ہول اور دہشت سے خلل پڑگیا اور اُس کی سلطنت روز بروز ضعیف ہوتی گئی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد مین نوشیروانیون کا تمام ملک اہلِ اسلام کے تصرف مین آیا اور یزدجرد اُس خاندان کا بادشاہ حضرت عثمانؓ کے وقت مین ہلاک ہوا اور سلسلہ سلطنت کا اُسکی نسل مین اُسی پر تمام ہوگیا اور فارس کی آگ جس کو آتش پرست پوجتے تھے اور ہزار برس سے برابر مشتعل تھی بُجھ گئی اور چشمۂ ساوہ جو ملکِ عجم مین ہمدان اور قُم دو شہرون کے بیچ مین بہتا تھا خشک ہوگیا یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ عجم مین شرک و کفر کے دریا سُوکھ جائین گے۔ اور چشمۂ ساوہ جو ملکِ عرب کے ایک میدان مین بالکل خشک پڑا تھا جاری ہوگیا۔ اس سے یہ بات ترادش کرتی تھی کہ ملکِ عرب سے دریاے اسلام جوش زن ہوگا اور چشمۂ دینِ محمدی سے تمام عرب سیراب ہوجائے گا۔

یارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم	

رضاعت یعنی حضرتؐ کے دودھ پینے کا بیان

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چند روز آپ کی والدہ نے پھر ثُوبیہ نے دودھ پلایا جسکو ابولہب

نے حضرت کے پیدا ہونے کی خوش خبری دینے پر خوش ہو کر آزاد کیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثُوبیہ کے واسطے جب تک وہ زندہ رہیں انعام اور خلعت بھیجا کیے ثُوبیہ کے بعد حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ قریش کا دستور تھا کہ شیر دار عورتوں کو اپنے بچے دودھ پلانے کے لیے دیدیا کرتے تھے اور وہ اپنے اپنے گھروں کو لیجا کر دودھ پلاتی تھیں جب زمانہ رضاعت کا ختم ہو جاتا تھا تو پھر اُن کے ماں باپ کے پاس پہنچا دیتی تھیں اسی طرح حلیمہ سعدیہ اپنے وطن سے جو طائف کے نواح میں تھا شیر دار عورتوں کے ساتھ مکہ میں آئیں اور عورتوں نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم سمجھ کر نہ لیا مگر یہ سعادت حلیمہ سعدیہ کے نصیب میں تھی کہ اُنھوں نے خوشی سے قبول کیا۔ **روایت ہے** کہ جب حلیمہ اپنی قوم کے ساتھ مکّہ کو چلیں تو ساتھ والی عورتوں نے اُن سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ عبث چلتی ہو تمہاری تباہی کا حال دیکھ کر کوئی اپنا بچّہ تم کو نہ دے گا۔ حلیمہ نے کہا کہ قسمت آزمائی کرتی ہوں جو تقدیر میں ہوگا پیش آئے گا۔ الغرض جب حلیمہ حضرت کو مکّے سے لے چلیں تو سواری کا مرکب جو لاغری سے چل نہ سکتا تھا اس قدر تیز چلنے لگا کہ گویا اُس کے پر لگ گئے اور تمام قافلے سے آگے جاتا تھا اور وطن پہنچکر چند روز میں ساری بدحالی جاتی رہی خود تندرست ہو گئیں اور اونٹنیاں اور بکریاں ان کی تیار ہو گئیں۔ ہر قسم کی تکلیف حلیمہ سے کیا بلکہ حلیمہ کی تمام قوم سے جاتی رہی اور طرح طرح کی برکتوں کا ظہور ہوا اور اُس زمانے میں چونکہ تمام قوم قحط میں مبتلا تھی تو سب کے جانور جنگل سے بھوکے آتے تھے مگر حلیمہ کے جانور ایسے فربہ رہتے تھے کہ اور سب اپنے چرواہوں سے تاکید کرتے تھے کہ تم بھی بکریوں کو وہیں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں دیکھو وہ کیسی پیٹ بھر کر آتی ہیں اور کیسی موٹی تازی ہیں۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ آپ ہمیشہ ایک ہی طرف کا دودھ پیا کرتے تھے اور دوسری طرف کا دودھ اپنے دودھ شریک بھائی کے واسطے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ کیا عدالت آپکی

فطرت مین تھی۔ **روایت ہے** کہ بچپن مین کبھی آپ کے بول و براز سے کوئی کپڑا آلودہ نہین ہوا بلکہ دونون کے وقت مقررہ تھے کہ رکھنے والے اُنھین وقتون مین اپنی خدمت ادا کرتے تھے۔ **روایت ہے** کہ جس قدر اور لڑکے ایک مہینے مین بڑھتے تھے اُس قدر حضرت ایک دن مین بڑھتے تھے اور سب قوی مین جلد جلد قوت آتی تھی۔ تیسرے مہینے کھڑے ہوے اور پانچوین مہینے پاؤن پاؤن چلنے لگے اور نوین مہینے زبان مبارک باتین کرنے مین کھلی۔ **روایت ہے** کہ جب آپ نو مہینے کے ہوے اور ایک روایت مین ہے کہ دو برس کے ہوے تو دیکھا کہ حلیمہ کے لڑکے روز کہین جایا کرتے ہین آپ نے پوچھا کہ میرے دودھ شریک بھائی روز کہان جاتے ہین حلیمہ نے کہا کہ بکریان چرانے آپ نے فرمایا کہ مین بھی اُن کے ساتھ جاؤن گا حلیمہ نے آپ کو نہلا کر بالون مین کنگھی کی اور آنکھون مین سُرمہ لگایا اور مُہرہاے یمانی کا ہار گلے مین ڈالنے لگین۔ حضرت نے پوچھا یہ ہار کیسا ہے حلیمہ نے کہا تمہاری حفاظت کے واسطے ہے آپ نے وہ ہار نہ پہنا اور فرمایا کہ میرا حافظ میرے ساتھ ہے پھر اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ جنگل کو تشریف لے گئے وہان حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ آئے اور حضرت کو اُٹھا کر پہاڑ پر لے گئے اور سینۂ مبارک شق کر کے دل کو نکالا اور اُس کو بھی شق کیا اور ایک قطرہ خون کا اُس مین سے نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ اے خدا کے دوست اسی قطرے سے شیطان کا وسوسہ انسان کے دل مین آتا ہے جس کو ہم نے بحکم الٰہی نکال ڈالا پھر آپکے دل کو برف سے دھو کر اپنے مقام پر رکھ دیا اور حکمت و ایمان کی باتون سے اور سکینہ سے جو عالم قدس کی ایک چیز لپسی ہوئی دوا سے مشابہ تھی بھر دیا اور اُس زخم کو رسی کر سینے پر ہاتھ پھیر دیا کہ سینۂ مبارک جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا مگر ایک باریک خط ناف تک پڑ گیا اور خدا کی قدرت سے حضرت کو کسی طرح کا درد معلوم نہ ہوا۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ آپ کے دودہ شریک بھائی نے جب یہ کیفیت دیکھی تو دوڑ کر اپنی
مان کو اطلاع دی اور کہا کہ جلد خبر لو مجھ کو امید نہین ہے کہ اب محمدؐ زندہ ملین۔ حلیمہؓ یہ خبر سنتے ہی
دوڑین اور گرتی پڑتی حضرت کے پاس پہنچین تو حضرت کو صحیح وسالم پاکر بہت خوش ہوئین
اور شکر الٰہی بجا لائین اور اگرچہ جی کسی طرح آپ کی جدائی کو گوارا نہ کرتا تھا مگر یہ ماجرا دیکھکر
گھبرا گئین اور ڈرین کہ آئندہ خدا جانے کیا پیش آئے ناچار آپ کو عبد المطلب اور
آمنہ کے پاس پہنچا آئین۔ اور پھر حلیمہؓ ام المومنین خدیجہؓ کے عہد مین آئین جن دنون
خدیجہؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آچکی تھین حضرت نے عطا و بخشش سے
بہت مدارات فرمائی۔ تیسری بار جنگ حنین کے دن تشریف لائین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اُن کے واسطے کھڑے ہوگئے اور بہت عزت و احترام سے لیا اور اپنی اوڑھنی کی
چادر بچھاکر اُن کو بٹھایا اور کوئی دقیقہ انعام اور احسان مین فروگذاشت نہ فرمایا اور وہ مع
اپنے خاوند اور اولاد کے اسلام سے مشرف ہوئین۔ اسی سے راویون کا ایک فقرہ گروہ
اُن کو صحابہ مین شمار کرتا ہے لیکن مدارج النبوت مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے یہ
قصہ جنگ حنین کے دن آنے کا حلیمہؓ کی بیٹی شیماؓ بنت الحارث بن عبد العزیٰ کی نسبت
اس طرح لکھا ہے کہ شیما حنین کے قیدیون مین اسیر ہوکر آئین اور کسی مسلمان نے اُن پر
کچھ شدت کی تو اُنھون نے کہا کہ مین تمہارے پیشوا کی دودہ شریک بہن ہون وہ مسلمان
یہ سُن کر اُن کو حضرت کے پاس لایا اور شیما نے حضرت کی حضور مین بعضے واقعات
ایام طفولیت کے بطور شہادت کے بیان کرکے اپنے دودہ شریک بہن ہونے کو
ثابت کردیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی حرمت بڑہائی کہ اپنی چادر اُن کے
لیے بچھائی اور حلیمہؓ کا اور اُن کے عزیزون کا حال دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اُن
لوگون نے دنیا سے رحلت کی اُس وقت رقت قلب سے حضرتؐ کے آنسو نکل آئے
اور رخسارہای مبارک پر بہکر ٹپک پڑے پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو تو میرے پاس

آرام سے رہو ورنہ تمہارے گھر کو رخصت کر دین۔ شیما نے دوسری صورت کو پسند کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنیز اور تین غلام اور کچھ بکریان عطا فرما کر اُن کو رخصت فرما دیا۔ بلاشبہہ شیما زیور دین و اسلام سے آراستہ ہوئین اور اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ مین جزری نے یہ قصہ حلیمہؓ اور شیما دونون کی نسبت نقل کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلہم	

روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار برس کے ہوے تو آپکی والدہ آپ کو مدینہ کی طرف لے گئین تاکہ کنبے کے لوگ حضرت سراپا برکت کو دیکھین اور خوش ہون مہینا بھر کے بعد جب اُدھر سے پھرین تو اَبوَا مین جو مدینے کے پاس ایک جگہ ہے پہنچکر رحلت فرمائی۔ مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب ابوصفیان وغیرہ اُحد مین لڑنے کو آئے تو اَبوَا پر پہنچکر کمال دشمنی سے چاہا کہ قبر مادرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھود ڈالین اور ہڈیان نکال کر پھینکدین مگر یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اہلِ اسلام نے فتح پائی تو یہی معاملہ ہمارے اموات کے ساتھ کرین گے یہ سوچ سمجھ کر اس بے ادبی سے باز رہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ ایک روز آپ اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور روئے اور صحابہ سے فرمایا کہ مین نے دعا کی تھی کہ اپنی ماں کی زیارت کرون اور اُن کی مغفرت چاہون تو زیارت کی اجازت دی گئی۔ پھر اُمِّ ایمن حبشیہ آپ کی کھلائی جن کا نکاح حضرتؐ نے مدت کے بعد زید بن حارثہ اپنے غلام آزاد کے ساتھ کر دیا تھا۔ آپ کو عبد المطلب کے پاس لائین اور عبد المطلب نے آپ کو گلے سے لگایا۔ اور آمنہؓ کی وفات سے غمگین ہوے اور کمال شفقت اور بزرگی سے آپ کو رکھا اور قوم پر ظاہر کیا کہ میرے اِس فرزند کی بڑی شان و شوکت ہوگی اور بڑا خوش قسمت ہے جو اس کی تعظیم و توقیر کرے اور اِس کو دوست رکھے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلہم	

روایت ہے کہ لڑکپن مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی عمدہ صفتون

پرشو و نما پائی کہ اچھی صحبتون مین بیٹھا کرتے تھے اور کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہ فرماتے تھے اور صبح کو زمزم کا پانی پی لیتے کہ دن بھر بھوک پیاس مین تسکین رہتی تھی اور جب عبد المطلب نے دنیا سے کوچ کیا تو آپ کے چچا ابو طالب آپ کی حفاظت و خدمت پر مستعد رہے۔ اور ہر بات مین اپنی ذات اپنی اولاد پر آپ کو مقدم سمجھا کیے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ جب آپ بارہ برس کے ہوے تو ابو طالب نے حضرت کو ساتھ لیا اور ملکِ شام کا سفر کیا شہر بصری مین بحیرا نام ایک راہب نے کہ اُس وقت کا ایک بڑا عالم زبردست اور توریت و انجیل وغیرہ کتبِ آسمانی کا ماہر تھا۔ حضرتؐ کی ذات بابرکات مین وہ صفات و کمالات جو اگلی کتابون مین لکھے تھے پاکر اور مُہرِ نبوت دیکھ کر پہچان لیا کہ بیشک آپ نبیِ آخر الزمان اور خاتم النبیین ہین اور ابو طالب سے کہا کہ یہود قدیم سے نبی آخر الزمان کے دشمن ہین تم اِن کو لے جاؤ اور مقام محفوظ مین رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پہچان لین تو اذیت پہنچائین۔ مین ان کو تمام عالم کا سردار اور اللہ کا رسولِ مختار جانتا ہون اور دیکھتا ہون کہ شجر و حجر آپ کو سجدہ کرتے ہین۔ یہ تقریر اُس راہب کی سُنکر ابو طالب حضرتؐ کو وہان سے مکے کی طرف پھیر لائے۔ کتب سیر مین لکھا ہے کہ چند یہود اسی گھات مین پھرتے تھے کہ کہین قیافے سے آپ کو پہچان لین تو ہلاک کرین۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ جب عمر شریف پچیس برس کو پہنچی تو آپ نے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال سے تجارت کے قصد پر شہر بصرے کی طرف سفر فرمایا اُس سفر مین میسرہ خدیجہؓ کا غلام آپ کی خدمت مین تھا۔ جب ایک صومعہ راہب نصرانی کے پاس درخت کے نیچے اُترے تو نسطور نام اُس صومعہ کے راہب نے جو اُس وقت کا بڑا عالم باعمل تھا دیکھا کہ آپ کو دھوپ کی گرمی سے بچانے کے لیے سایہ آپ کی طرف جدھر

بیٹھے ہین جھک آتا ہے کہنے لگا کہ یہ تو معجزہ ہے اور معجزہ سوا نبی کے دوسرے سے نہین ہوسکتا۔ پھر اُس راہب نے میسرہ سے پوچھا کہ تمہارے مولیٰ کے آنکھون مین سُرخی کے ڈورے ہین۔ میسرہ نے کہا ہین۔ تو زیادہ تر اُس کو آپ کے نبی آخر الزمان ہونے کا یقین ہوا اور میسرہ سے کہا کہ سچی نیت اور سچے دل سے تم ان کی اطاعت کرنا اور ہرگز ساتھ نہ چھوڑنا مولیٰ تمہارا سارے جہان کا مولیٰ ہے۔ **روایت ہی کہ** جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالِ تجارت کو بیچ کر مکّے کی طرف پھرے تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بالاخانے سے آپ کو یون آتے دیکھا کہ آپ کے سر پر ابر سایہ کیے ہوے ہے اور میسرہ نے بھی اپنے مالک کو نسطورا کے بیان اور راہ کی سرگذشت سے آگاہ کیا پس خدیجہؓ کو یقین ہوا کہ آپ پیغمبر برحق ہین اور طبیعت للچائی کہ مین حضرتؐ کے عقد مین آؤن اور ایمان و اسلام کی خوشبو سے ایسے دولھا کی دُلہن بن کر معطر ہوؤن اور حضرت سے یہ درخواست کی تو حضرت نے اپنے چچاؤن کو اطلاع دیکر اُن کی مرضی دریافت فرمائی۔ اُن سب نے کہا کہ ایسی حسین و جمیل صاحبِ عصمت و دولت عورت قسمت سے ملتی ہے ہم سب راضی ہین آپ بے تامل اِس درخواست کو منظور فرمائین اور شوق سے اُن کو اپنے نکاح مین لائین۔ پھر حضرت کی طرف سے ابو طالب اور خدیجہؓ کی طرف سے اُن کے باپ یا بھائی یا چچا نے نکاح کر دیا اور ابو طالب نے خداوند تعالیٰ اور رسول مقبولؐ کی بزرگیان بیان کر کے خطبۂ نکاح پڑہا اور سب اولاد امجاد حضرتؐ کی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے بطن سے ہوئی البتہ ایک ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوے۔

	یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلہم	

روایت ہی کہ جب حضرت کی پینتیس برس کی ہوئی تو قریش خانۂ کعبہ کو جو سیلاب سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا بناتے تھے اور حجرِ اسود کے اُٹھانے مین باہم جھگڑتے تھے ہر شخص

چاہتا تھا کہ مین اُٹھاؤن اور نزاع بڑہتے بڑہتے اس حد کو پہنچی کہ لڑ مرنے پر قسم کھا بیٹھے انجام کار یہ بات ٹھہری کہ کل صبح کو جو سب سے پہلے مسجد حرام مین آوے وہ حکم قرار دیا جائے۔ پس سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف مین تشریف لائے۔ قریش نے آپ کو سرپنچ مقرر کیا اور کہا کہ آپ بڑے امانت وار ہین جو تجویز فرمائین وہ ہم سب کو قبول ہے۔ زہے فراست کہ آپنے سنگِ اسود کو اٹھا کر ایک کپڑے مین رکھا اور کہا کہ سب اس کپڑے کو چار طرف سے ہاتھ لگائین اس طرح گوشۂ عمارت تک پہنچایا اور اُس فساد کو مٹایا پھر فرمایا کہ اب تم سب مجھ کو اپنا وکیل کر دو کہ مین اس کو سب کی طرف سے اٹھا کر اُس کی بنا کی جگہ رکھدون سب اس بات پر راضی ہوے اور ایسا ہی کیا گیا۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے چالیس برس کے ہوئے تو اکتالیسوین برس کے پہلے دن کہ دوشنبہ تھا آپ پر وحی نازل ہوئی اور بارگاہِ الٰہی سے رسالت و نبوت کا خلعت اس طرح مرحمت ہوا کہ پہلے چھ مہینے تک سچے خواب نظر آیا کیے۔ یعنی جو کچھ عالمِ خواب مین آپ دیکھتے تھے وہ بعینہ بے کم و کاست ظاہر ہوتا تھا اور خواب سے نبوت کی ابتدا ہونے مین یہ مصلحت تھی کہ آپ کا دل عجیب و غریب باتون سے مانوس ہو جائے اور جب حالتِ بیداری مین فرشتہ آئے تو آپ کا جی نہ گھبرائے جب آپ ایسے خواب دیکھنے لگے تو خلق سے کنارہ کرنے کو جی چاہا راتون کو غارِ حرا مین تنہا عبادت کیا کرتے تھے اور یادِ الٰہی کے مزے لیا کرتے تھے۔ **فائدہ** اس بات سے معلوم ہوا کہ اطمینانِ خاطر حاصل کرنے کے لیے درویش کو ابتدا مین خلق سے جُدائی اور عزلت و تنہائی ضرور ہے تاکہ ظلمت و کدورت اختلاط سے دل شفاف ہو کر آئینہ ہو جائے اور فیضانِ الٰہی عکس کی طرح اس آئینہ مین صاف نظر آئے مخفی نہ رہے

کہ اُس زمانے تک جمعہ وجماعت کے احکام نازل نہین ہوے تھے اس وجہ سے
بالکل خلق سے جدائی ہوسکتی تھی۔ جب سے یہ احکام نازل ہوے تب سے بقدر ادائے
جمعہ وجماعت خلق سے اختلاط ضرور ہوا ان امور کو ترک کرنا کسی طرح نہین جائز ہے
پھر دوشنبہ کے دن کہ رمضان کی سترھوین یا چوبیسوین تھی اور بعض روایات مین ہے
کہ ربیع الاول کی آٹھوین تھی آپ کے پاس بیداری مین فرشتہ پیغام حق لیکر آیا اور
آپ سے کہا کہ اِقْرَاْ یعنی پڑھ تو۔ آپ نے فرمایا کہ مَآ اَنَا بِقَارِیٍ یعنی مین پڑھا نہین
ہون تو اُس فرشتے نے آپ کو آغوش مین لیکر دبوچا اور پھر کہا کہ اقراء آپ نے پھر
فرمایا کہ مَآ اَنَا بِقَارِیٍ اُس نے آپ کو زیادہ دبوچا اور پھر کہا کہ اقراء آپ نے پھر
وہی جواب دیا۔ تیسری بار ایسا دبوچا کہ آپ کو اُس سے تکلیف ہوئی اور پھر کہا کہ اِقْرَاْ
بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ
عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ یعنی پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ وہ
رب جس نے پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جسنے علم سکھایا
قلم سے سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا اس مرتبہ جو فرشتے نے چھوڑا تو آپ کانپتے ہوے
اپنے گھر آئے اور خدیجہؓ سے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ کملی اُڑھاؤ مجھ کو کملی اُڑھاؤ مجھ کو
یہ سنکر اُمّ المومنین خدیجہؓ وغیرہ نے آپ کو کملی اُڑھادی۔ اور خدیجہ نے تسلی دی کہ آپ
بیوہ عورتون اور یتیم بچون کو کما کر کھلاتے ہین غریبون مسکینون کی پرورش فرماتے ہین
مظلومون بیکسون کو مظالم سے بچاتے ہین اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتے ہین عزیزون
قریبون کا خیال رکھتے ہین اور بُری باتون سے بچتے ہین۔ اللہ تعالیٰ ہرگز آپ کو
ضرر نہ پہنچائیگا۔ اور تلف نہ کریگا۔ پھر خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی
کے پاس لے گئین کہ وہ توریت و انجیل کا بڑا عالم تھا اور اُن دنون انجیل کا ترجمہ
عربی مین کر رہا تھا یا کرچکا تھا خدیجہؓ نے اُس سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو دیکھو کہ انکی کیا

حالت ہے ورقہ نے حضرت سے پوچھا یا ابن اخی ماذا تری یعنی اے میرے بھائی کے بیٹے تو نے کیا دیکھا آپ نے ساری کیفیت بیان کی تو اُس نے کہا کہ ھذا الناموس الاکبر یعنی جس نے تم کو دبوچا وہ جبرئیلؑ فرشتہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سب پیغمبروں کے پاس آیا کیا ہے تم بیشک رسول ہوگے اور تم کو تمہاری قوم قریش یہاں سے نکال دیگی۔ اسوقت آپ نے یہ خیال فرما کر کہ میری قوم تو مجھکو بہت عزیز رکھتی ہے تعجب سے فرمایا کہ اَوَمُخْرِجِیَّ ھُمْ کیا میرے نکالنے والے قریش میرے بھائی ہی ہونگے۔ ورقہ نے کہا کہ ہر نبی کو پہلے اُسکی قوم ہی ایذا دیتی ہے اور جب رفتہ رفتہ اُس کو قوت ہوتی ہے تو وہی سب کا سردار ہوتا ہے۔ پھر ورقہ نے کہا کاش میں اُس زمانہ تک زندہ رہتا تو آپ کی مدد کرتا اور خوب مدد کرتا مگر چند روز کے بعد ورقہ نے دنیا سے رحلت کی۔ ایک دن خدیجہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ورقہ نے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق تو کی تھی مگر زمانہ آپ کے ظہورِ نبوت اور اتباعِ احکام کا نہیں پایا آپ نے فرمایا کہ میں نے اُس کو خواب میں سفید کپڑے پہنے دیکھا ہے اگر نجات نہ ہوتی تو سپید لباس میں نہ ہوتا۔ الغرض پھر آپ پر وحی آنا تین برس یا تیس مہینے تک موقوف رہا تاکہ آپ اُس کی لذت کے مشتاق ہوکر آرزو کریں پھر یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اُتری۔ اہلِ حدیث نے لکھا ہے کہ پہلے اقراء کا پھر یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کا اُترنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپکی نبوت جس میں تبلیغ شرط نہیں رسالت سے مقدم ہے اسواسطے کہ اقراء میں آپ کی تعلیم ہے اور یا ایہا المدثر میں اوروں کی۔ اور اسی کو رسالت کہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ابتدائے نبوت میں سورۂ فاتحہ نازل ہوا یعنی ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو سورۂ فاتحہ سکھایا اور طریقہ وضو اور نماز کا بتایا۔ اس طرح کہ زمین پر اپنا پیر مار کر پانی نکالا اور خود وضو کیا اور آپ نے بھی اُسی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں آپ نے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ پڑھیں اور حضرت پر پہلے پچھلی رات کی نماز فرض

ہوئی پھر آیۂ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ کا نزول ہوا جس کے معنی یہ ہیں کہ پڑھو جسقدر آسان ہو قرآن سے اور قائم کرو نماز تو وہ فرضیت موقوف ہوئی پھر دو رکعتیں فجر کی اور شام کی فرض ہوئیں پھر جب پانچ وقت کی نمازیں شبِ معراج میں فرض ہوئیں تو وہ دو رکعتیں صبح و شام کی موقوف ہوگئیں۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابی بکر صدیقؓ ایمان لائے اور لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عورتوں میں حضرت خدیجہ کبریٰؓ اس شرف سے مشرف ہوئیں اور آزاد غلاموں میں زید بن حارثہ اور غلاموں میں بلالؓ پھر حضرت عثمان بن عفانؓ اور سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید اور طلحہ بن عبید اللہ اور عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام آپ کی پھوپی صفیہ کے بیٹے اور چند اور آدمی صدیق اکبرؓ کی سعی و کوشش سے مسلمان ہوئے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ پہلے آپ اور آپ کے اصحاب چھپکر عبادت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ یعنی ظاہر کر اس چیز کو جس کا تجھ کو حکم ہوا پس علانیہ آپ نے دعوتِ اسلام شروع کی اور بے دھڑک خلق کو اللہ کی طرف بلانے لگے پہلے قریش آپکو بہت عزیز رکھتے تھے مگر جب آپ نے بحکمِ الٰہی اُن کے معبود بتوں کی مذمت کی اور منادی کی کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ تب قوم نے آپ کو اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کیا چنانچہ بلال بن رَبَاح حبشی امیہ بن خلف ایک کافر فاجر سردارِ قریش کے غلام تھے جب بلال حضرت پر ایمان لائے اور اَحَدٌ اَحَدٌ کہنے لگے یعنی میں یک ہی اللہ پر ایمان لایا ہیں ایک ہی اللہ پر ایمان لایا تو وہ کافر ان پر سخت تشدد کرتا تھا۔ گرمی دوپہر میں گرم ریت پر لٹاتا تھا اور اوپر سے پتھر چُن دیتا تھا اور مارتا باندھتا تھا اور کہتا تھا کہ تو لات و عزّیٰ کی بابت کلمۂ

ہو اور اللہ کو ایک نہ کہہ بلالؓ ان شدتوں اور سخت تکلیفوں سے بیہوش ہو جاتے مگر جب ہوش مین آتے تو پھر وہی اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ جس طرح ممکن ہو بلالؓ کو اس کافر سے خرید لو۔ صدیق اکبرؓ نے دو غلام کافر دیکر خرید لیا اور بعضے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک غلام اور نو اوقیے سونے کے کہ ہر اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے دیکر خرید کیا اور آزاد کر دیا اور یہ شرط کی کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین رہو۔ اُنہون نے کہا تم شرط کرو یا نہ کرو مین خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت مین رہون گا اور چونکہ بلالؓ کی آواز بلند تھی تو حضرتؐ نے اُن کو اذان دینے پر مقرر فرمایا اور اسی طرح اور کئی غلامون کئی لونڈیون کو صدیق اکبرؓ نے مول لیکر آزاد کر دیا اور بہت سا مال حضرت کی رضاجوئی مین صرف کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کسی کے مال نے ایسا نفع نہین دیا جیسا صدیق اکبرؓ کے مال نے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی یعنی ڈرا اپنے کنبے والے عزیزون کو تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ایک ایک قبیلہ قریش کو پکارا اور جب سب جمع ہوے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مین تم کو خبر دون کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک لشکر تمہارے قتل کرنے کو آیا ہے تو تم یقین کرو گے یا نہین اُنہون نے کہا کہ بیشک یقین کرین گے اس لیے کہ ہم نے تم سے ہمیشہ سچی ہی بات سنی ہے تب آپ نے فرمایا کہ مین تم کو آخرت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہون یہ سنکر ابولہب نے کہا تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا خرابی ہو تجھ کو مدۃ العمر کیا اسی کام کے لیے ہم کو اکٹھا کیا تھا پھر سب متفرق ہو گئے تب سورۂ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ نازل ہوئی اور اُس مین اللہ تعالیٰ نے ابولہب اور اُس کی زوجہ کو جو خست سے لکڑیون کا گٹھا جنگل سے اپنے سر پر لایا کرتے تھے اور اُسی سے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ اُس کا لقب ہو گیا تھا جہنمی فرمایا۔ ابولہب کی طرح اُس کو بھی آپ سے کمال دشمنی تھی کہ حضرت کی گذرگاہ مین

کانٹے ڈالدیا کرتی تھی۔ سورۂ تبت یدا نازل ہونے کے بعد ایک دن وہ مسجد حرام مین پتھر لے کر آئی کہ وہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ تشریف رکھتے تھے مگر حق تعالیٰ نے اُس کی آنکھون پر ایسا پردہ ڈالدیا کہ حضرتؐ اُس کو نظر نہ آئے۔ صرف صدیق اکبرؓ کو دیکھا اور اُن سے کہا مین نے سنا ہے کہ محمدؐ نے میری ہجو کی ہے یعنی وہ سورۂ تبت کو سمجھی کہ یہ میری ہجو کہی ہے اگر مین یہان اُن کو پاتی تو اُن کے سر سے یہ پتھر مارتی۔ نقل ہے کہ وہ ملعونہ ایک دن لکڑیان لاتی تھی راہ مین ایک پتھر پر سر کا بوجھ اُتار کر سستانے کا ارادہ کیا اُس گٹھی کی رسی گلے مین ایسی پھنس گئی کہ اُسی پھانسی سے تڑپ کر مر گئی۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلهم

روایت ہی کہ جب کفار اہل اسلام کو بہت ایذا دینے لگے تو جعفر طیارؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی اور عثمانؓ بن عفان اور کچھ مسلمانون نے نبوت سے پانچوین برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگ شہر حبشہ کو جائین سنا ہے کہ وہان کا بادشاہ نجاشی اَصْحَمَہ نام نصرانی بڑا رحم دل اور مسافر نواز ہے شاید ہماری مدد کرے آپ نے اجازت دی تو اول عثمانؓ بن عفان اور اُن کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن العوام اور مصعبؓ بن عمیر وغیرہ اور ابی سلمہ اور اُن کی زوجہ مجموع بارہ مرد پانچ عورتین ملک حبش کو گئین پھر اسی سال کے آخر یا چھٹے سال کے اول مین تراسی مرد اور گیارہ عورتین قریش کی اور سات عورتین اور غیر مین سے گئین اور دوسرے گروہ مین جعفر بن ابی طالب اور اُن کی زوجہ اسمابنت عمیس اور خنیس بن خدافہ اور معیصب بن ابی فاطمہ دوسی اور مقداد بن بن الاسود کندی اور ابو عبیدہؓ بن الجراح اور خالد بن خرام اور سودہ بنت زمعہ بھی تھین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے عثمان ہی نے اپنی زوجہ کے ساتھ راہ الٰہی مین ہجرت کی ہے۔ الغرض جب یہ سب آدمی حبشہ مین پہنچے تو نجاشی نے بہت خاطر کی کفار قریش یہ خبر سنکر

حسد سے جل گئے اور اُنہون نے بھی کئی شخصون کو جن مین عمرو بن العاصی بھی تھے بہت سے تحفے ساتھ کرکے اس غرض سے بادشاہ حبشہ کے پاس روانہ کیا کہ مسلمانون کو وہان سے نکلوائین جب وکلائے قریش نے وہان پہنچکر تحفے بادشاہ کی نذر کیے اور مسلمانون کے اخراج کی درخواست کی تو بادشاہ نے دربار مین اُن قریشیون کو جو تحفے لائے تھے اور مسلمانون کو بلایا اور مسلمانون سے پوچھا کہ تم کیا کہا کرتے ہو جو اہل مکہ نے تم کو نکال دیا ہے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل اسلام کی جانب سے کہا کہ ہم سب گمراہ تھے بتون کو پوجا کرتے تھے اور حلال اور حرام کچھ نہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمارے پاس اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور اپنا کلام پاک اُن پر نازل کیا اور علوم اولین وآخرین اُن کو عطا فرمائے اُن کی ہدایت سے ہم سب راہ راست پر آئے۔ وہ نبی برحق برے کامون کو منع فرماتے ہین اور اچھی باتین بتاتے ہین۔ نجاشی نے کہا جو کلام اُن پر اترا ہے اُس مین سے کچھ پڑھو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ مریم ابتدا سے پڑھی جب اُس آیت پر پہنچے فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا تو بادشاہ کو رقت کا جوش ہوا زار زار رونے لگا اور کہا کہ یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اُترا تھا دونون کی روشنی ایک ہی روشندان سے چمکی ہے اور اہل اسلام سے کہا کہ تم جین سے میرے ملک مین رہو اور کفار کو صاف جواب دیدیا کہ یہان سے چلد و کفار نے عرض کی کہ اے بادشاہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہا السلام کی نسبت بھی خلاف دین بادشاہ کے باتین کہتے ہین بادشاہ نے اہل اسلام سے پوچھا تو جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہین اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے محض اپنی قدرت سے اُن کو مریم طاہرہ کے پیٹ سے پیدا کیا اور پیغمبری کا خلعت دیا اور اور اُس کے متعلق کئی آیتین پڑھین نجاشی بولا کہ انجیل مقدس مین بھی حضرت عیسیٰؑ کی یہی صفات لکھے ہین آخر مین ہے تم کو اور اُن کو جن کے پاس سے تم آئے ہو وہ بیشک نبی برحق ہین انجیل مین اُنکی تعریف ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی بشارت دی ہے اگر بادشاہی

کا کام مجھ سے متعلق نہ ہوتا تو خدا کی قسم مین اُن کی خدمت مین حاضر ہوتا اور وضو کرتا۔ پھر کفار کے تحائف پھیر دیے اور قریش کے بھیجے ہوے آدمی وہان سے محروم پھرے اور اہل اسلام خوشی سے مقیم رہے اور بادشاہ پکّا اور سچا مسلمان ہوا۔ مسلمان جیا اور مسلمان ہی فنا سے اُٹھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر سنکر مدینۂ منورہ مین اُس کے جنازے کی نماز پڑہی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غائب پر بھی نماز درست ہے۔ اور سیاہ چمڑے کے عمدہ موزے اور ایک نفیس جامہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین بطور تحفے کے بھیجا۔ اور بی بی اُم حبیبہ کو آپ کے واسطے چار سو دینار زر سرخ مہر اپنے پاس سے دیکر آپ کے ساتھ اُن کا نکاح کرکے بھیجدیا۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ اُم حبیبہ بنتِ ابی سُفیان بھی اپنے خاوند کے ساتھ حبشے کو ہجرت کرگئی تھین۔ وہان اُن کا شوہر مرگیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ تم ہماری واسطے نکاح کرکے لے آؤ۔ حسبِ ارشاد ایک طرف سے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری طرف سے نجاشی بادشاہ نے وکیل ہوکر اُن کا نکاح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کردیا۔ پھر ان مہاجرین مین سے بہت سے آدمی مکہ معظمہ مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آملے اور جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے اصحاب جن دنون بعد ہجرت آپ خیبر کو فتح فرما رہے تھے آئے ان کے آنے سے آپ بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ فتح خیبر سے مجھکو زیادہ خوشی ہے یا قدوم جعفر سے۔ **روایت** ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مین حبشے مین نجاشی ہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا تھا مگر مشہور روایت یہ ہے کہ ایام صلح حدیبیہ مین فتح خیبر کے بعد جب خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا کر مدینۂ طیبہ کو مسلمان ہونے کو آتے تھے تو راہ مین عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشے سے واپس آتے ہوے ملے اور تینون باہم مشورہ کرکے مدینہ منورہ مین آکر مسلمان ہوے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ جب کفار نے بہت تکلیف دی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کرکے مکہ سے حبشے کو چلے جب برک الغماد تک کہ مکے سے چار منزل ہے پہنچے تو مالک بن دغنہ قوم قارہ کا سردار راہ مین ملا اور حال دریافت کرکے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کو اپنی پناہ مین لیا اور کہا کہ تم ایسے آدمی نہین ہو کہ مکے سے نکالے جاؤ اور اپنے ساتھ لاکر شرفائے قریش سے کہا کہ یہ اب میری پناہ مین ہین کوئی ان کو اذیت نہ پہنچائے کفار نے کہا کہ ہم کو قبول ہے مگر یہ شرط ہے کہ گھر سے باہر اور بلند آواز سے قرآن نہ پڑہا کرین اسلیے کہ ہمارے لڑکے اور عورتین اُس کو سنکر فریفتہ ہوجاتی ہین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند روز تو ایسا ہی کیا پھر صحن خانہ مین ایک مسجد بناکر تہجد اور سب نمازون مین قرآن مجید بلند آواز سے پڑہنا شروع کیا اور قرآن مجید پڑہنے مین گہ از دل سے آپ پر ایسی رقت طاری ہوتی تھی کہ اُس پُرتاثیر آواز کو ہمسائے کی عورتین اور لڑکے بالے سنکر بیقرار ہوجاتے تھے کفار اُس رئیس سے جس نے آپ کو اپنی پناہ مین لیا تھا فریاد کی اُس نے آپ سے کہا کہ تم خلاف عہد کرتے ہو۔ اس صورت مین میری پناہ مین نہ رہ سکو گے۔ آپنے فرمایا کہ مجھے بھی خداوند تعالیٰ کے سوا اور کسی کی پناہ مین رہنا پسند نہین ہے پس وہ آپ سے دست بردار ہوکر چلا گیا اور آپ اپنے گھر اللہ تعالیٰ کی پناہ مین محفوظ رہے۔ **روایت ہے** کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور قریب چالیس آدمی کے اور جو مشرف باسلام ہوچکے تھے چھپ کر عبادت الٰہی کیا کرتے تھے اور ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر مین تھے کہ اسی اثنا مین حمزہ بن عبد المطلب مسلمان ہوے تفصیل اُن کے ایمان لانے کی یہ ہے کہ حمزہ شکارگاہ سے پلٹ کر حرم مین طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بُرائی سنکر غصے مین آکر اُسکے سر پر کمان ماری اور کہا کہ ہم اُن پر ایمان لائے ہین اور تُو انہین برا کہتا ہے پھر اُسی وقت آکر مشرف باسلام ہوے۔ **روایت ہے** کہ انہین دنون کہ نبوت کو چھٹا

حمزہ بن عبد المطلب کے اسلام لانے کا بیان۔

برس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ خداوندا اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام سے عزت دے یہ دعا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق مین قبول ہوئی کہ دوسرے دن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوے تھے اُن کے اسلام لانے کا یہ ہے کہ ایک دن ابوجہل نے کعبے کے نزدیک ایک مجمع مین کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہان تھے کہا کہ جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ لائے تو مین اُس کو سو اونٹ اور چالیس ہزار درہم دون عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ کام مین کر سکتا ہون ابوجہل نے لات و عزے کی قسم کھائی اور کعبے مین جاکر سُبل کو گواہ کیا کہ بیشک مین قاتلِ محمدؐ کو اس قدر درہم اور اتنے اونٹ دون گا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قصد سے روانہ ہوے اور راہ مین نعیم بن عبداللہ سے کہ وہ ایمان لا چکے تھے ملاقات ہوئی اُنہون نے پوچھا کہ عمر کہان جاتے ہو آپ نے کہا محمدؐ کے قتل کو۔ وہ بولے کہ بنی ہاشم کے انتقام سے کیونکر بچوگے آپ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی دین بدلا ہے اگر ایسا ہی ہے تو پہلے تم ہی کو قتل کرون وہ بولے کہ مین تو اپنے بزرگون کے دین پر ہون اُنہون نے بزرگون سے حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مراد لیا کہ اُن کے دین پر ہون اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سمجھے کہ مشرکین کے دین پر ہین پھر نعیم بن عبداللہ نے کہا کہ اے عمر تمہاری بہن اور سعید بن زید تمہارے بہنوئی بھی تو مسلمان ہوگئے ہین پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہین۔ نعیم نے کہا اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ تمہارے ہاتھ کے ذبح کیے ہوے جانور کا گوشت نہ کھائین گے یہ بات سنکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حالتِ طیش مین اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ اُس وقت اُن کے گھر مین خبّاب بن الارث صحابی اُن کے بہن اور بہنوئی کو سورت طٰہٰ کہ اُنہین دنون نازل ہوئی تھی پڑھا رہے تھے اور دروازہ بند تھا آپ نے کواڑ کھلوائے تو خبّاب چھپ گئے اور صحیفۂ طٰہٰ کو بھی چھپا ڈالا آپ نے گھر مین آکر پوچھا کہ تم لوگ کیا پڑھتے تھے بہن بولین کہ باتین کر رہے تھے۔ پھر آپ نے

ایک بکری ذبح کی اور اُسکا گوشت بھونکر اپنی بہن اور بہنوئی سے کہا کہ کھاؤ دونون نے عذر کیا تو آپکو اُنکے اسلام کا یقین ہوا اور مارنا شروع کیا یہانتک کہ بہن کا مُنہ اور سر خون مین آلودہ ہوگیا۔ اُسوقت اُنہون نے بیتاب ہوکر بحول وقوت الٰہی ید صرف کہا کہ جو چاہو کرو چاہو چھوڑ دو ہم تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا چکے اور سچے دل سے اُنکو پیغمبر برحق جانتے ہین جب آپنے اُنکو دین اسلام پر ایسا مضبوط پایا اور بہن کا سر شکستہ اور روی خون آلودہ دیکھا تو اختیار رحم آگیا اور الگ ایک گوشے مین بیٹھکر تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ اچھا جو یہان پڑھا جاتا تھا وہ لاؤ اور مجھے بھی سناؤ تب اُن کی بہن نے وہ صحیفہ جس مین سورۂ طٰہٰ لکھا تھا نکالا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس کو لیکر پڑھین تو اُن کی بہن نے کہا کہ ہم تم کو نہ دینگے اس کو پاکیزگی کی حالت مین چھوتے ہین اور تم نجاست مین آلودہ ہو تمہاری طہارت کا کیا اعتبار ہے تب آپ نے غسل کیا پھر اُس صحیفہ مبارکہ کو ہاتھ مین لیکر سرے سے پڑھا جب اس آیت پر پہنچے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخْفِیْھَا لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنْھَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِھَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ فَتَرْدٰی تو اس کلام معجز نظام کی تاثیر کی برچھی دل مین اُتر گئی اور توحید نے شرک کے گلے پر چھری پھیر دی بے اختیار زبان پر آیا کہ کیا اچھا اور کیا سچا کلام ہے یہ بات سنکر خبّاب بن الارث جو پوشیدہ ہوگئے تھے نکل آئے اور کہا کہ کل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے یا ابوجہل کے اسلام کے واسطے دعا مانگی تھی اس وقت مجھے یقین ہوا کہ تمہارے حق مین حضرتؐ کی دعا قبول ہوگئی بعد اس کے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خبّاب کے ساتھ ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جہان حضرت تشریف رکھتے تھے پہنچے حضرتؐ دروازے پر نکل آئے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر ہوکر ایسا دبایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوڑ جوڑ ہل گیا اور فرمایا کہ اے عمر مسلمان ہوجا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت نے بآواز بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرمایا اور سب مسلمانون نے جو وہان حاضر تھے تکبیر کا نعرہ مارا۔ اُس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا حضرت ابتک سب کتنے آدمی مسلمان ہوے ہین آپ نے فرمایا کہ

تم نے چالیس کا عدد پورا کیا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کہ مشرکین لات و منات عزّیٰ کی پرستش علانیہ کرتے ہیں ہم اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کیوں پوشیدہ کریں اور اُسی وقت حضرت کے ساتھ مسجد حرام میں آئے اور برملا جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔ اُس دن سے مسلمانوں کی قوت اور اسلام کی رونق بڑھتی گئی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ اسلام لائے ہم عزت سے رہے۔ الغرض جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی خبر مشہور ہوئی تو کفار نے اُس گھر پر جہاں یہ تھے بڑا ازدحام کیا اور بلوے کی صورت پیدا ہوئی مگر حضرت عمرؓ کا ماموں جو بہت سے آدمیوں کا سردار تھا آڑے آگیا کفار سمجھے کہ تعرض کرنے میں بڑا قتال ہوگا یہ سمجھ کر مزاحمت سے ہاتھ اُٹھایا اور ہٹ گئے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں بتخانے میں تھا اور مشرکین نے بت کے لیے قربانی کی تھی ناگہان بت کے پیٹ سے آواز آئی یَا جَلِیحُ اَمْرٌ نَجِیحٌ رَجُلٌ فَصِیحٌ یَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اے شخص ایک بات کام کی ہے ایک مرد فصیح کہتا ہے کہ سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور لوگ تو یہ بات سنکر بھاگ گئے مگر میں ٹھہرا رہا دوسری بار وہی آواز آئی پھر انہیں دونوں نے معلوم ہوا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تعلیم فرماتے ہیں۔ بعضے کتب تاریخ میں تو یہ قصہ روز اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہے اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے پہلے کا واقعہ تھا۔ بہرصورت یہ بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جس کو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مشاہدہ کیا۔ **روایت** ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے کے وقت کچھ اشعار پڑھے کہ ان میں اپنی بہن کو ایذا دینے اور اُس پر نادم ہونے کا اظہار کیا ہے وہ اشعار بذل القوۃ میں لکھے ہیں۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلھم

روایت ہے کہ ابوطالب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں بہت سرگرم

رہتے اس لیے کفار آپ پر قابو نہین پاتے تھے اور ہمیشہ ابو طالب سے اس بات کے طالب رہتے کہ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردو ورنہ ہم تم سے بھی لڑین گے۔ ایک بار کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا جب ابو طالب نے اور کوئی سفر نہ دیکھا تو بجبوری آپکو اپنے ہمراہ لیکر سب بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک پہاڑ کی گھاٹی مین جا رہے اور کفار نے قطعاً سب سے برادری قطع کردی اور کوشش کی کہ کوئی بنی ہاشم اور بنی مطلب سے سلوک نہ کرے بلکہ سوداگرون کو منع کردیا کہ ان دونون قبیلون سے معاملہ نہ کرین نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچین نہ ان سے مول لین اور عہدنامہ اس علاقے قطع کرنے کا لکھکر کعبے مین لٹکا دیا۔ تین برس تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بنی ہاشم اور بنی مطلب اُسی گھاٹی مین رہے اور طرح طرح کی تکلیفین اور مصیبتین اٹھایا کیے آخرکار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی الٰہی سے معلوم ہوا کہ اُس عہدنامہ کو جو کعبہ مین لٹکا ہے کیڑے نے کھا لیا جہان جہان اُسمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے وہ تو بچ گیا ہے اور کوئی حرف نہین رہا آپ نے یہ حال ابو طالب سے کہا ابو طالب نے قریش کو اس معاملہ سے خبردار کیا اور کہا کہ تم اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بیان غلط نکلے گا تو ہم اُن کو تمہارے حوالے کردین گے اور اگر سچ ہو تو تم اس قطع رحم سے باز آؤ اور اس عہدِ فاسد سے ہاتھ اُٹھاؤ۔ قریش نے قبول کیا اور اُس کاغذ کو کعبے سے اُتار کر دیکھا تو اس قول کو راست پایا اور اُس ظلم سے باز آئے اور عہدنامہ کو چاک کرڈالا اور ابو طالب سب ہمراہیون کے ساتھ اُس پہاڑ کی گھاٹی سے نکل آئے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

لکھا ہے کہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم مطلب عبد الشمس نوفل۔ ہاشم کی اولاد مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہین اس طرح کہ ہاشم کے بیٹے عبد المطلب اور اُن کے بیٹے عبد اللہ اور اُن کے بیٹے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اور مطلب کی اولاد مین بہت سے نبی مطلب ہین چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی انہین

مین سے ہین۔ عبد الشمس کی اولاد مین بنی اُمیہ ہین اُمیہ عبد الشمس کا بیٹا تھا۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اُمیہ مین سے ہین۔ اور نوفل کی اولاد مین جُبَیر بن مُطعِم صحابی اور سعید بن جبیر تابعی ہین۔ بنی مطلب حالتِ کفر مین بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اسی وجہ سے جب آپ نے ذوی القربیٰ کا حصہ خمس مین سے تقسیم فرمایا تو حکم کیا کہ بنی مطلب کو بھی دو اور اولادِ عبد شمس اور اولادِ نوفل کو نہین دیا۔ عثمان اور جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا کہ یا حضرت بنی ہاشم کی ترجیح تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن مین آپ کو پیدا کیا مگر بنی مطلب اور ہم تو ایک ہی طرح کی آپ سے قرابت رکھتے ہین اُن کو کس مصلحت سے ہم پر ترجیح دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ بنی المطلب اور بنی ہاشم مثل ذاتِ واحد کے رہے ہین یعنی کفر و اسلام دونون حالتون مین ہمیشہ باہم رہتے چلے آئے ہین اور اسلام محبت و دلا مین استواری بڑہاتا ہے یہی وجہ ترجیح کی ہے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ابوطالب کو اسلام لانے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے اور باوجودیکہ ابوطالب پر اسلام کی حقیقت بخوبی ثابت ہوگئی تھی لیکن اس عار سے کہ لوگ کہین گے کہ ابوطالب نے دوزخ کے ڈر سے اپنے باپ دادون کا دین چھوڑ دیا۔ ایمان نہ لائے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی موت کے وقت فرمایا کہ اے چچا ایک بار کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہدو تاکہ مجھے اللہ کے سامنے تمہاری شفاعت کی گنجائش ملے مگر ابوجہل وغیرہ اشقیاے قوم کے اغوا سے اُنہون نے کلمہ نہ پڑہا اور دینِ آبائی پر دنیا سے گئے۔ اور یہ سانحہ بعثت سے دسوین برس نصف شوال مین ہوا۔ اور اہل اسلام کی مصیبت اس واقعے کے بعد ایک سے ہزار ہوگئی۔ **روایت ہے** کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے موافق ابوطالب کو مٹی مین چھپا دیا اور مسلمانون کے طور پر

سامانِ تجہیز و تکفین کچھ نہین کیا اور جب پلٹ کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ کے حق مین دعا کی اور ابو طالب کی اس حالت پر مرنے سے بہت غمگین ہوے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ صحیح بخاری مین ہے کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ابو طالب آپ کی حمایت مین بہت سرگرم رہتے تھے آپ سے اُنہین کوئی نفع بھی پہنچا آپ نے فرمایا کہ اگر مین نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے کے درجے مین ہوتے میری وجہ سے سب کفار سے کم اُن پر عذاب ہے اُنکو دو آتشی جوتیان پہنائی گئی ہین جن سے مغز تک وہ آگ مین ہین اور اُس کی گرمی سے ہانڈی کی طرح اُن کا دماغ پکتا ہے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

فائدہ مخفی نہ رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین اور ابو طالب کا ایمان کسی صحیح روایت سے ثابت نہین ہے لیکن بعضے علما نے لکھا ہے کہ یہ لوگ آپ کے معجزے سے زندہ ہوکر آپ پر ایمان لائے لہذا ہر مسلمان کو مناسب ہے کہ اس مقدمہ مین سکوت اختیار کرے اور زیادہ کچھ کہنے سے بچے اور اُن کی شان مین کوئی بات توہین کا کلمہ زبان پر نہ لائے اِس لیے کہ ایک بار کسی شخص نے ایک مسلمان کے باپ کو جو کافر تھا۔ اُس مسلمان کے سامنے بُرا کہا اُسے بُرا معلوم ہوا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اُس نے شکایت کی آپ نے عموماً اِس تکلیف دینے کی ممانعت فرمادی اس روایت پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آباو اجداد کا بُرے طور سے تذکرہ کرنا آپ کی ایذا کا باعث ہے اور آپ کی ایذا دہی کا نتیجہ ظاہر ہے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ ابوطالب کی رحلت سے تین دن کے بعد ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی رحلت فرمائی ان دونون عظیم الشان واقعون سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ اُس سال کا نام عام الحزن رکھا گیا روایت ہے کہ جب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کھدی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس مین اُتر کر پہلے خود لیٹے اور اُن کے حق مین دعا فرمائی۔ لکھا ہے کہ چونکہ اِن دونون تک نمازِ جنازہ کا حکم نہین ہوا تھا اس وجہ سے نمازِ جنازہ نہین پڑھی گئی۔ روایت ہے کہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن کو یاد کیا کرتے تھے ایک بار اُن کی کسی ہمجولن نے دروازے پر آواز دی تو آپ کانپ گئے۔ اور کبھی بکری ذبح فرماتے تو اُن کی ہمجولنون کو دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت وامداد جو اُن سے ابتداے نبوت مین ہوئی تھی اُس کی قدر آپ کو ہمیشہ رہی۔ اور آپ اُن کی خالص محبت کو کبھی نہین بھولے۔ روایت ہے کہ ایک بار جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا حضرت یہ خدیجہؓ آتی ہین ان سے میرا سلام کہیے اور جنت مین ایک موتی کے گھر کی خوشخبری دیجیے اور اللہ تعالیٰ کا بھی سلام کہیے۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب مین کہا علیک السلام وعلیہ السلام واللہ ہو السلام روایت ہے کہ بعد وفات ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ معظمہ مین دو نکاح ہوے۔ ایک سودہ بنت زمعہ سے جو پہلے شوہر سے جدا ہوگئی تھین اور مکہ معظمہ سے آپ کے ساتھ بعد نکاح مدینہ طیبہ مین آئین۔ دوسرا نکاح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھ برس کی عمر مین مکہ مین ہوا اور نو برس کے سن مین ہم بستری کا اتفاق ہوا اور اٹھارہ برس کے سن مین بیوہ ہوگئین۔ ان دو بیبیون کے سوا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور بیبیان بھی تھین چنانچہ بروقت رحلت آپنے نو بیبیان چھوڑی تھین

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلہم	

کہتے ہین کہ ابوطالب کے مرتے ہی کفار کے دل سے بالکل دہشت نکل گئی اور بے دھڑک ہوکر ستانا اور دل کا غبار نکالنا شروع کیا۔ اِس پر بھی آپ برابر اُن کی زیادتیون کا تحمل فرماتے تھے اور اُن کو اسلام کی طرف بلاتے تھے مگر وہ بدبخت کسی طرح اپنی کجروی سے باز نہ آئے اور آپ کی ہدایت قبول نہ کی آخر مجبور ہوکر آپ طائف کو تشریف لے گئے کہ شاید وہان کے لوگ کہنا مانین اور اسلام لاکر حمایتِ دین مین سرگرم ہون اس نظر سے آپنے قبیلہ ثقیف کو جو طائف مین تھا اسلام کی رغبت دلائی اُن مین تین شخص بڑے سردار تھے عبد یالیل اور مسعود اور حبیب۔ اِن تینون سردارون اور وہان کے سب شرفا کو نصیحت کی اور ایمان لانے کی فرمایا مگر کوئی راہ پر نہ آیا بلکہ غلامون اور سفلہ مزاجون نے اُنکے اغوا سے آپکو بہت ستایا اور برابر تالیاں بجائین اس قدر پتھر مارے کہ آپ کا بدن زخمی ہوگیا اور نعلین مبارک خون سے تر ہوگئین اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپکے خادم تھے اُن کا بدن پتھرون سے چور چور ہوگیا اور سر گویا ٹکڑے اڑ گیا اور آپ چھبیس ۲۶ دن کے بعد وہان سے غمگین ہوکر پھرے۔

روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ روز اُحد سے زیادہ بھی راہ الٰہی مین کبھی آپ کو ایذا پہنچی ہے تو آپ نے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ طائف سے پلٹتے وقت مین بیخود ہوکر جدھر منہ اُٹھا اُدھر چل نکلا یہان تک کہ جب مجھے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ قرن الثعالب مین ہون۔ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ کتنے ہی رات دن ایسے گزرے کہ ہمارے پاس کچھ کھانا نہ تھا الّا اس مقدار کہ خادم کی بغل مین چھپ جاتا۔ علما لکھتے ہین کہ یہ واقعہ بھی اسی سفر کا ہے کہ آپکے ساتھ ایک خادم زید بن حارثہ کے سوا اور کوئی نہ تھا جب آپ قرن الثعالب مین پہنچے تو وہان جبریل علیہ السلام آئے اور پہاڑون کے موکل فرشتے کو ساتھ لائے اور بعد سلام عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین اِن دونون پہاڑون کو جو طائف کے دونون طرف ہین ملا دون

تاکہ اہلِ طائف دب کر پس جائین اور اپنے کیے کی سزا پائین۔ آپ نے فرمایا نہین امید ہے کہ شاید اس گروہ سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے جو اُس کو یاد کرین اور دوست رکھین۔ نقل ہے کہ راستہ مین عُتبہ اور شَیبہ سردارانِ قریش کا ایک باغ تھا جب آپ وہان پہنچے تو مالکانِ باغ نے بمقتضاے قرابت رحم کھاکر اپنے غلام عُداس نامی کے ہاتھ جو نصرانی تھا کچھ انگور بھیجے آپنے اُن کو کھانے سے پہلے کہا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عُداس نے کہا کہ اپنی بستی مین تو مین نے یہ نام کبھی نہین سُنا۔ آپنے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو۔ اُسنے کہا شہر نینوا کا۔ آپنے فرمایا کہ نینوا میرے بھائی یونسؑ کی بستی کا نام ہے۔ عُداس بولا کہ یونسؑ آپکے بھائی کیونکر ہوے۔ آپنے فرمایا کہ وہ بھی پیمبر تھے مین بھی پیمبر ہون تب اُس نے آپکا نام پوچھا۔ آپنے فرمایا محمدؐ۔ عُداس نے کہا کہ مین آپکی تعریف توریت و انجیل مین دیکھکر مدت سے آپکی نبوت کا منتظر تھا یہ کہکر مسلمان ہوگیا اور آپ کے ہاتھ پاؤن آنکھون سے لگائے اور چومے جب عتبہ اور شیبہ کے پاس گیا تو اُنہون نے چونکہ ہاتھ پاؤن چومتے دیکھا تھا کہنے لگے کہ اس شخص نے تجھ کو بھی فریب دیا اُس نے کہا کہ مین نے فریب نہین کھایا۔ تحقیق یہ اللہ کے رسول ہین ساری زمین پر ان سے بہتر کوئی نہین ہے اور جب آپ بطنِ نخلہ مین جو مکہ سے ایک دن کی راہ ہے پہنچے اور رات کو وہان رہے تو صبح کی نماز مین قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوا کے آئے اور کلام الٰہی سنکر وہان ٹھہر گئے اور جب آپ نماز پڑھ چکے تو ظاہر ہوے آپ نے اُن کو اسلام سے مشرف فرمایا اور اُنہون نے جاکر اپنی قوم کو خبر دی سورۂ احقاف مین وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ مین اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپ مکہ معظمہ کو تشریف لائے اور بدستور خلق اللہ کی ہدایت اور اسلام کی دعوت اور جہادِ نفس اور ریاضت مین مشغول رہے۔

	یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

معراج شریف کا بیان

نبوت سے بارھوین برس کہ سنہ مین راست کو اُمّ ہانی بنتِ ابی طالب کے گھر حضرت آرام فرما رہے تھے کہ دفعتہً چھت شق ہوئی اور جبریل علیہ السلام آئے اور جنت سے بُراق ساتھ لائے اور آپ کو خوابِ راحت سے جگا کر مسجد حرام کو لے گئے اور وہان سینہ و شکمِ مبارک کو چاک کر کے آبِ زمزم سے دھویا اور ایمان و حکمت سے کہ سونے کے طشت مین ساتھ لائے تھے بھر کر آپ کو براق پر جو تیز رفتاری مین سمندِ نگاہ سے آگے جاتا تھا سوار کیا۔ جامعِ ترمذی مین ہے کہ سوار ہوتے وقت براق شوخیان کرنے لگا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے براق ٹھہر شوخی نہ کر۔ تجھ پر وہ شخص سوار ہوتا ہے جو اللہ جلشانہ کا محبوبِ خاص حبیبِ سراپا اختصاص ہے۔ براق یہ سنتے ہی شرم سے پسینے پسینے ہو گیا۔ اور بعضے کتبِ تواریخ مین ہے کہ براق نے التجا کی کہ قیامت کے دن بھی آپ میری ہی پشت پر سوار ہون اور آپ نے اُسکی التجا قبول فرمائی وہ رام ہو گیا! اور آپ سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کے ساتھ مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس کو تشریف لے گئے وہان انبیا علیہ السلام کی ارواحِ کرام کے امام ہو کر نماز کی دو رکعتین پڑھین سب پیغمبر شکرِ الٰہی بجا لائے اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے حمدِ الٰہی مین خطبہ پڑھا اور اُس مین اُن نعمتون کا ذکر کیا جو اُن سے علاقہ رکھتی تھین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اُن نعمتون کا بیان فرمایا جو اللہ جلشانہ کی بارگاہ سے آپ کو عنایت ہوئین جن سے آپ کی فضیلت سب انبیاے کرام پر ثابت ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن نعمتون اور اُن صفتون کو سنکر اور انبیا کی طرف خطاب کر کے فرمایا ھٰذَا فَضَّلَکُمْ مُحَمَّدٌ انہین صفات کے سبب سے محمد تم سے افضل ہوے

اس کے بعد حضرت نے عروج فرمایا اور پہلے آسمان تک پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا جو فرشتہ دروازہ آسمانِ اوّل کا دربان تھا اُس نے پوچھا کون ہے جبریلؑ

نے اپنا نام بتایا پھر اُس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اُس دربان نے کہا کیا وہ بُلائے گئے ہین جبریلؑ نے کہا ہان۔ تب اُسنے کہا مَرحَبًا بِہٖ فَلَنِعمَ المَجِیءُ جَاءَ خوشی ہو اُنہین کیا اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا آپ آسمانِ اول مین داخل ہوے تو وہان حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ ہین سلام کیجیے آپ نے سلام کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے جواب سلام کا دیکر کہا مَرحَبًا بِالاِبنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ خوشی ہو فرزند نیک اور نبی نیک کو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دہنی طرف گوری گوری صورتین اور بائین طرف کالی کالی صورتین ہین۔ وہ دہنی طرف کی صورتون کو دیکھ کر خوش اور بائین طرف کی شکلون کو دیکھ کر ناخوش ہوتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ یہ نکتہ حل ہو کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا دہنی طرف اِن کی نیکوکار اولاد ہے اور بائین طرف گنہگار۔ یہ جنتی اولاد کو دیکھ کر مسرور اور دوزخی اولاد کو دیکھ کر ملول ہوتے ہین۔

سیرِ آسمانِ دوم

پھر حضرت دوسرے آسمان کی طرف تشریف لے گئے وہان بھی یہی معاملہ پیش آیا کہ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا اور دربان نے پوچھا کون ہے جبریل علیہ السلام نے اپنا نام بتایا اُس نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے جبریلؑ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دربان نے کہا کیا وہ بُلائے گئے ہین۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ہان تو اُس نے مَرحَبًا بِہٖ فَلَنِعمَ المَجِیءُ جَاءَ کہکر دروازہ کھول دیا اور آپ آسمانِ دوم مین داخل ہوے تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا اور جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ دونون خالہ زاد بھائی یحییٰ اور عیسیٰ ہین انہین سلام کیجیے آپ نے سلام کیا اِن دونون صاحبون نے

جواب سلام دیکر کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح یعنی خوشی ہو نیک بھائی اور نیک نبی کو۔ پھر آپ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہان بھی جبریلؑ دوربان آسمان سے وہی گفتگو ہوئی اور آپ داخل ہوے تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل علیہ السلام کے بتانے سے پہچان کر سلام کیا اور جواب سلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح کہا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ نصف حسن اللہ جلشانہ نے آپ کو مرحمت فرمایا ہے اور نصف مین ساری عالم نے بقدر حصہ پایا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف فرما ہوے اور جبریل علیہ السلام اور دربان سے گفتگو کے بعد دروازہ کھلا اور حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہون نے بھی وہی کلمات۔ مرحبا کہے اور چاہیے تھا کہ ابن صالح فرماتے اسلیے کہ مثل حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے آپ بھی اجداد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہین مگر منقول ہے کہ اخ الصالح ہی فرمایا۔ علما نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ برائے تعظیم ایسا فرمایا گیا۔ اسیطرح آپ پانچوین آسمان پر تشریف لے گئے اور معمولی گفتگو کے بعد دروازہ کھلا اور آپ داخل ہوے تو حضرت ہارون علیہ السلام سے سلام کا جواب اور وہی آواز مرحبا بدستور سابق سنی پھر اسیطرح آسمان ششم پر پہنچکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام روئے اور کہا کہ میرے بعد یہ نوجوان پیغمبر ہوا اور اسکی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت مین جائینگے۔ مقصود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کہنے سے صرف اپنی امت کی نافرمانیون پر تاسف تھا۔ پھر آپ ساتوین آسمان پر تشریف لے گئے اور اسیطرح قیل وقال کے بعد دروازہ کھلا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی کہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوے بیٹھے تھے اور آپنے فرمایا ہی کہ بیت المعمور مین ستر ہزار فرشتے نئے ہر روز داخل ہوتے ہین الغرض وہان بھی جبریل علیہ السلام کے بتانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانا اور سلام کا جواب اور کلمہ

پہر آسمان دوم

پہر آسمان چہارم

پہر آسمان پنجم

پہر آسمان ششم

پہر آسمان ہفتم

مرحبا سنا پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب تشریف لے گئے وہ ایک عظیم الشان عمدہ بیری کا درخت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُس کے پتے ایسے ہین جیسے ہاتھی کے کان اور اُسکی بیر ایسے ہین جیسے شہر حجر کے بڑے مٹکے۔ اور اس درخت پر بے شمار پتنگے سونے کے یعنی فرشتے اِس صورت پر تھے۔ وہان سے جب آگے بڑہنے کا قصد فرمایا تو جبریل علیہ السلام وہین ٹھہر گئے آپ نے سبب پوچھا تو اُنہون نے کہا کہ مجھے یہان سے آگے بڑہنے کی مجال نہین اگر بال برابر پرواز کرون تو تجلیاتِ الٰہی کی روشنی مجھے پھونک دے۔ کتبِ سیر مین لکھا ہے کہ وہان سے آپ نے براق کو چھوڑا اور رفرف پر جو ایک زرّین نورانی سبز مسند سے مشابہ تھا سوار ہوے اور وہ تختِ روان کے مانند آپ کو مقاماتِ آسمانی اور حجاباتِ نورانی کی سیر دکھاتا ہوا عرشِ عظیم تک لے گیا۔ اور اللہ جلشانہ سے آپ کو ایسا قرب ہوا کہ کسی نبی اور کسی ملکِ مقرب کو حاصل نہین ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلّی خاص کے خلعت سے آپ کا مرتبہ بڑہایا۔ اور اپنے دیدار و کلام سے مشرف فرمایا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس شرفِ قربِ اتم سے شرفیاب ہوے تو بہ الہامِ ربّانی آپنے کہا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ یعنی سب عبادتین زبانی اور بدنی اور مالی خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہین۔ اور اللہ جلشانہ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی سلام تجھ پر اے نبی اور رحمت خدا کی اور برکتین اُس کی۔ پھر آپ کی زبانِ مبارک پر آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی سلام ہم پر اور خدا کے سب نیک بندون پر۔ پھر فرشتون نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ مین گواہی دیتا ہون کہ عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد بندے اُسکے ہین اور رسول اُس کے نکتہ حضرت کا اُس غایتِ قرب و امتیاز کے بعد التحیات کہنا ایسا ہوا جیسے دربارِ شاہنشاہی مین حاضر ہوتے وقت آداب و تسلیمات بجالاتے ہین اور حق تعالیٰ جلشانہ کا السّلام علیک فرمانا ایسا ہے جیسے بادشاہ

اپنے مقرب کا سلام کمال مہربانی اور توقیر سے لیتے ہین۔ پھر آپ کا السلام علینا کہنا ایسا ہوا جیسا مقربانِ شاہی جب توجہ بادشاہی اپنی طرف دیکھتے ہین تو علوِ ہمت سے اور لوگون کو بھی یاد کرتے ہین تاکہ وہ بھی مراحم بادشاہی سے فیضیاب ہون اور ملائکہ کا اشہدان لا الہ الا اللہ کہنا ایسا ہے جیسے حضّارِ دربارِ سلطانی کسی مقربِ بارگاہِ نمائی پر عنایت خاص اور کرمت سراپا اختصاص دیکھکر بادشاہ کی مدح وثنا اور اُس مقربِ بارگاہ کی ستائش اور قابلیت اور استحقاقِ تقرب بیان کرتے ہین۔ چونکہ نماز معراج مومنین ہے اسلیے جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ رتبہ معراج یاد رکھنے کے واسطے نماز مین وقتِ قعود یہ پوری عبارت التحیات سے آخر تک پڑہی جائے اور ہنگامِ نشست اس لیے اس کے پڑہنے کا حکم ہوا کہ حالتِ قعود نسبت قیام ورکوع وسجود کے زیادہ تر بندی کی توقیر پر دلالت کرتی ہے گویا شاہنشاہ کے حضور سے بندے کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت حاصل ہوئی۔ نکتہ۔ گنہگارون کے دل مین یہان یہ خلجان ہوتا ہی کہ حضرت شفیع المذنبین نے ایسے وقت مین خاص عباد صالحین کو یاد فرمایا اور گنہگارون کا ذکر نہ کیا۔ اِس خلجان کو بعضے بزرگون نے یون رفع کیا ہے کہ آپ نے ذکر صالحین سے پہلے جو السلام علینا بصیغۂ متکلم مع الغیر فرمایا ہے وہان بنظرِ عنایتِ رحمت وکمالِ مرحمت کے گنہگارانِ امت کو اپنے ساتھ یاد فرمایا ہے اور اس پردے مین اپنی تواضع اور انکسار اور گنہگارون کے ساتھ خصوصیت کا اظہار کیا ہے۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے گنہگارون کو کیونکر بھول جاتے اور ایسے وقت مین کیونکر یاد نہ فرماتے۔ مخفی نہ رہے کہ حق تعالیٰ جلشانہ نے شبِ معراج مین ایسے ایسے علوم اور ایسی ایسی نعمتون سے حضرت کو مستفیض فرمایا جو ادراکِ بشری و تلکی سے باہر ہین اور خود خدا ے تعالیٰ نے بھی اُن کو صاف صاف ذکر نہین کیا بلکہ اشارۃً فرمایا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ کہ وحی کی اور اُس رات مین اللہ تعالیٰ نے پہلے پچاس وقت کی نمازین آپ کی اُمت پر فرض کین۔

مگر جب حضرت وہان سے پلٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اُنہون نے پوچھا کہ تمہاری اُمّت پر کیا فرض ہوا آپ نے فرمایا کہ ہر روز پچاس وقت کی نمازین فرض ہوئین۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پچاس وقت کی نمازین تمہاری اُمّت سے ہرگز ادا نہ ہوسکین گی۔ مین نے بنی اسرائیل کا معاملہ دیکھا ہے مجھے خوب تجربہ ہوچکا ہے تم اپنے رب کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے واسطے عبادت مین تخفیف چاہو۔ آپ حسبِ مشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پھر گئے اور تخفیفِ عبادت کی درخواست کی خدای تعالی نے دس نمازون کی تخفیف کی پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو اُنہون نے وہی بات کہی کہ چالیس نمازین بھی تمہاری امت سے نہ ہوسکین گی آپ پھر حضور مین آئے اور دس نمازون کی اور تخفیف ہوئی اسی طرح بار بار التجا قبول ہوتے ہوتے پانچ وقت کی نمازین فرض رکھی گئین۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ پانچ وقت کی نمازون کا التزام بھی دشوار ہے پھر جاؤ اور تخفیف چاہو۔ آپ نے فرمایا کہ اب مجھے بارگاہِ الٰہی مین عرض کرتے شرم آتی ہے کہ پچاس سے پانچ نمازین رہی ہین اب تو مین نے یہ پانچ نمازین قبول کرلین۔ اُسوقت عرش سے آواز آئی کہ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ یعنی پورا کیا مین نے فرض اپنا اور تخفیف کی اپنے بندون سے۔ حاصل مدعا یہ ہوا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا قرار دیا پس پانچ نمازون کا ثواب پچاس نمازون کے ثواب کی برابر ملیگا۔ یعنی جتنی نمازین خدا تعالیٰ نے پہلے فرض کی تھین ثواب کے اعتبار سے اُتنی ہی رہین اور بندون پر آسانی بھی ہوگئی کہ پانچ ہی نمازین پڑھا کرین اور پچاس کا ثواب پایا کرین۔ **فائدہ** صحیح بخاری شریف مین تو فرض ہونا پچاس نمازون ہی کا شبِ معراج مین اور تخفیف ہوکر پانچ نمازون کا رہنا مذکور ہے۔ روزون کا کچھ ذکر نہین مگر بعض اور کتابون مین چھ مہینے کے روزن کا فرض ہونا اور تخفیف ہوکے ایک مہینے کے رہ جانا بھی آیا ہے۔ **فائدہ** حضرت کے سامنے شبِ معراج مین تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک دودھ کا دوسرا شہد کا تیسرا شراب کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ

لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اِخترتَ الفطرتَ تم نے اختیار کیا فطرتِ اسلام کو اس لیے کہ مدارِ حیاتِ انسانی کا کھانے پینے پر ہے اور دودھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا لطیف و نافع بنایا ہے کہ کھانے پینے دونوں کا کام دیتا ہے پس جس طرح ایمان مادۂ حیاتِ روحانی ہے اُسیطرح دودھ مادۂ حیاتِ جسمانی اور ایمان و اسلام و شریعت کی صورتِ مثالی ہے تو آپ نے دودھ کو اختیار کیا تاکہ آپ کی امت میں ایمان و اسلام و شریعت اعتدال کے ساتھ قائم رہے بعض روایات میں اِن پیالوں کا پیش ہونا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس مذکور ہے اور بعض میں بیت المقدس کے نزدیک۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق کے لیے علمانے دونوں جگہ پیش ہونا لکھا ہے۔ **فائدہ**۔ شبِ معراج میں آپ نے بہشت و دوزخ کی بھی سیر کی اور بہت سے امورِ عجیبہ دیکھے۔ لیکن اِن امور کا ذکر جو کتبِ تاریخ میں ہے حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الرؤیا میں بروایتِ بخاری ایک حدیث ہے جسمیں اِس قسم کی باتوں کا خواب میں دیکھنا آیا ہے جسے لوگ سیرِ شبِ معراج سمجھ کر قصۂ معراج میں ذکر کرتے ہیں اور وہ درحقیقت معراجِ منامی کا واقعہ ہے اس جگہ وہ حدیث ذکر کی جاتی ہے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلهم		

ذکرِ حضرت ابن عباس

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نمازِ صبح لوگوں سے استفسار فرمایا کرتے تھے کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرو جو کوئی بیان کرتا اُس کی تعبیر دیا کرتے تھے۔ ایک دن ہنگامِ استفسار کسی نے کوئی خواب بیان نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے اُٹھا کے لے چلے اور ایک بڑے میدان میں پہنچے وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اُسکے سر کے پاس ایک شخص ہاتھ میں آنکڑا لیے ہوے کھڑا ہے اور اُس آنکڑے کو اُس بیٹھے ہوے آدمی کے منہ میں ڈال کر ایک طرف کا گلپھڑا پُشت تک چیر ڈالتا ہے اور جب تک ایک بار ایک گلپھڑا چیر کر دوسرا گلپھڑا چیرتا ہے تو پہلا گلپھڑا درست ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو میرے ہمراہی

جو دو شخص تھے اُنہون نے کہا کہ آگے چلو۔ مین آگے بڑہا تو دیکھا کہ ایک آدمی چت پڑا ہوا ہے اور ایک شخص اُس کے سر کے پاس کھڑا ہوا اِس زور سے اُسکے سر پر پتھر مارتا ہے کہ سر اُس کا پچک کر دماغ پاش پاش ہو جاتا ہی اور پتھر اُسکے سر پر لگ کر دُور جا پڑتا ہے اور یہ پتھر مارنے والا جب تک اُس کو اُٹھا کر لاتا ہے تب تک وہ زخم درست ہو جاتا ہے پھر وہ پتھر مارتا ہے اور یہی حالت گزشتہ پیش آتی ہے۔ مین نے یہ ماجرا دیکھکر ساتھیون سے پوچھا کہ یہ کون ہین اُنہون نے کہا کہ آگے چلو مین آگے بڑہا تو دیکھا کہ ایک غار باہر سے تنگ اور اندر سے کشادہ تنور کی مثل ہے جس مین آگ بھڑک رہی ہے اور کچھ ننگے مرد اور کچھ ننگی عورتین اُس آگ مین جل رہی ہین اور آگ اِس زور سے بھڑک رہی ہی کہ شعلون کی بھڑک اُن مردون اور عورتون کو نیچے سے اوپر لے جاتی ہے یہانتک کہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے اور جب اشتعال کم ہو جاتا ہے تو پھر نیچے کی طرف چلی آتی ہے۔ مین نے پوچھا کہ یہ کون ہین ساتھیون نے کہا کہ آگے چلو مین آگے بڑہا تو دیکھا کہ خون کی ایک نہر ہے اور ایک آدمی اُس نہر مین کھڑا ہے۔ جب باہر نکلنا چاہتا ہے تو ایک آدمی نہر کے کنارے چھوٹے چھوٹے گولون سے مارتا ہے کہ وہ نکل نہین سکتا۔ مین نے پوچھا یہ کون ہے۔ میرے ہمراہیون نے وہی کہا کہ آگے چلو مین آگے بڑہا تو دیکھا کہ ایک سرسبز باغ ہے اور اُس مین ایک بڑا درخت ہے اُس کی جڑ مین ایک بوڑہا آدمی اور کچھ لڑکے اُس کے قریب ہین اور وہان سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک شخص آگ جلا رہا ہے مجھ کو وہ دونون میرے ساتھی درخت پر چڑہا لے گئے اور درخت کے اندر ایک نہایت خوشنما اور زیبا گھر ملا اُس گھر مین اُتارا مین نے دیکھا کہ اُس گھر مین کچھ بوڑہے اور جوان مرد ہین اور کچھ عورتین اور لڑکے ہین پھر اُس گھر سے نکال کر درخت پر چڑہایا اور دوسرے گھر مین جو پہلے گھر سے بھی اچھا تھا اُتارا وہان بھی کچھ بوڑہے کچھ جوان آدمی نظر آئے۔ مین نے اپنے ہمراہیون سے

کہا کہ تم نے مجھے تمام رات پھرایا اور اب تک کچھ نہ بتایا۔ تب اُنہون نے سرے سے بیان کرنا شروع کیا کہ جس کے گلپھڑے چیرے جاتے ہین وہ ایسا جھوٹ بولنے والا شخص ہے کہ اُسکی جھوٹی بات مشہور ہوجاتی ہے۔ اور جسکا سر پتھر سے کچلا جاتا ہے وہ قرآن یاد کرکے راتون کو سو رہنے والا ہے جو شب کو قرآن نہین پڑہتا اور دن کو اُسکے موافق عمل نہین کرتا۔ اور برہنہ مرد اور عورتین جو آگ مین جلتی ہوئی نظر آئین وہ زناکار مرد اور عورتین ہین۔ اور خون کی ندی مین ڈوبا ہوا آدمی سود کھانے والا ہے۔ اور بوڑہا آدمی جو درخت کی جڑ مین دیکھا گیا وہ ابراہیم علیہ السلام ہین اور لڑکے سب اُنکی اولاد ہین اور آگ جلانے والا دوزخ کا داروغہ ہے جس کا نام مالک ہے اور درخت پر چڑہکر پہلا گھر جو دیکھا وہ مومنین کا گھر بہشت مین ہے اور دوسرا گھر پہلے سے بہتر شہدا کا گھر ہے۔ اور ہم دونون جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہین۔ اب تم سر اُٹھاکر دیکھو مین نے دیکھا تو ایک ابر سفید نظر آیا اُن دونون فرشتون نے کہا کہ یہ تمہارا گھر ہے مین نے کہا چھوڑدو تو مین اپنے گھر کو جاکر دیکھون اُن فرشتون نے کہا کہ ابھی تمہاری عمر باقی ہے اُسکے پوری کیے بغیر اس گھر مین داخل نہین ہوسکتے۔ **روایت ہے** کہ جب بعد تقرب خاص آپ نے معراج سے مراجعت فرمائی تو مشہور ہے کہ ابھی بستر آپکا گرم تھا اور حجرہ کی زنجیر ہلتی تھی۔ روضۃ الاحباب مین حضرت کی آمد و رفت کا زمانہ تین ساعت لکھا ہے اور شیخ مجدد الف ثانی اور بعض اور صوفیہ کرام نے لکھا ہے کہ معراج مین آپ کا تشریف لیجانا از قبیل سفر و سیر عالم آخرت تھا اُس عالم مین بڑی گنجائش ہے کہ ایک لمحے مین صدہا برس کے کام ہوسکتے ہین۔ پھر جب آپ نے صبح کو شب معراج کا حال بیان فرمایا تو کفار نے انکار کیا اور بے ادبی سے ٹھٹھے مارنے لگے اور بعض نے دوڑکر ابی بکر صدیق رضؓ سے کہا کہ کیا اب بھی تم محمدؐ کو سچا کہوگے چل کر سنو تو وہ کہتے ہین کہ رات مین بیت المقدس اور سب آسمانون کی سیر کر آیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر وہ یہ بات کہتے ہین تو

بیشک سچے ہین اور اُسی وقت آپکے حضور مین حاضر ہوکر سارا ماجرا حضور سے سُنا اور بی بی نے تصدیق کی چنانچہ حاکم نے روایت کی ہے کہ اسی جہت سے اُنکا لقب صدیق ہوا اور بعضے ضعیف الایمان لوگ اِس خبر کو سنکر مرتد ہو گئے اور کافرون نے کہا کہ آسمانون کا حال تو ہمین معلوم نہین۔ مگر بیت المقدس کو تو ہم نے دیکھا ہے اور یہ بھی ہم خوب جانتے ہین کہ تم وہان کبھی نہین گئے ہو بھلا بیت المقدس کا نقشہ اور وہان کے مکانات کی کیفیت اور صورت تو بیان کرو چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس کو رات کے وقت دیکھا تھا اور نقشہ اُس کا محفوظ نہ تھا اسوجہ سے آپکو نقشہ بتانے مین تامل ہوا تو خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بیت المقدس کو آپکے سامنے کر دیا اور آپنے بخوبی اُس کا نقشہ بیان فرما دیا کفار یہ ماجرا سنکر لاجواب ہو گئے اور آپنے ضمن بیان مین اُس قافلے کا جو شام کی طرف تجارت کو گیا ہوا تھا ذکر فرمایا کہ وہ لوگ پھرے ہین اور بُدھ کے دن مکے مین داخل ہونگے اُس دن وہ قافلہ شام تک نہ پہنچتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے سچا کرنے کے واسطے دن کو اتنا بڑھا دیا کہ اُسی دن کی شام کو وقت وہ قافلہ مکے مین داخل ہو گیا۔ **حدیث** مین آیا ہے کہ آپنے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم کونسا نیک عمل کرتے ہو کہ مین نے جنت مین تمہاری نعلین کی آواز سُنی یعنی مجھے ایسا معلوم ہوا کہ تم آگے آگے جاتے ہو بلالؓ نے عرض کیا کہ مجھسے ایسا کونسا کام ہو سکتا ہے البتہ میری یہ عادت ہے کہ جب مین بے وضو ہو جاتا ہون تو فوراً وضو کر لیتا ہون اور دو رکعتین خواہ زیادہ نماز نفل پڑھ لیتا ہون آپنے فرمایا کہ یہی وجہ ہے۔ **روایت** ہے کہ آپ نے فرمایا مین نے جنت مین ایک محل کے نیچے نہر کے کنارے ایک حور کو وضو کرتے دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہ حور عمرؓ کے واسطے ہے تو اے عمرؓ مین نے تیری غیرت کا خیال کر کے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا عمر فاروقؓ رونے لگے اور عرض کیا کہ اَعَلَیْکَ اَغَارُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کیا مین آپ سے غیرت کرونگا یا رسول اللہ۔ **حدیث**

مین آیا ہے کہ مین نے دوزخ مین ایک بڑھیا دیکھی کہ اُس پر عذاب ہو رہا ہے اور ایک بلی اُس کو نوچتی ہے معلوم ہوا کہ اس عورت نے ایک بلی کو باندہ رکھا تھا اور کھانے پینے کو کچھ نہین دیتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ وہ شکار کرکے اپنا پیٹ بھرے۔ حدیث مین آیا ہے کہ مین نے دوزخ مین عمرو بن لحی کو جو اگلے زمانے مین ایک کافر تھا عذاب سخت مین مبتلا دیکھا اور معلوم ہوا کہ دنیا مین سانڈ چھوڑنے کا طریقہ یعنی بتون کے نام پر جانور ونکو زندہ چھوڑنا اور کسی کا تعرض اُن سے نہ کرسکنا کو کیسا ہی کسی کا وہ نقصان کرین اسی نے ایجاد کیا ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص کو عذاب الیم مین مبتلا دیکھا اور معلوم ہوا کہ یہ ایک کافر اگلے زمانے مین تھا جو اپنے پاس ایک چھڑی رکھتا تھا کہ اوپر سے اُس کا سر ٹیڑھا تھا اور حاجیون کے اسباب کو اُس سے کھینچ لیتا تھا۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تو کہتا کہ میری چھڑی مین اٹک گیا تھا اور اگر کسی نے نہ دیکھا تو چرا لے جاتا تھا۔

یارب صل وسلم دائما ابدا | علی نبیک خیر الخلق کلہم

ہجرت کا بیان

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے اُن قبیلون کو جو حج کے موسم مین آتے تھے اسلام کی طرف ہدایت فرماتے اور اپنی رفاقت کے لیے بُلاتے تھے یہ سعادت اہل مدینہ کی قسمت مین تھی کہ نبوت کے گیارہوین برس کچھ لوگ قوم انصار کے جن کا لقب بعد شرف اسلام انصار ہوا آئے تھے آپ نے اسلام کی دعوت کی اُن لوگون نے مدینے کے یہود سے سُنا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہونگے اور ہم اُن کے ساتھ ہوکر تمہین قتل کرینگے تو وہ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے آملین پس یہ سوچکر چھ آدمی اُن مین سے مشرف بہ اسلام ہوے اور اقرار کیا کہ اگلے سال پھر ہم آئین گے۔ اور مدینے مین جاکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور گھر گھر آپ کا چرچا ہوا۔ نبوت کے بارہوین سال

بارہ آدمی حضور مین حاضر ہوے پانچ تو انہین چھ آدمیون مین سے جو سال گزشتہ مین اسلام لاچکے تھے اور سات آدمی نئے تھے جنھون نے احکام اسلام پر بیعت کی اور آپنے اُن کی درخواست کے موافق مُصعب بن عمیر کو تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے واسطے مدینے بھیجدیا اور مُصعب بن عمیر نے تعلیم قرآن شریف اور دعوتِ اسلام کو شائع کیا اور بہت سے کفار مسلمان ہوے۔ نبوت کے تیرھوین برس ستّر آدمی شرفاے انصار سے آکر اسلام سے مشرف ہوے اور عہد کیا کہ جب آپ مدینے مین تشریف لائینگے ہم جان نثاری اور خدمتگذاری مین کوتاہی نہ کرینگے اور جو حریف مدینے پر چڑھائی کریگا اُس سے لڑینگے۔ یہ دونون بیعتین بیعتِ عقبۂ اولی اور بیعت عقبۂ ثانیہ کہلاتی ہین اِس لیے کہ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین چونکہ ایک پہاڑ کی گھاٹی پر یہ بیعتین ہوئی تھین اِس وجہ سے اِن کا نام بیعتِ عقبہ مشہور ہوا۔ پہلی بیعت بیعتِ عقبۂ اولی اور دوسری بیعت بیعتِ عقبۂ ثانیہ۔ پھر بعد بیعتِ عقبۂ ثانیہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مدینے کی طرف ہجرت کی اجازت دی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا مگر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر قاتل کر کے مسلح ہو کعبہ مین آئے اور طواف کر کے جماعتِ کفار سے باوازِ بلند خطاب کر کے کہا کہ خراب ہون وہ لوگ جو چھرون کو پوجین اور کہا کہ جسے اپنی عورت کو بیوہ اور اپنی اولاد کو یتیم کرنا ہو وہ اِس وقت میرے سامنے آئے۔ کسی کو قریش مین سے مجال نہ ہوئی کہ اُن سے آنکھ ملائے اور کان ملائے جب عمر بن خطابؓ نے دیکھا کہ کوئی مقابلہ کو نہین آتا تو مدینے کو روانہ ہوے الغرض اکثر اصحاب ہجرت کر گئے اور حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے سوا بڑے صحابیون مین سے کوئی باقی نہین رہا۔ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا کہ مجھے کیا حکم ہے آپ نے اُنکو بشارت دی کہ تم کو میری رفاقت مین چلنا ہوگا۔ حضرت صدیق اکبرؓ یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوے

نقل ہے کہ ایک دن ابوجہل وغیرہ سرداران کفار قریش نے دارالندوہ مین کہ خانۂ کعبہ کے متصل ایک مکان تھا اور قریش صلاح اور مشورے کے لیے وہان جمع ہوا کرتے تھے یکجا ہوکر چاہا کہ حضرتؐ کے باب مین کوئی ایسی راے قرار دین کہ اسلام کی بنیاد مٹے۔ ابلیس لعین ایک پیر مرد کی صورت مین وہان آیا اور کہا کہ مین نجد کا رہنے والا ہون اور جس امر مین تم مشورہ کرنا چاہتے ہو وہ مجھکو معلوم ہے مین ایک تجربہ کار آدمی ہون تمہارے مطلب کے موافق نیک صلاح دونگا۔ کفار یہ بات سُنکر خوش ہوے اور مشورہ کرنے لگے کہ محمدؐ نے بہت تنگ کیا ہے ہمکو کافر اور دوزخ کو ہمارا گھر بتاتے ہین اور ہمارے معبودونکو برا کہتے ہین اور ہماری جماعتون مین تفرقہ ڈالدیا ہے کچھ بعید نہین کہ اپنی جماعت بڑھاکر ہم سو لڑین ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ فساد مٹے۔ ایک شخص نے یہ راے دی کہ آپکو ایک کوٹھری مین قید کرو کہ کوئی ملنے نہ پائے۔ اور یہ فتنہ اُن کی سحر بیانی سے بڑھنے نہ پائے۔ لوگ نہ اُن کی باتین سُنین گے نہ فریفتہ ہونگے۔ شیخ نجدی نے کہا کہ یہ راے ٹھیک نہین ہے اِسلیے کہ بنی ہاشم اور سب اُن کے جان نثار مزاحم ہونگے اور قتال وجدال کی نوبت آجائے گی۔ دوسرے شخص نے کہا کہ اِن کو یہان سے نکال دو یہان نہ ہونگے تو ہم اُنکے شر سے محفوظ رہین گے۔ شیخ نجدی نے کہا کہ یہ راے اُس راے سے بھی بُری ہے اِسلیے کہ اُن کی دلفریب باتین تم سب کو معلوم ہین جہان جائین گے وہان لوگون کو فریفتہ اور مسخر کرکے زور بڑھائین گے اور تم سب پر آفت لائین گے۔ آخر مین ابوجہل نے یہ راے ظاہر کی کہ قریش کے سب قبیلون مین سے ایک ایک مضبوط آدمی انتخاب کیا جائے اور سب جمع ہوکر مکان کو گھیر لو اور اُن کو قتل کرڈالو بنی ہاشم اتنی قوت نہین رکھتے کہ سارے قبائل قریش سے مقابلہ کرین ناچار خون بہا لینے پر راضی ہوجائین گے اور ہم سب ملکر خون بہا بے تکلف ادا کردین گے۔ اِس صورت سے بالکل فساد کی جڑ کٹ جائیگی۔ ابلیس پُرتلبیس نے اِس راے کو نہایت پسند کیا اور اِسی بات پر مشورہ ختم ہوا۔ اللہ جل شانہ

نے اس سارے مشورے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرمادیا۔ اور اس آیت شریف مین وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اسی بات کا ذکر ہے پھر آپ کو حکم ہوا کہ تم مدینے کو ہجرت کر جاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کو صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور تنہائی مین حال بیان کر کے فرمایا کہ تم ہمارے رفیق ہو حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ مین نے دو اونٹنیان اسی سفر کے لیے خرید کر رکھی ہین۔ آپ نے فرمایا کہ ایک کی قیمت مجھ سے لے لو۔ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ بلا قیمت حضور کی نذر ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو بقیمت ہی لینا مناسب ہے صدیق اکبرؓ نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصرار دیکھا تو التماس کیا کہ جو آپکی مرضی ہو مجھے قبول ہے۔ اس جگہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت تو صدیق اکبرؓ کے مال کو اپنا مال جان کر خرچ فرمایا کرتے تھے اس اونٹنی کی قیمت دینے مین کیون اصرار ہوا۔ محدثین نے یہ لکھا ہے کہ آپ نے چاہا کہ اس عبادت عظمیٰ مین خاص اپنی ہی ذات کا مال خرچ ہو۔ الغرض رات کو آپ اپنے گھر مین تھے کہ کافرون نے آکر دروازے پر یورش کی اور مکان کو گھیر لیا۔ آپنے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور اپنی چادر اُن کو اُڑا دی اور اُنسے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو کافر تم کو ضرر نہ پہنچا سکین گے اور حضرت کے پاس جو امانتین لوگون کی تھین سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سپرد فرمائین کہ ان کے مالکون کو پہنچا کے مدینے مین ہم سے آملنا۔ پھر آپ دروازے سے نکلے اور سورہ یٰسین کو فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھا اور ایک مٹھی خاک کافرون پر پھینک دی کہ وہ ہر کافر کے مُنہ اور آنکھون مین اور سر پر پہنچے اور آپ صاف نکل گئے اور کسی کو نظر نہ آئے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ سے یہی مراد ہے تھوڑی دیر کے بعد شیطان بصورت انسان وہان آیا اور لوگون سے کہا کہ محمدؐ تمہاری آنکھون مین اور چہرون پر خاک ڈالکر چلے گئے۔ اب تم کیون کھڑے ہو۔ تب ہر ایک نے اپنے چہرے اور سر پر ہاتھ پھیرا تو واقع مین خاک کا اثر پایا۔ فائدہ کتابون

مین لکھا ہے کہ جو کافر وہان جمع تھے اور خاک اُن پر پہنچی سب حالت کفر مین جنگ بدر کے دن قتل ہوے ۔ البتہ ایک حکیم بن حزام اسلام سے مشرف ہوکر جنگ بدر مین قتل سے بچے اور اُن کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی ساٹھ برس حالت کفر مین گزرے اور ساٹھ برس حالت اسلام مین زندہ رہے ۔ الغرض جب کافر مایوس ہوے تو در وازون کی درزون سے جھانکا اور اس شبہہ سے کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہون مکان کے اندر گئے ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ پاؤن کی آہٹ سنکر اُٹھ کھڑے ہوے کافرون نے پوچھا کہ محمدؐ کہان ہین اُنہون نے کہا کہ مجھے نہین معلوم پھر کافر حضرت علی مرتضیٰ سے کچھ معترض نہ ہوی ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش مین دوڑے ۔ حضرتؐ اپنے گھر سے نکلکر ابی بکر صدیقؓ کے گھر آئے اور کھڑکی سے نکلکر روانہ ہوے ۔ صحیح بخاری مین ہے کہ وہان سے سوار ہوکر غار ثور تک پہنچے جب غار کے قریب پہنچے تو صدیق اکبرؓ نے کہا کہ آپ باہر ٹھہرین مین اندر جاکر غار کو صاف کرلون اسلیے کہ پہاڑون کے غار حشرات الارض سے خالی نہین ہوتے یہ کہکر صدیق اکبرؓ غار مین گئے اور اپنی چادر کو پھاڑکر وہان کے سوراخ بند کیے ایک سوراخ رہ گیا تو اُس مین اپنے پاؤن کی ایڑی لگا دی اور حضرت کو غار مین بلایا آپ اندر تشریف لیگئے اور ابی بکر صدیقؓ کے زانو پر سر رکھکر آرام فرمایا ۔ اس اثنا مین ایک سانپ نے صدیق اکبرؓ کے پاؤن مین کاٹا اور ہرچند اِن کو صدمہ ہوا مگر اس خیال سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند مین خلل نہ پڑے جنبش نہ کی ۔ البتہ شدت تکلیف سے آنسو نہ رُک سکے اور حضرتؐ کے رخسار مبارک پر ٹپک پڑے حضرت کی آنکھ کھل گئی اور آنسو بہنے کا سبب پوچھا تو صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ مجھے سانپ نے کاٹا ہے آپ نے لعاب دہن لگا دیا فوراً وہ تکلیف جاتی رہی اور وہ زخم اچھا ہوگیا ۔ آپ کے غار مین داخل ہونے کے بعد مکڑی نے غار کے منہ پر جالا لگایا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آکر انڈے دیے اور سینا شروع کیا صبح کو جو کفار تلاش کرتے ہوے غار تک پہنچے اور اتنے قریب کھڑے ہوے کہ صدیق اکبرؓ کو

اُن کے پاؤن نظر پڑے اور اُن کو حضرت کیلیے اندیشۂ ضرر سے سخت تشویش ہوئی اور عرض کیا کہ یا حضرت اگر یہ لوگ اپنے پاؤن کی طرف دیکھین تو بیشک ہمکو دیکھ لین گے۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی رنج نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہی اور ایسا ہی ہوا کہ کفار نے مکڑی کے جالے اور کبوتر کے جوڑے کو انڈون پر بیٹھا دیکھ کر کہا کہ اگر کوئی اس غار کے اندر گیا ہوتا تو مکڑی کا جالا ٹوٹ جاتا اور وحشی جنگلی کبوتر اُڑ گئے ہوتے بعضون نے کہا کہ یہ جالا تو ہم نے محمد کی پیدائش کے قبل یون ہی دیکھا تھا یہ سوچ سمجھ کر کفار وہان سے پلٹ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے واسطے نار عنکبوت اور وحشی کبوترون سے وہ کام لیا جو سیکڑون زرہ پوشون سے نہ نکلتا۔ فائدہ اللہ جلشانہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو بڑی فضیلت عنایت فرمائی حضرت علیؓ کو تو یہ بزرگی دی کہ وہ ایسے عمل خطر مین آپکی جگہ لیٹے رہے اور جان نثاری کی داد دی بعضے علمانے لکھا ہے کہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور بعضے آدمی بیچتے ہین اپنی جان خدا کی رضاجوئی مین اور اللہ بڑا مہربان ہے بندون پر۔ اسی قصے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت تو ظاہر ہے کہ سارے سفر ہجرت مین حق خدمت گذاری وجان نثاری خوب ہی بجالائے اور آیت اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا بالاتفاق ابی بکر صدیقؓ ہی کی شان مین نازل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صراحتاً صدیق اکبرؓ کو صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا۔ اور اپنے حبیب کی زبان سے معیت خاص الٰہی کی بشارت دی فائدہ مشکوٰۃ المصابیح مین ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ابی بکر صدیقؓ کی ساری عمر کی عبادات لے لین اور ایک دن اور ایک رات کے اپنے اعمال مجھ کو دے دین تو نہایت رضامندی سے قبول کرون۔ رات سے مراد ہجرت کی وہ رات ہے جو غار مین گذری جس مین رفاقت۔ وجان نثاری حد کمال کو پہنچ گئی کہ [illegible]

نہ لائے اور دن سے مراد وہ دن تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد
بہت سے لوگ مرتد ہو گئے اور بہت سے آدمیوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا اور
حضرت صدیق اکبرؓ نے نہایت کوشش اور جان فشانی سے از سرِ نو دینِ اسلام کو قائم کیا اس
روایت سے کمال قبولیت عملِ ابی بکر صدیقؓ کی جو شبِ ہجرت اُن سے ظہور میں آئی
معلوم ہوئی۔ القصہ تین دن تک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ ثور میں رہے۔ عامر بن
فہیرہ کہ صدیق اکبرؓ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے اُس غار کے متصل بکریاں چراتے اور
دودھ اُن بکریوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کو پلا جاتے تھے اور عبداللہ
ابی بکر صدیقؓ کے بیٹے کہ بڑے جوانِ صالح تھے دن کو مکے میں قریش کی مجلسوں میں مثلِ
ہو کر خبریں دریافت کر کے رات کو غارِ ثور میں حاضر ہو کر حضور میں اُن کی صلاحیں اور مشورے
عرض کر جاتے تھے اور پھر صبح کو مکے میں پہنچ جاتے تھے اس طرح کہ اہل مکہ اُن کے مکے
سے جانے پر آگاہ نہ ہوتے تھے تین دن کے بعد آپ اور ابی بکر صدیقؓ اور عامر بن فہیرہ
اونٹنیوں پر سوار ہو کر ساحل کی راہ سے روانہ ہوئے اور عبداللہ بن اُریقط دؤلی کو کہ راہ سے
خوب واقف تھے اجرت پر مقرر کر کے رہبری کے واسطے اپنے ساتھ لیا اور اونٹنیاں
بھی اُنہیں کے سپرد تھیں وہ اپنے وعدہ کے موافق روزِ مقررہ پر غار کے دروازے پر حاضر
ہوئے اور کفارِ مکہ نے یہ اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی محمدؐ کو گرفتار کر لائے یا قتل کرے اُس کو ہم
سو اونٹ انعام دیں گے اور صدیق اکبرؓ کی نسبت بھی یہی انعام تھا اور جو دونوں کو پکڑ لائے
یا قتل کرے تو اُس کو دو سو اونٹوں کے انعام کی طمع دی تھی۔ جب صبح کو غار سے نکلکر
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی پر اور عامر بن فہیرہ اور
ابن اریقط دوسری اونٹنی پر سوار ہو کے چلے اور ایک دن اور ایک رات اور دوسرے
دن صبح سے دوپہر تک گرم سفر رہے اور دھوپ میں بہت گرمی ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیلولے یعنی دوپہر کو آرام کے واسطے جگہ تلاش کی

تو ایک بڑی درخت کا سایہ پاکے اُس جگہ کو صاف کرکے اپنا پوستین وہان بچھا دیا اور التجا کرکے حضرت کو وہان سُلایا اور خود کھانا لانے کی فکر مین نکلے تو دیکھا کہ ایک چرواہا بھی دوپہر کی گرمی سے گھبراکر ایک طرف اُسی درخت کے سائے مین آرام لینے آیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا تو ہم کو دودہ دوہ دے گا اُسنے اقرار کیا اور دودہ دوہ دیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے پاس جو برتن سر دپانی کا تھا اُس مین سے سر دپانی شریک کرکے حضرت کے پاس کہ بیدار ہو چکے تھے لائے اور حضرت نوش جان فرمایا۔ اور پوچھا کہ اَنَّ الرَّحِیْلَ کیا کوچ کا وقت آگیا پھر وہان سے سوار ہوکر چلے اور ایک دن راہ مین مع رفقا اُمِّ مَعْبَدْ کے خیمے پر پہنچے ام معبد ایک بوڑہی عورت شرفاے عرب مین سے بڑی مسافر نواز تھی اور اُس کا خیمہ مدینے کی راہ مین تھا جو اُدھر سے ہوکر گزرتا وہ اُس کی دعوت کیا کرتی۔ حضرت جب وہان پہنچے تو اُس سے گوشت اور چھوارے بقیمت طلب فرمائے اُن دنون وہ نہایت نادار تھی اُس نے عذر کیا کہ اگر میرے پاس کچھ بھی ہوتا تو مین آپ کی مہمانداری ضرور کرتی جب کوئی چیز وہان نہ ملی تو آپ نے بکری کو اُس کے گھر کے ایک گوشے مین دیکھ کر فرمایا کہ اگر اجازت دو تو اس بکری کا دودہ دوہا جائے اُس نے عرض کیا کہ یہ بکری بالکل دودہ نہین دیتی اور اس قدر ضعیف و لاغر ہوگئی ہے کہ چرنے کو بھی نہین جاسکتی۔ آپ نے فرمایا کیسی ہی ہو مگر تم اجازت دو تو ہم دودہ دوہ لین اُس نے اجازت دی۔ آپ نے اُس کے تھنون کو بسم اللہ کہکر ہاتھ لگایا خدا تعالیٰ کے نام اور آپ کے ہاتھ کی برکت سے فوراً دودہ اُتر آیا اور آپ نے دودہ کر ایک بڑا برتن جس مین آٹھ نو آدمی سیر ہوکر پی لین بھر دیا اور پہلے ام معبد کو پلایا پھر اپنے رفیقون کو مرحمت فرمایا جب سب سیر ہوگئے تو خود نوش کیا۔ پھر دودہ دوہ کر اُس برتن کو بھر دیا اور وہان سے روانہ ہوے جب شام کو ابو معبد شوہر اُمِّ معبد کا گھر مین آیا تو دودہ دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اُم معبد نے ساری سرگزشت بیان کی۔ ابو معبد مع اُم معبد کے مدینے مین

اگر حضرت کے دستِ مبارک پر مسلمان ہوے۔ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ وہ بکری عمر فاروقؓ کے زمانے تک دودھ دیا کی اور زمانۂ عام الرمادہ تک کہ عہد فاروقؓ مین ایک بڑا قحط پڑا تھا صبح و شام دودھ دیتی تھی اور اس سرزمین پر کہین دودھ کا نام نہ تھا یہ ساری برکت حضرتؐ کے دستِ حق پرست کی تاثیر تھی۔ **فائدہ** سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہ سرداران عرب مین سے تھا اور ایک جھیل کے کنارے اُس کا مکان تھا اشتہار قریش کا مضمون سُن کر طمع نے اُس کو گھیرا تھا۔ ایک شخص سے سنکر کہ ابھی کئی آدمی اونٹنیون پر سوار ادھر سے گذرے مین گھوڑا تیار کرکے ایک ٹیلے کے نیچے سنگوایا اور کمان و ترکش لیکر روانہ ہوا جب گھوڑا دوڑا کر آپ کے قریب پہنچا تو ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایک سوار آپہنچا آپ نے اُسکی طرف دیکھا اور اُس کے حق مین بد دعا کی دفعتہً اُس کے گھوڑے کے پاؤن پیٹ تک زمین مین دھنس گئے سراقہ نے فریاد کی کہ آپ مجھے اس بلا سے نجات دین مین عہد کرتا ہون کہ پلٹ جاؤنگا اور جسے راہ مین آپ کی تلاش مین پاؤنگا بکلمت اُس کو پھیر دونگا آپ نے دعا کی اُس کے گھوڑے کو زمین نے چھوڑ دیا۔ سراقہ کا بیان ہے کہ مجھے اُس وقت یقین ہوا کہ آپکو بیشک غلبہ ہوگا یہ سوچ کر مین آپ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے آپ امان نامہ لکھدین تاکہ جب اللہ تعالےٰ آپ کو غلبہ دے تو مین محفوظ رہون آپ نے عامر بن فہیرہ کے ہاتھ سے امان نامہ لکھوا دیا اور سراقہ اُس وقت اگرچہ مسلمان نہیں ہوے مگر لکھا ہے کہ پھر شرف باسلام ہوکر صحابہ مین داخل ہوے الغرض اُس وقت سراقہ وہان سے واپس ہوے جو راہ مین حضرت کو ڈھونڈتا ہوا ملا اُس کو یہ کہکر پھیر دیا کہ مین دُور تک دیکھ آیا ہون کہین نشان نہین ہے۔ **فائدہ** جب آپ مدینے کے قریب پہنچے تو بریدۂ اسلمی ستر سواروں کی ساتھ آپ کو ملے کہ اشتہار کا مضمون سنکر بارادۂ فاسد آئے تھے مگر جمالِ سراپا کمال دیکھکر اور کلامِ معجز نظام سنکر ایسے متاثر ہوے کہ سب ہمراہیون کے ساتھ ایمان لائے

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مناسب ہے کہ مدینۂ طیبہ مین داخل ہونے کے وقت حضور کی سواری کے ساتھ نشان بھی ہو اور اپنی پگڑی کو ایک لکڑی مین لپیٹ کر نشان بنایا۔ حضرت نے اُنھین کو نشان بردار کیا تو وہ آگے آگے نشان لیکر چلے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ در پے آزار ہو کر آئے تھے اور جان نثار و نشان بردار ہو کر ساتھ ہو لیے۔

روایت ہے کہ مدینے کے لوگ ہر روز استقبال کو آکر دوپہر کو پھر جاتے تھے اُس روز بھی در وِ مسعود حضرتؐ سے مایوس ہو کر دوپہر ڈھلے پھرے ہوے جاتے تھے کہ ایک یہودی نے ایک ٹیلے سے آپ کی سواری دیکھی اور پکار کر کہا کہ یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمْ اے گروہ عرب کے یہ مقصود تمہارا ہے وہ لوگ پلٹ کھڑے ہوے اور آپ کے ہمرکاب حوالی مدینۂ سنور مین داخل ہوے اُس دن عجب طرح کی خوشی اہل مدینہ کو تھی۔ انصار کی لڑکیان یہ شعر پڑہتی تھین۔ ؎

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعْ		وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعْ	

ترجمہ

چمکا چودھوین رات کا چاند ہم پر ثنیات الوداع سے ؛ واجب ہوا ہم پر شکر جب تک دعا کرے اور پکارے اللہ کو دعا کرنے والا اور پکارنے والا ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع کی معنی رخصت کی گھاٹیان ہین اہل مدینہ اپنے احباب کو ہنگام سفر رخصت کرنے کے لیے اُن گھاٹیون تک جایا کرتے تھے اس وجہ سے وہ ثنیات الوداع کہلاتی ہین قاموس مین یہی لکھا ہے اور بعض ارباب لغت اور اہل حدیث کہتے ہین کہ ثنیات الوداع مدینے سے شام کی طرف ایک مقام ہے اور یہ شعر انصار کی لڑکیون نے حضرت کو جنگ تبوک سے معاودت فرمانے کے وقت پڑہا ہے صحیح بخاری سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے اور بعض علما نے لکھا ہے کہ یہ شعر دونون وقتون مین پڑہا گیا ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا		عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ	

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاول کی بارھوین تاریخ دوشنبہ کو مدینہ منورہ مین پہنچکر محلہ قبا مین جو ایک محلہ شہر کے باہر ہے منازل بنی عمرو بن عوف مین ٹھہرے اور چودہ دن وہان رہے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ لوگون کی امانتین جو حضرت سے آئے تھے مالکون کو سپرد کرکے مکے سے پیدل چلے اور تیسرے دن آپکے تشریف لانے سے قبا مین آپ سے آملے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاؤن مین آبلے پڑگئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیر دیا کہ فوراً وہ آبلے اچھے ہوگئے۔ اور پیادہ چلنے سے جسقدر کوفت ہوئی تھی سب جاتی رہی۔ اسی محلے مین آپنے ایک مسجد بنائی جسے مسجد قبا کہتے ہین اور قرآن مجید مین اُسکی تعریف مین ہے لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ۔ بیشک وہ مسجد جسکی بنیاد تقوی پر ہوئی پہلے ہی دن سے اُس بات کے لائق ہے کہ تو اُس مین نماز پڑھے۔ جبتک حضرت وہان رہے اُس مین نماز پڑھتے رہے اور جب شہر کے اندر تشریف لے گئے تو بھی کبھی کبھی اُس مسجد مین جاکر نماز پڑھا کرتے تھے اور خلفاے راشدین کا بھی یہی دستور رہا وہ مسجد بڑی زیارت گاہ ہے۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ جب آپنے مدینے مین تشریف لانے کا ارادہ کیا تو ہر محلے کے آدمی ہتیار باندھے ہوے ساتھ تھے اور ہر ایک التجا کرتا تھا کہ حضور ہمارے محلے مین اقامت فرمائین۔ آپنے فرمایا کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو جہان یہ بیٹھ جائیگی مین وہین سکونت اختیار کرون گا سب اس پر راضی ہوے اور اونٹنی چلتے چلتے وہان آبیٹھی جہان اب مسجد نبوی کا منبر ہے اُن دنون اُس جگہ ابو ایوب انصاری کا گھر تھا وہین آپ کا اسباب اُتارکر رکھا گیا اور آپ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِهِ یعنی آدمی اپنے اسباب کے پاس رہتا ہے پس آپ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرے۔ ابو ایوب انصاری شاموں کی

اولاد مین تھے اور شامول اُن چار سو عالمون کا سردار تھا جو تبع حمیری بادشاہ کے مصاحب تھے اہلِ تاریخ نے لکھا ہے کہ تبع یمن کا بادشاہ تھا جب اُس کا گزر اس سرزمین پاک پر ہوا تو یہان ایک میدان دلکش و دلکشا اور ایک چشمہ شفاف و روح افزا تھا۔ بادشاہ اس فضا کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور طرح طرح کے انوار و برکات اُس کو وہان محسوس ہوے تب اُس نے عالمون سے استفسار کیا علما نے کہا کہ یہ ہجرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ ہے۔ تبع نے یہ سنکر اُس جگہ شہر آباد کیا اور اُن چار سو عالمون کو وہین بسایا انصار سب اُنہین کی اولاد مین ہین اور بادشاہ نے چاہا کہ خود بھی وہین رہے مگر سلطنت کی جھگڑون اور بکھیڑون سے نہ رہ سکا اور ایک تحریر اپنے حسن عقیدت اور خلوص محبت پر مشتمل لکھکر شامول کو دی کہ تم اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ جو اُن مین سے جناب رسالت مآب پیمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پائے وہ میرا اسلام عرض کرے اور یہ عرضداشت حضور مین پہنچادے وہ تحریر ابو ایوب انصاری کے گھر چلی آتی تھی۔ جب حضرت وہان رونق افروز ہوے تو اُنہون نے وہ عرضداشت حضور مین گزرانی۔ حضرت پڑھکر خوش ہوے اور فرمایا تبع ہمارا بھائی ہے اور ابو ایوب سے شامول تک اکیسوین پشت تھی اور جس گھر مین آپ ٹھہرے وہ گھر بھی اُس بادشاہ کا بنوایا ہوا تھا اور اُس نے خاص اسی نیت سے بنوایا تھا کہ جب حضرت تشریف لائین تو یہین اقامت فرمائین پہلے آپ نیچے کے مکان مین رونق افروز ہوے۔ ابو ایوب انصاری کے عیال و اطفال بالاخانے پر رہے مگر ابو ایوب اور اُن کی زوجہ ام ایوب اس عنوان اقامت کو ادب کے خلاف سمجھ کر رات بھر بے چین رہے اور نیند نہ آئی تو صبح کو حضور مین باصرار التجا کر کے آپ کو بالاخانے پر لے گئے اور خود نیچے کے مکان مین رہنے لگے۔ **روایت ہے** کہ جس زمین پر حضرت کی سواری کی اونٹنی بیٹھ گئی تھی وہ زمین دو یتیمون کی مملوک تھی حضرت نے اُنسے فرمایا کہ ہمارے ہاتھ اس زمین کو بیچ ڈالو۔ اُنہون نے عرض کیا کہ حضور یونہین لے لین

ہم اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے لین گے ۔ آپ نے نہ مانا اور ابو بکر صدیقؓ کے مال سے دس دینار دے کر خرید فرمائی اور تھوڑی سی زمین اُس کے برابر ایک انصاری نو مسلم کی تھی حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ ہم کو یہ زمین دے اور اس کے عوض جنت مین ایک گھر لے اُسنے کہا کہ مین عیال دار ہون بے قیمت لیکر کیونکر دون تب حضرت عثمانؓ نے دس ہزار درم کو وہ زمین خرید کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین نذر کی اور اُس مین کچھ کھجور کے درخت اور کفار کی قبرین اور ٹیلے تھے قبرین برابر کر دی گئین اور اُن کی ہڈیون سے وہ زمین پاک و صاف کر لی گئی اور درخت کاٹے گئے پھر صحابہ نے اپنے ہاتھون سے مٹی کے چوکے تیار کیے اور وہ کچی اینٹین ڈھوتے جاتے تھے اور خوش ہو ہو کر یہ شعر پڑہتے تھے شعر

هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ ۔ هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْهَرْ

یہ بوجھ اور پوٹین خیبر کے چھوارون کی پوٹین نہین ہین بلکہ یہ اُن سے بہتر ہین اے رب ہمارے اور پاک بمطلب یہ ہوا کہ خیبر کے چھوارے بہت اچھے ہوتے ہین اور اُس کی پوٹین خوشی سے ہم لایا کرتے ہین اور یہ پوٹین مٹی کی ہین مگر چونکہ اللہ کی راہ مین اُٹھائی جاتی ہین اسوجہ سے یہ پوٹین ہم کو اُن پوٹون سے کہین بہتر نظر آتی ہین اور وہ مسجد اس طرح بنائی گئی کہ اُس کے پاکھے کچے چوکون کے اور ستون اور پشت کھجور کی موٹی لکڑی کی اور چھت کھجور کی پتلی لکڑی اور پتون کی اور ایک چھتّا سا مسجد کے پاس مسکینون کے واسطے جسمین اصحاب صفّہ رہتے تھے اور کچھ مختصر سے حجرے ازواج مطہرات کے لیے بنائے گئے۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینے مین رونق افروزی کے بعد عبداللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم علماے یہود مین سے تھے اور اُس وقت اپنے باغ مین میوے چُن رہے تھے اُسی طرح میوہ دامن مین لیے ہوے آپ کے پاس چلے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور اہلِ جنت کی پہلی

غذا کیا ہے اور بچہ اپنے ماں باپ سے جو مشابہت پیدا کرتا ہے اُس کا سبب کیا ہوتا ہے۔
حضرت نے فرمایا کہ قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو خلق کو مشرق سے مغرب کی طرف
ہانک لے جائیگی اور اہل جنت کی پہلی غذا جگر گوشہ ماہی کے کباب ہون گے کہ سب
بہشتیون کو کھلائے جائین گے۔ اور اطفال کی مشابہت کی علت یہ ہے کہ جب نطفہ
ماں کا غالب ہوتا ہے تو لڑکا ماں یا ماں کے کسی اہل قرابت ماموں یا خالہ وغیرہ سے
مشابہ ہوتا ہے۔ اور جب باپ کا نطفہ غالب ہوتا ہے تو لڑکا باپ کے یا باپ کے کسی
عزیز چچا پھوپھی وغیرہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام یہ جواب سنکر بولے کہ اگلی
کتابون مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور ایمان لائے۔ پھر عرض کیا کہ یہود بڑے جھوٹے
اور افترا پرداز ہین ابھی تو مجھکو اچھا جانتے ہین اور جب میرے اسلام کی خبر سُن لین گے
تو ضرور بُرائیان کرین گے مین چھپ کر بیٹھتا ہون آپ میرے اسلام کا ذکر نہ فرمائین اور
جب یہود آئین تو اُن سے میرا حال پوچھین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ منافی ہو گئے اور جب
یہود حاضر ہوے تو حضرت نے پوچھا کہ تمہاری قوم مین عبداللہ بن سلام کیسا آدمی
ہے سب نے بالاتفاق کہا خَیرُنَا وَابنُ خَیرِنَا وَسَیِّدُنَا وَابنُ سَیِّدِنَا۔ نیک ہمارا اور
بیٹا ہمارے نیک کا۔ اور سردار ہمارا اور بیٹا ہمارے سردار کا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ
مسلمان ہو جائے تو کیسا۔ انہون نے کہا کہ خدا کی پناہ ایسی بات نہ کہین تب آپنے
عبداللہ بن سلام کو پکارا وہ باہر نکل آئے اور بآواز بلند کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سنتے ہی یہود بیساختہ کہہ اُٹھے شَرُّنَا وَابنُ شَرِّنَا
یعنی بُرا ہمارا اور بیٹا ہم مین سے بُرے کا۔ اُس وقت عبداللہ بن سلام نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ ایسے متعصب لوگ ہین کہ دم بھر مین پلٹ گئے۔

	یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلهم	

لکھا ہے کہ سلمان فارسی پہلے مجوس تھے پھر دین مجوس چھوڑ کر دین نصاریٰ اختیار

کیا تھا اور بڑی عمر کے آدمی تھے بعض کہتے ہین کہ چھ سو برس کی عمر پائی اور بعض کا قول ہے تین سو برس کی۔ بہرکیف وہ علماے یہود و نصاریٰ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر ہجرت سنکر پہلے سے مدینے مین آرہے تھے اور اپنی زندگی مین کئی بار غلام ہوکر بکے تھے۔ زمانۂ ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک یہودی کے غلام تھے ایک دن کوئی چیز حضرت کے حضور مین لے کر حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا صدقہ مجھ پر حرام ہے۔ دوسرے دن اور ایک چیز لائے اور التماس کیا کہ یا حضرت یہ ہدیہ ہے آپ نے قبول فرمایا پھر اُنہون نے پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی اور مسلمان ہوگئے۔ اُنہون نے خصال نبی آخر الزمان سے سنا تھا کہ وہ صدقہ نہ کھائین گے اور ہدیہ قبول فرمائین گے اور پشت مبارک پر مہر نبوت ہوگی۔ پھر آپ نے سلمان فارسی سے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو۔ اُنہون نے اپنے مالک سے درخواست کی اُس نے کہا کہ چالیس اوقیہ سونا لاؤ اور چھوارے کے تین سو درخت لگاؤ جب وہ پھل لائین تب تم آزاد ہو۔ حضرت نے یہ شرطین سنکر درخت اپنے دست مبارک سے لگائے۔ حضرت کی برکت سے وہ اشجار اُسی سال پھلے۔ ایک درخت اُن مین کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا اُس مین پھل نہ آئے تو آپ نے اُس کو اکھیڑ کر پھر اپنے ہاتھ سے لگا دیا تو وہ بھی اُسی سال مثمر ہوا اور ایک بیضہ سونا مال غنیمت مین آیا تھا آپ نے وہ سونا سلمان کو دیا اور فرمایا کہ یہ اپنے مالک کو دے کر تم آزاد ہو جاؤ سلمان نے عرض کیا کہ یا حضرت بقدر چالیس اوقیہ سونے کی شرط ہے یہ بقدر ایک بیضہ کے ہے کیونکر کفایت کرے گا آپ نے زبان مبارک اُس سونے پر پھیر دی اور دعا سے برکت کی۔ سلمان کہتے ہین کہ پھر جو مین نے اُس کو تولا تو بے کم و کاست چالیس اوقیہ تھا اپنے مالک کے پاس لے گئے اور آزاد ہوکر حضرت کی خدمت مین رہنے لگے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

لکھا ہے کہ مدینۂ منورہ سے باہر یہود کے دو محلے تھے ایک بنی قریظہ کا۔ دوسرا بنی نضیر کا۔ اِن محلون کے لوگ بھی حضرت کے حضور مین حاضر ہوے حیّی ابن اخطب کہ اُن مین کا ایک سردار تھا اُس کی بیٹی صفیّہ جو فتح خیبر کے بعد ازواج مطہرات مین داخل ہوئین فرماتی ہین کہ میرے باپ اور میرے چچا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کو گئے اور وہان سے پلٹ کر گھر مین یون لیٹ گئے جیسے کوئی بہت تھکا ہوتا ہے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ آیا یہ وہی پیغمبر ہین جن کا ذکر توریت وغیرہ کتب سابقہ مین ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ واللہ یہ وہی ہین پھر اُس نے پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے اُس نے جواب مین کہا کہ جب تک میرے تنفسون مین دم ہے ہرگز اِن کی مخالفت مین کوتاہی نہ کرون گا۔ سبحان اللہ کیا خدا کی قدرت ہے کہ علماے یہود و نصاریٰ کو آپ کے پیغمبر برحق ہونے کا یقین تھا مگر پھر شامتِ اعمال اور جوشِ کبر و حسد و حبِّ جاہ و ملال سے یہ خیال کر کے کہ نبی اسمٰعیل اور اَن پڑھ لوگون مین پیغمبر کیون ہوے۔ ہرگز ایمان نہ لائے اور اطاعت کو اپنی کسرِ شان سمجھ کر کافر ہی رہے اور جن کی قسمت مین سعادتِ ابدی تھی جیسے یہود مین عبداللہ بن سلام اور نصاریٰ مین نجاشی حبشے کا بادشاہ اور اکیدر دومۃ الجندل کا بادشاہ کہ یہ سب فوراً اسلام و ایمان سے مشرف ہوے ہر مسلمان کو چاہیے کہ حسد اور کبر سے بچے اور حبِّ جاہ و مال سے ہمیشہ پرہیز کرے کہ یہ عیوب دونون جہان مین ذلیل و خوار کرتے ہین۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

روایت ہے کہ مدینۂ منورہ مین مسلمانون کو میٹھے پانی کی تکلیف رہتی تھی کہ اکثر کنوؤن کا پانی کھاری تھا صرف ایک یہودی کے کنوئین کا پانی جسے بیر رومہ کہتے

تھے شیرین تھا کہ وہ اُس کا پانی بیچتا تھا حضرت نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو مول لے کر مسلمانوں کے ڈول اُس میں روان کردے اُسکے لیے جنت ہے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے اُس کنوئیں کو اپنے خالص مال سے یوں خرید کیا کہ پہلے نصف کنوان بارہ ہزار درم کو خرید فرما کر وقف کر دیا جس دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوتی تھی اُس دن وہ پانی سب کو مفت ملتا تھا اور اُس یہودی کی باری کے دن پانی بکتا تھا رفتہ رفتہ لوگوں نے یہودی کی باری کے دن پانی بھرنا موقوف کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کی باری کے دن اتنا پانی بھر لیتے تھے کہ یہودی کی باری کے دن حاجت نہ ہوتی تھی اُس یہودی نے یہ رنگ دیکھکر اپنا حصہ بھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بھی خرید کر وقف کر دیا۔ اور بے تکلف مسلمانوں کے ڈول اُس کنوئیں میں جاری ہو گئے۔ اور حضرت عثمانؓ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وعدے کے موافق بے شبہہ جنتی ہو گئے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلهم		

روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ابی رافع اپنے آزاد کیے ہوئے غلاموں کو پانچ سو تیس درم اور دو اونٹ دیکر مدینے سے مکے کو بھیجا تاکہ فاطمہ زہرا اور اُم کلثوم حضرت کی دونوں بیٹیوں اور اُم المومنین سودہ بنت زمعہ حضرت کی خالوں کو اور اُم ایمن حضرت کی کھلائی اور اُن کے فرزند اُسامہ بن زید اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اہل وعیال کو لے آئیں وہ دونوں غلام آزاد حسب الحکم مکہ معظمہ کو گئے اور سب کو ساتھ لائے اور عبداللہ بن ابی بکر صدیقؓ بھی اسمٰا بنت ابی بکر اور عائشہ صدیقہ اپنی بہنوں اور اُم رومان اپنی ماں وغیرہ اہل وعیال حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب الحکم ہمراہ لے کر ساتھ ہوئے اور ہجرت سے سات مہینے کے بعد یہ سب لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آملے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلهم		

حلیۂ شریف کا ذکر

روایت ہے کہ حضرت کا قد میانہ تھا نہ لمبا تھا نہ ٹھگنا۔ اور سر مبارک حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا تھا اور سر مبارک کے بال اکثر کانوں کی لوؤں تک رہتے تھے اور اُن مین مانگ نکلی ہوتی تھی اور بیشتر تیل لگا رہتا تھا۔ اور رنگ رخسارون اور جسم مبارک کا سفید تھا۔ مگر نہایت خوشنما سُرخی اُن مین جھلکتی تھی۔ آنکھین بڑی بڑی قدرتی سُرمہ لگی ہوئین اُن مین سُرخ ڈورے۔ بھوین اور پلکین باریک اور لمبی۔ دانت آبدار موتی سے چمکتے ہوئے اور سامنے کے دانتون مین نہایت خوشنما کھڑکی تھی۔ چہرۂ مبارک چوڑا چکلا وجیہ قدرے لمبا۔ پیشانی مبارک شگفتہ اور کشادہ۔ رخسارے بھرے بھرے۔ بینی مبارک مین کچھ خم کے ساتھ بلندی۔ بانسا بلند مگر قدرتی خمیدگی کے سانچے مین ڈھلا ہوا۔ اور سرا بینی مبارک کا اندک آگے کو جھکا ہوا۔ اور ریش مبارک کے بال گھنے اور تخمیناً نصف سینہ تک لمبی تھی۔ اور ریش مبارک مین ویسا رکیجانب چوڑی بھی تھی۔ دونون کاندھون مین سینۂ مبارک چوڑا ہونے کے سبب سے ذرا ذرا سا فرق تھا اور دونون کاندھون کے بیچ مین نورانی مُہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر بیضاوی قطع کی سُرخ رنگ اُبھری ہوئی تھی چارون طرف اُس مُہر کے خوشنما بڑے بڑے تل جن پر بال جمے ہوئے تھے ہتیلیان کشادہ تھین اور سب اعضا کے جوڑ پُر گوشت۔ پسینا جب آپ کے بدن پر نمودار ہوتا تو ہر قطرہ اُس کا گوہر شہوار معلوم ہوتا تھا اور اُس مین ایسی خوشبو آتی تھی کہ مشک و عنبر کی بو اُس کی گرد کو نہ پہنچتی تھی جس سے آپ مصافحہ کرتے اُس کے ہاتھون مین پہرون خوشبو آتی رہتی اور جب تک مصافحہ کرنے والا ہاتھ الگ کرنے کا قصد نہ کرتا غایتِ اخلاق سے آپ اپنا دستِ مبارک علیحدہ نہ کرتے۔ اور جس بچے کے سر پر آپ ہاتھ پھیرتے اُس کے سر مین ایسی خوشبو آنے لگتی کہ لوگ اُس خوشبو سے پہچان لیتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا ہے۔ الغرض آپ کے

جمالِ سراپا کمال کو جو دیکھتا وہ بے اختیار کہہ اُٹھتا کہ مین نے کبھی ایسا حُسن و جمال نہ آنکھون سے دیکھا نہ کانون سے سُنا۔

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلهم	

حضرت کی خصلتون کا ذکر

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و اشفاق اور تواضع و انکسار کا بیان کس زبان سے ہو سکے۔ سبحان اللہ سردارِ پیغمبر وہ ہزار عالم ہو کر غریبون محتاجون کی طرح بسر فرماتے تھے۔ **روایت ہے** کہ پہاڑون نے عرض کیا کہ ارشاد ہو تو ہم آپ کے واسطے سونا ہو جائین۔ آپ نے فرمایا کہ میری خوشی تو یہی ہے کہ ایک دن بھوکا رہون اور صبر کی لذت پاؤن اور ایک دن غذا سے سیر ہون اور شکر کا مزہ اُٹھاؤن۔ پیٹ بھر کر کبھی آپ تناول نہ فرماتے۔ نعلین مبارک ٹوٹ جاتی تو خود بدولت ہی ٹانک لیتے اور لباسِ مبارک پھٹ جاتا تو آپ ہی سی لیتے۔ اور اپنی بکریون کا دودھ آپ دوہ لیتے مزاجِ مبارک مین انکسار ایسا تھا کہ غریبون مسکینون محتاجون کے ساتھ نہایت میل جول رکھتے تھے۔ اکثر اُن کے پاس بیٹھتے اُن کا حال پوچھتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو عیادت اور خدمت کرتے اور کوئی مرجاتا تو اُس کے جنازے کے ساتھ تشریف لے جاتے جس کو زیادہ بے کس اور غریب پاتے اُس سے زیادہ جھک کر ملتے۔ اکثر بڑھیون کے کام کر دیتے اور اگر وہ خود کسی ضرورت سے نکلتین تو آپ اس خیال سے کہ مبادا یہ راہ مین تھک جائین اور کمزوری سے گر پڑین ہاتھ کر کھائین تو کون سنبھالے گا ساتھ ہو لیتے اور گاہ گاہ غلامون کے ساتھ بھی ہو لیتے تاکہ اُن کو یہ خیال نہ آئے کہ یہ ہم کو ذلیل سمجھتے ہین اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ چلنے مین کبھی اُن سے پیچھے ہو لیتے اور فرماتے کہ میرے پیچھے روحانی فرشتون

کے واسطے جگہ چھوڑ دو اور مزاج ہمایون مین کسی طرح کی پابندی نہ تھی بلکہ کمال بے تکلفی سے جو سواری سامنے آجاتی اُس پر بیٹھ لیتے اور اپنے اہل بیت کے ساتھ کمال خوش مزاجی سے بسر فرماتے کبھی کوئی بات ایسی زبان مبارک پر نہ آئی کہ کسی کو ناگوار ہو۔ کسی کے منہ پر ایسی بات نہ فرماتے کہ اُس کو گران گزرے جو کوئی خطا کر کے عذر کرتا تو آپ فوراً قبول فرما لیتے اور غایتِ حیا سے خود شرما جاتے۔ بے فائدہ بات کبھی زبانِ فیض ترجمان پر نہ آتی۔ اور جس سے ملاقات ہوتی تو سلام مین تقدم فرماتے۔ اور صاحبان فضل و شرف کی بزرگداشت ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔ اور کبھی دوستون سے خوش طبعی بھی فرماتے تاکہ صحبت مین انقباض نہ ہو۔ مگر خوش طبعی مین بھی صداقت ہوتی تھی۔ اور نماز جمعہ اگر طویل بھی پڑھتے تو جمعہ کا خطبہ چھوٹا پڑھتے۔ اس لیے کہ نماز مین اللہ کی طرف توجہ ہوتی ہے اور خطبے مین خلق کی طرف خطاب ہوتا ہے۔ القصہ حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلواۃ کی اخلاقِ حمیدہ اور اشفاقِ پسندیدہ سے سیکڑون دفتر بھر جائین تو بھی ایک صفت تمام نہ ہو۔ یہان تک لکھ کر قلم روک لیا گیا اس لیے کہ غزوات اور وفاتِ شریف کا ذکر مولدِ شریف مین مناسب معلوم نہ ہوا۔ اُن کی تفصیل بڑی بڑی سیرت کی کتابون مین موجود ہے۔ آخر مین اپنے اور سب مسلمانون کے واسطے دعا اور بارگاہِ کبریا مین التجا ضرور ہے۔

مناجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوندا بندہ گنہگار ہے تیری ذات غفار ہے وہ معاملہ کر جو آمرزگار کو گنہگار کے ساتھ سزاوار ہے نہ وہ معاملہ جو عادل ظالم کے ساتھ کرتا ہے۔ خلقت تیری شانِ قہاری سے کانپتی ہے اور یہ عاجز تیری شانِ عدالت سے بھی ڈرتا ہے۔ خداوندا اگر تو عفو و کرم کو چھوڑ کر فقط انصاف و عدالت کو کام فرمائے گا تو کوئی گنہگار نجات نہ پائے گا۔ خداوندا جب تیری تیغِ عدالت پر نگاہ جاتی ہے تو میری عاجزی سپر بنکر میرے سامنے آتی ہے۔ خداوندا اعمالِ پرسزا عین انصاف ہے مگر امیدوارانِ رحمت پر نظرِ عدالت اُن کی امید کے خلاف ہے۔ خداوندا جو تیری رحمت کی آس لگائے ہے اُس کا آسرا نہ توڑ۔ خداوندا کمینہ شکِ ضعیف کو شہبازِ عدالت کے مُنہ پر نہ چھوڑ۔ اے دادرس خطراتِ نفسانی کے ہاتھ سے دادخواہ ہون میری داد کو پہنچ۔ اے فریادرس وساوس شیطانی کے مظالم کا فریادی ہون میری فریاد کو پہنچ۔ دردمند ہون دوا بھیج۔ مریض ہون شفا بھیج۔ خسِ طوفانی ہون گردابِ بلا سے نجات دے۔ تشنۂ جگر سوختہ ہون دریاے رحمت سے آبِ حیات دے۔ فرشتون کو بال و پر دیے۔ میری بے بال و پری پر ترس کھا۔ نوحؑ کو طوفان سے نکالا۔ میری تباہ کشتی پر بھی رحم فرما۔ خداوندا غریب ہون مسکین ہون میری دعائین مقبول کر۔ سائل ہون فقیر ہون میری التجائین قبول کر۔ خداوندا دل مین جو داغ پڑے اُس کو جنت کا پھول بنا دے۔ خداوندا کلیجے مین جو کانٹا چبھے اُس مین مژگانِ حور کا جلوہ دکھا دے۔ خداوندا دنیا مین عافیت کے ساتھ رکھ۔ اور ایمان کے ساتھ اُٹھا۔ خداوندا سکراتِ موت کی مشکل سہل۔ خداوندا فشارِ گور کی منزل آسان۔ خداوندا قبر کی تنگی فراخی سے اور وحشت موانست سے بدل جاے۔ خداوندا اس بیزبان کی کیا مجال کہ نکیرین کے سوالون کا جواب دے سکے۔ اُس وقت تیری محبوبِ خاص شفیع المذنبین

انیس الغریبین مدد کو آجائین۔ خداوندا زمین جس وقت بوریے کی طرح لپیٹے آسمان دھنکی ہوئی روئی کی مانند اُڑین پہاڑ متزلزل ہوکر خاکِ سیاہ ہون۔ ستارے آنسوون کی طرح گرین۔ انبیا اولیا خوف سے تھرائین۔ آنکھین روئین دل دھڑکین۔ جن وانس کے کلیجے پانی ہون جہنم کی آگ ہر اُمت کے گھیرنے کا ارادہ کرے گنہگارون کے بدن عریان ہون اور تیری شانِ عدالت تختِ حکومت پر جلوہ دکھاتی ہو صدقہ اپنی ستاری کا اُس وقت میرے عیوب چھپانا برہنہ نہ بُلانا۔ بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال دے کر ہمچشمون مین شرمسار نہ فرمانا۔ ہاے وہ انبیا کا ہراس وہ اُمتیون کا لرزنا۔ وہ زمین کا کانپنا وہ میزان مین گناہون کے پلّے کی گرانی وہ گنہگارون کی پشیمانی اُسوقت سوا تیرے کون ہے کہ عدالت سے رحم کی طرف تجھے متوجہ کرے۔ یا ارحم الراحمین اُس نبیِ کریم کا صدقہ جس کو تو نے رحمۃ اللعالمین خطاب دیا ہے دوزخ مین مُنہ کے بھل نہ گرانا۔ صراط پر قدم ڈگمگائین تو دستگیری فرمانا۔ سوا نیزے پر آفتاب آئے تو لوائے الحمد کے سایے مین گرمی سے بچانا۔ خداوندا جتنی کڑی منزلین پیش آئین سب بآسانی طے ہوجائین۔ خداوندا اگر تو نے مجھ سیہ کار کی نافرمانیون پر نظر کی تو جہنم بھی انتقام کو کافی نہ ہوگا۔ خداوندا دل حسرتون سے بھرا ہے مگر یہ نہین معلوم کہ میرے حق مین بہتر کیا ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ جو مُراد مانگی جائے مبادا وہ خلافِ مصلحت ہو۔ خداوندا اِس بندۂ ناچیز کے حق مین جو بہتر ہو اُسی کی طلب کی ہدایت ہو۔ خداوندا یقین کو وہ قوت دے کہ سب وسوسون سے نجات پاؤن۔ خداوندا شانِ رحمت کی وہ نیرنگیان دکھا کہ جہان رسائیِ وہم سے باہر ہے وہان پہنچ جاؤن۔ خداوندا میرا تو یہ حال ہے کہ جیسے کوئی اندھا لولا لنگڑا عاجز بے دست و پا جنگل مین پڑا ہزارون آفتون لاکھون مصیبتون مین مبتلا ہاتھ پاؤن مارتا ہو۔ اور نہ کسی فریادرس دستگیر کو دیکھے نہ کسی غمخوار و مددگار سے یاری و غمخواری کی امید ہو مگر بے اختیار فریاد رس پکارتا ہو۔ بارِ الٰہا میری تو یہ حقیقت ہے جیسے کسی بھوکے پیاسے کے ایک طرف نعمتون کا خوان رکھا ہو۔ اور دوسری طرف چشمۂ شیرین بہتا ہو مگر نہ وہ اِس مین سے ایک لقمہ کھا سکے نہ اُس کے ایک قطرے سے

پیاس بجھا سکے۔ مین ایسا ہون جیسے کوئی جان بوجھکر اپنے آپ کو جلتی آگ مین ڈالے یا جیسے کوئی منزلِ مقصود کی سیدھی راہ جانتے والا اپنے آپ کو بیابانِ مصیبت مین گمراہ بنالے۔ اے بھوکون کو کھلانے والے مُردون کو جلانے والے تو ہی مجھے اپنی پسندیدہ نعمتون سے سیر کر گناہون کی بھڑکتی آگ سے نکال۔ منزلِ مقصود کی سیدھی راہ دکھا۔ اے پتھر کے کیڑے کو رزق پہنچانے والے۔ ایک طائر کے سیراب کرنے کو دریا جوش مین لانے والے۔ اے بیکسون کے دادرس اے غریبون کے فریادرس تیرے سوا کوئی کس کا سہارا ڈھونڈے عاصی ہون خاطی ہون جو کچھ ہون تیرا ہون مجھے اپنی درگاہ سے نہ نکال۔ طوقِ ملامت میری گردن مین نہ ڈال۔ خداوندا اگر بندہ نابینا اور تو اُس کی نظر سے غائب ہے۔ تیری ذات تو حاضر و ناظر ہے اگر بندہ عاجز و ضعیف ہے تیری ذات تو قوی و قادر ہے۔ خداوندا اپنے جملہ صفاتِ جمال کا صدقہ۔ خداوندا اپنی شانِ جلال کا صدقہ۔ خداوندا اُس تقرب کا صدقہ جو دو کانون سے بھی کم تھا۔ خداوندا اُن آنکھون کا صدقہ جو باوجود تیرے لطف کے تیرے خوف سے رویا کین۔ خداوندا اُس دندانِ مبارک کا صدقہ جو تیری راہ مین کفار کے ہاتھ سے صدمۂ سنگ اُٹھا کر شہید ہوا۔ خداوندا اُس سینے کا صدقہ جو تیرے اسرار کا گنجینہ رہا۔ خداوندا اُس دل کا صدقہ جو تیرے ذکر کا خزینہ رہا۔ خداوندا اپنے محبوب کی آل و عترت و اصحاب محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا واسطہ اِس بندۂ ناچیز کی سیہ کاری سے درگزر اپنی شانِ کرم پر نظر کر۔ میرے اصول و فروع مان باپ اہل و عیال بھائی بہنون عزیزون دوستون آقاؤن خادمون۔ استادون شاگردون کو محض مورد رحمتِ کاملہ فرمادے۔ خداوندا اگرچہ ہر کام وقت پر موقوف ہی مگر مژدۂ قبولیت اُس وقت سے پہلے سُنادے بلکہ آثارِ اجابتِ دعوات آنکھون سے دکھادے۔ خداوندا

کچھ ایسی یہ کڑی منزل نہین ہے		مجھے مشکل تجھے مشکل نہین ہے	

تمت

قطعاتِ تاریخِ طبعِ اوّل

قطعۂ تاریخ طبع منشی محمد فیروز شاہ خان صاحب فیروز متوطن ریاستِ مصطفیٰ آباد

عاشقِ حق امیر احمد نے
جب لکھا تازہ مولدِ اطہر

فکرِ فیروز سے ہوا پیدا
طبع کا سال۔ مدحِ پیغمبر ۱۳۰۶ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ تالیفِ فیروز

یہ فیروز دہ مولدِ پاک ہے
مولف ہین جس کے جنابِ امیر

ہوئی فکر جب سالِ ترتیب کی
کہا دل نے لکھہ انتخابِ امیر ۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ تمید رشید در تصنیف و تالیف کتابے و ران جناب مولوی محمد فصیح الزمان خانصاحب خلف جناب مولوی محمد وجیہ الزمان خان صاحب

حسان الہند امیر احمد
کش صد سحبان وصیف و چاکر

کرد است رقم بہ نثر عاری
اخبار ولادتِ پیمبر

تا از نفحاتِ انس مردم
سازند مشامِ جان معطّر

گویند کہ بر زمین کشادہ
حورِ عین گیسوئے معنبر

گردند ز بوئے یار مدہوش
بے خمر و سبوئے و جام و ساغر

در رند نقابِ ہستیِ خویش
بینند رخے چو مہرِ خاور

شد طبع و فصیح گفت سالش
میلادِ شفیع روزِ محشر
۱۳۰۶ھ

تاریخ مولوی حکیم محمد نعیم الزمان صاحب خلف بزرگ مولوی وحید الزمان خان مرحوم سفیر ریاست گلدرہ سید مصنف

چہ میلاد محبوبِ پروردگار — رقم زد امیر احمدِ نامدار
امیرے کہ نازش سخن را بر دست — ز ہر جنس فضل و شرف اندر دست
رسانندہ سخن را بعزتِ قبول — کہ راندہ است در ذکرِ پاکِ رسول
رسولے کہ باشد حبیبِ خدا — حبیبِ خدا سرورِ اصفیا
حبیبِ خدا اشرفِ کائنات — علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ
بتصحیحِ اخبار پرداختہ — نہ بارائے ہر رائے زن ساختہ
ز روئے سخن پردہ چون برگرفت — بہر دل کلامِ خوشش در گرفت
پے سالِ تالیفِ میلادِ شاہ — بہر صفحہ دو ہر کروم نگاہ
سرِ آسمان نقش دیدم نعیم — شفیعِ بشیرِ نبیِ کریم

۱۳۰۵ھ

ایضاً قطعہ تاریخ سالِ طبع

خلق کی کیا بساط ہے داد خدا ہی اسکی دے — طرفہ امیر نے لکھا مولدِ شاہِ انس و جن
مجھکو تھی فکر سالِ طبع دل نے کہا کہ اے نعیم — تو زبر اور بینات مصرعِ آخرین کی گن
مین نے شمار جب کیا سال نمود ہو گیا — صلِّ علےٰ نبینا صلِّ علےٰ محمدٍ

۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ منشی محمد زمان عرف منشی عبد الرحمن صاحب بسمل شاگردِ قدیم حضرتِ مصنف

کردِ اثرِ خواہشِ برجستہ زدل — یافت توفیق ز درگاہِ مجید
بست امیر احمدِ ذیجاہ چہ نقش — نقشِ میلاد بعنوانِ جدید
سالِ ترتیب رقم زد بسمل — نعتِ محبوبِ خداوندِ حمید

۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع منشی محمد مسعود احمد فرزند کوچک حضرت مصنف سلمہما اللہ الصمد

کتھا مرے والد نے میلاد شریف	ہے جس مین سب حال شفیع المذنبین
مسعود سنکے بول اٹھا روح القدس	صد آفرین صد آفرین صد آفرین

۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع سلمہ منشی محمد عسکری صاحب سلیم شاگرد رشید رسول کریم امیر لشکر اخلاق عمیم سلمہما اللہ العظیم

عجز ہے میلاد کی تعریف سے	خم قلم کا یان سر تسلیم ہے
ہین خصائص اسمین حضرت کی رقم	لائق تعظیم و صد تکریم ہے
جو روایت اس مین ہے وہ معتبر	اس سبب سے لازم التعظیم ہے
سامنے اس کے بیاض آسمان	کہنہ سی بیکار اک تقویم ہے
نظر پر صد نے طلائی آفتاب	نثر پر قربان مہ کی سیم ہے
آب و تاب معنی و الفاظ سے	آب آب کوثر و تسنیم ہے
سُنکے ہر مضمون نعت پاک کا	عقل کل بھی خم پئے تسلیم ہے
ہین امیر کشور معنی امیر	نعت مین سب پر انہین تقدیم ہے
کون ہے ایسا شہ ملک سخن	کس کے زیر حکم یہ اقلیم ہے
کیون نہ یہ مدّاح ہو ممدوح خلق	روح حضرت سے اسے تعلیم ہے
دیکھیے صنعت مین تاریخ وسیم	وصف ذات احمد بے سیم ہے

۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ مسرت نسخۂ فکر بلند منشی سید حافظ محمد فاروق نبیر برادر وسیم شاگرد حضرت امیر سلمہما اللہ القدیر

کہ کشیدہ است حسن نقش سر صفحۂ دہر	ہست آئینۂ اسرار حق از کار نبی
یا خدا روضۂ فردوس عطا کن بہ امیر	لامتیہ رسول قرشی عربی

۱۳۰۵ھ

تاریخ تالیف چکیدۂ خافقر سے منشی محمد اصغر علیخان نبیرۂ صاحب تلمیذ حضرت تعیم رشد و مآب جناب امیر سلمہم اللہ الکبیر

خوب لکھا امیر نے میلاد	مثل جس کا جہان مین ہے محال
ہر روایت صحیح ہے اس مین	معتبر ہین جو اس مین ہین اقوال
بولا اصغر سے وقتِ فکر سروش	وصفِ خیر رسولِ پاک ہے سال
	۱۳۰۵ھ

ایضاً تاریخ طبع

جب ہوا طبع بصد زینت و شان	مولدِ پاکِ رسولِ محمود
مصرعِ سال کہا اصغر نے	نعتِ محبوبِ خدائے مسجود
	۱۳۰۶ھ

چون بندۂ اثیم و سیم سالِ میلادِ رسولِ کریم بصنعت گزین و پیرائش ہمین در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ برآورد و بحضور حضرت مصنف استاد خویش برد استاد ہمت بتکمیل پیرایش برگماشت و سرِ انگشتِ شہادت بہ تحسینش برداشت۔

قطعۂ تاریخ مسعود سلمہ اللہ الودود

قبلہ و کعبہ نے میری لکھ کے جب	مولدِ شاہِ ہدیٰ نے چھپوا دیا
مین نے اے مسعود لکھا سالِ طبع	شرحِ حالاتِ نبیِ رہنما
	۱۳۰۶ھ

بالخیر تمت

إِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِكمَةً وَإِنَّ مِنَ البَيانِ لَسِحرًا

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام دیوان نعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باضافہ کلام جدید باتمکین یعنی

محامد خاتم النبیین

تالیف شیدائے جمال سراپا کمال حضرت بشیر و نذیر
مفتی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام محمود احمد انور مینائی کان اللہ لہ

در مطبع امیر المطابع حیدرآباد دکن جلوہ ظہور یافت

اِنَّ مِنَ الشعرِ الحکمۃ وانَّ مِنَ البیان لسحرا

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام دیوان نعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باضافہ کلام جدید باتمکین یعنی

محامد خاتم النبیین

تالیف شیدائے جمال سراپا کمال حضرت بشیر و نذیرؐ
مفتی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام محمود احمد انور مینائی کان اللہ لہٗ

در مطبع امیر المطابع حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

دیباچہ مشتمل بر حمد و نعت و مدح ولی نعمت و سبب تالیف

کرے حمدِ رب ہے یہ کس کی زبان — نبیؐ کو ہے اقرار عجزِ بیان
یہان طاقتِ نطق پاتا نہین — کہ کوزے مین دریا سماتا نہین
اسی طرح نعتِ رسولِ کریم — بیان کس سے ہو جز خدائے کریم
وہ ہین آسمانِ نبوت کے بدر — خدا ہی کو معلوم ہے انکی قدر
مناسب ہے اس سے بھی عطفِ عنان — کرون مختصر حال اپنا بیان
بجا ہے امیر احمد اسمِ فقیر — فقیرِ درِ مصطفےٰ ہے امیر
تخلص امیر اس لیے ہے مرا — کہ ہون مین فقیرِ درِ مصطفےٰ
طبیعت مین اوّل سے تھا ذوقِ علم — رہا ابتدا سے مجھے شوقِ علم
کتب تھے جو درسی پڑھے وہ تمام — پڑھایا کیا صبح سے تا بہ شام
مگر شاعرون سے جو صحبت ہوئی — سو نظم مائل طبیعت ہوئی
یہی سالہا شغل میرا رہا — کہ دریائے فکرت مین ڈوبا رہا
وہ کیا نظم ہے جو نہ مین نے کہی — رباعی قصیدہ غزل مثنوی

مضامین کی روزانہ اک شہر تلاش
معانیِ تازہ کی شب بھر تلاش

مناسب طبیعت تھی شہرت ہوئی
مشقّت سی لیکن مشقّت ہوئی

یہ آیا مرے دل مین اِک دن خیال
کہ کب تک یہ اشغالِ خسران مآل

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت
مزاجِ تو از حالِ طفلی نگشت

کہی عاشقانہ جو اچھی غزل
نہین ہے کوئی اِس مین حُسنِ عمل

وہ کر فکر جس مین کہ عقبےٰ ہو پاک
ترا آخرِ بخت ہو تابناک

مناسب ہے فکرِ مضامینِ نعت
کہ تزئینِ ایمان ہے تبیینِ نعت

کرے تا خدا خود صلہ مرحمت
محمدؐ کے صدقے سے ہو مغفرت

مگر اور فکرون سے فرصت نہ تھی
معیشت سے حاصل فراغت نہ تھی

اُٹھے ہاتھ میرے جو بہرِ دُعا
ہوا بخت یاور مرا رہنما

مین اُس در پہ پہنچا جو ہے بابِ فیض
کھُلے ہین اُسی در پہ ابوابِ فیض

وہ **کلبِ علیخان** بہادر کا در
جو سارے رئیسون مین ہے نامور

اگر آسمان بخت کا پایہ ہے
تو خورشید بھی چتر کا سایہ ہے

خردمند ہے صاحبِ ہوش ہے
عطا پاش ہے وہ خطا پوش ہے

اگر چشمِ حق بین تو دل حق گزین
سوا حق کے مدِّ نظر کچھ نہین

ہمیشہ سے یہ گوش مین حق نیوش
دلِ پاک مین بحرِ عرفان کا جوش

زبان آشنائے سخن ہائے حق
معین اِس کا حق ہے یہ شیدائے حق

شریعت کا تابع فدائے رسولؐ
بھری سر مین اس کے ہوائے رسولؐ

مسافر نواز و رحیم و کریم
شب و روز جاری ہے فیضِ عمیم

بڑے عزّت افزائے اہلِ علوم
کہ ہین ماہ کے ساتھ صدہا نجوم

یہ ذرّہ بھی کچھ کچھ ہے خاطر پسند
نظر کردۂ آفتابِ بلند

یہ اُس در سے حاصل سعادت ہوئی
سو نعت مائل طبیعت ہوئی

ہوئین نظم غزلین مخمس کہے
رُباعی قصیدے مسدّس کہے

ہوا ہو کوئی شعر شاید قبول
کہ اُس سے ہو مقبی کی دولت حصول

الٰہی حقیقت مری کچھ نہین
مگر بندہ خاتم المرسلین

اِس امید پر کی ہے نعتِ رسول
کہ شاید یہ طاعت کرے تو قبول

ترا دوست ہے تجکو پیارا بہت
مجھے بہر بخشش اشارا بہت

الٰہی ہو محشر مین میری نجات
فراغت رہے تا بقیدِ حیات

کسی کا نہ محتاج ہون یا خدا
رہے میری حرمت مع اقربا

بڑا سب سے ہے قرضداری کا بار
نہ دن کو نہ شب کو ہے اِس سے قرار

تقاضا ہے مجھ پر مین خاموش ہون
الٰہی بعجلت سبکدوش ہون

کرم سے سبیل ایسی کوئی نکال
کہ یہ مثلِ مُوسر سے اُترے وبال

ہزارون ہین سیدانِ ہمّت کے مرد
بہت وادیِ جُود کے رہ نورد

جسے اک ذرا ہو اشارہ وہی
بلاؤن سے مجکو چھڑا دے ابھی

مین لاکھون کرورون کا طالب نہین
یہان حرص دنیا کی غالب نہین

عیال اور اطفال کے واسطے
بلا شرطِ خدمت وظیفہ ملے

کوئی گوشۂ عافیت ہو نصیب
وہان بیٹھکر ورد ہو یا حبیب

فقط اِس قدر آرزو ہے مری
لکھون مطمئن ہو کے نعتِ نبیؐ

الٰہی یونہین زندگی ہو تمام
بحقِّ محمد علیہ السلام

ولی نعمتِ ذرّۂ خاکسار
جو خورشید ہو صاحبِ اقتدار

ستارہ ہو دولت کا اُس کی بلند
رہے حشر تک خرّم و ارجمند

شروع قصائد

تفکر امتیاز جان و جانان مین کیا حد کا
عروض اب تک نہ آیا تھا اس بیت مقفّد کا

لفختُ فیہ من روحی کے معنی سے ہوا ثابت
خزانہ ہے محیط اس چشمۂ روح مجرّد کا

گیا شبہہ سمجھ مین آیۂ حبل الورید آیا
رگ گردن مقام خاص ہے محبوب سرمد کا

سنا تھا بھنور کا جو وہی تھا موج کا بڑھنا
کھلین آنکھین تو عالم ایک دیکھا جزر کا مد کا

سوا حیرت کے کیا ہے فکرت کنہ حقیقت مین
یہ وہ گھر ہے کہ جس مین بند در واز وہی مقصد کا

کلید فہم دندان طمع کیا تیز کرتی ہے
کبھی ممکن نہین ہے کھولنا اس قفل ابجد کا

نہ بن نادان نہ کر کچھ فکر آخر کچھ نہ ٹھہرے گا
خرد ہے گیند اُس کی ذات مین عالم ہے گنبد کا

لحاظ خبط معنی چاہیے مشتاق معنی کو
جدا کرنا ہے بیجا لفظ مین حرف مشدّد کا

حباب آسا مین آنکھین بند تیری ورنہ ظاہر ہے
کہ ہر موجہ ہے اس دریا مین جادہ راہ مقصد کا

مقام عجز مین آ زور سیا ہی دور کر دل کی
غضب ہے خانۂ کعبہ مین رہنما مار اسود کا

جھکا سر دیکھ ہے تور تجلی کعبۂ دل مین
نشان طوق گریبان مین بھی ہے محراب معبد کا

اِدھر نالہ کیا دل نے اُدھر مقصود حاصل تھا
دعا سے تا اجابت فاصلہ ہے تیر کی زد کا

نہ کیون سوے مقدم ہو رجوع دل موخر کی
کہ مرکز ہے ہر اک مسند الیہ اسناد مسند کا

مٹا دے زندگی مین نقش ہستی کو کہ ہو جاوے
بہشت جاودان مین سا مناعیش مخلد کا

دُر مقصود کا پھر تجھکو ہاتھ آنا ہے کیا مشکل
ہوا غوّاص جب تو قلزم اسرار سرمد کا

صفائی قلب حاصل کر وہ کسب زہد و تقوی سے
کہ عالم پیکر خاکی مین مور روح مجرّد کا

نہ آ ہرگز فریب محفل آرایان نخوت مین
کہ گاو سامری ہے گاو تکیہ اُن کی مسند کا

بچھائین فرش کی جاس کا یہ پوست کھچوا کر
خیال آئے جو بالش کا تو سر منگوائین مہ مد کا

نہ رکھ تاج تکبّر سر پہ تیرے حق مین سم ہوگا
سر افعی ہے اس مین ہے جو آویزہ زر د کا

خیال دولت دنیا کبھی گر دل مین آجائے
سمجھ اُس کو کہ ہے یہ وسوسہ ابلیس مرتد کا

اطاعت اہلِ دل سے منعونکی ہو نہیں سکتی
زبان چلتی ہے اِن کی کاٹ کر رشتہ خوشامد کا

یہ دولت سے ہی نفرت چاہتی ہیں صاحبِ ہمت
کہ بہرِ غسلِ میّت بھی نہ ہو تختہ زبرجد کا

وہ ہیں مقبولِ حق جو نا قبولِ اہلِ عالم ہیں
ملا ہے منزلِ مقصود سے جادہ خطِ رد کا

فرشتے اُن کو ڈالی میں لگا کر نذر دیتے ہیں
جو پھل پہلے اُترتا ہے نہالِ لطفِ سرمد کا

فنا و فقر کے مضمون تو باندھے اے امیر اچھے
سُنا کوئی غزل بھی اب کہ دل مشتاق ہے حمد کا

غزل

خدا جانے کب آنا ہو چمن میں اُس سہی قد کا
بچا رکھا ہے کیوں غنچوں نے ڈر کا آمد آمد کا

اُسے دیکھا جو گلشن میں تو ساری سرکشی بھولا
زمین پر بچھ کے سروِ باغ سایا بن گیا قد کا

اٹھائیں دل پہ چوٹیں جب گیا بے یار دریا پر
حبابِ موج کو کیونکر نہ سمجھوں بیچ میں گہرا کا

کبھی گھبرا کے دریا پر جو میں فرقت میں جاتا ہوں
زبانِ موج پر آتا ہے جملہ خیر باشد کا

موے پر آئے تو معشوق آئے قبرِ عاشق پر
دکھائے تو دکھائے کچھ اثر تعویذ مرقد کا

درِ محبوب بالش کو چہ محبوب مسند ہے
نہ میں خواہاں ہوں بالش کا نہ میں طالب ہوں مسند کا

خیالِ آبرو رکھتے ہیں ناحق عاشقِ ابرو
الف ہر چند ہی اس لفظ میں لیکن ہے بے مدکا

مصوّر نقشہ جب اُس نازنیں کا کھینچنے بیٹھا
کمر کا یہ پتا رکھا کہ خط کھینچا نداردکا

سیاہی سے یقین ہے پنجۂ مژگانِ شبّر ہو
جو شانہ مہر کا پنجہ ہو اُس زلفِ مجعّد کا

پھکیتی چھوڑ دی اب خوشنویسی کا ہی شوق اُسکو
دوات و خامہ لاؤ طاق پر رکھدو پھری گدگا

نہیں ہے طفل میرا دل نہ بہلے گا نہ بہلے گا
تماشا چرخ دکھلائے نہ امثالِ مجدّد کا

کہے دن کو جو وہ شب میں کہوں تارے نکل آئے
مناسب چاپلوسی ہے زمانہ ہے خوشامد کا

خیالِ گردشِ چشمِ بتاں میں موت آئی ہے
یقین ہے گنبدِ آہو ہو گنبد میرے مرقد کا

کمر کا وصف کرنا صاف حالِ غیب کہنا ہے
دہن کی مدح لکھنا کھولنا ہے قفلِ ابجد کا

کسی سے وار شمشیرِ قضا کا رُک نہیں سکتا
امیر اس میں سہارا ہے نہ جوشن کا نہ چلقد کا

سُنائی مین نے جسدم یہ غزل معنی شناسون کو
کہا صد آفرین مضمون ہے جو اسمین وہ آمد کا

فصاحت اِس کو کہتے ہین بلاغت اِسکو کہتے ہین
مزہ ہر شعر مین ہے انتہا کا ذائقہ حد کا

جو نقطہ ہے وہ خالِ روے مہ رویان پہ طرہ ہے
عیان ہر سطر سے ہے سلسلہ زلفِ مسوّد کا

جو شعر وصفِ عارض ہی کہین گل سے بھی نازک ہے
بلندی سرو کی رکھتا ہے جو مضمون ہی قد کا

مگر توصیفِ رخسار و خطا و گیسو سے کیا حاصل
وظیفہ تھا جو اِن بیتون مین ہوتا وصف احمدؐ کا

ہوئی عبرت مجھے پیری عنان اسپ طبیعت کی
ارادہ بندہ گیا وصفِ جنابِ خاص سرمد کا

لگا کرنے مین قرآن کی تلاوت پھاڑ کر پوتھی
ہوا مسجد مین داخل چھوڑ کر مے خانہ موبد کا

کہو عشاقِ احمدؐ سے کہ آئین اِسکے سننے کو
قصیدہ اِک نیا پڑہتا ہون مین نعتِ محمدؐ کا

مطلع

الف آدم مین ہے محمود احمدؐ مین ہی بی مد کا
سبب یہ ہی کہ وان سایا تھا یان سایا نہ تھا قد کا

بلاؤن سے بچے جو نام لے دل سے محمدؐ کا
اثر میم مشدّد مین ہے ذوالقرنین کی سد کا

جو آنکھین ہون تو نامِ پاک سے پیدا ہے یکتائی
کہ آغوشِ احد مین جلوہ گر ہے میم احمدؐ کا

زہے خاطر جو دنیا سے بلایا حق نے پاس اپنے
روان ہمراہ قاصد کے کیا ہدیہ خوشا مد کا

مگر حاجی اُنہین کا سنگِ در اِسکو سمجھتے ہین
لیا کرتے ہین کعبہ مین جو بوسہ سنگِ اسود کا

شروع دفترِ امکان مین بسم اللہ کے بدلے
قلم نے نام لکھا لوح پر پہلے محمدؐ کا

فلک پر ہون نہ کیونکر دیدہ شمس و قمر روشن
لگایا کرتے ہین آنکھون مین سرمہ خاکِ مرقد کا

فلک طاؤس کی صورت جو اب تک رقص کرتا ہی
کبھی دیکھا تھا جلوہ ابر گیسوے محمدؐ کا

جُدا رکھا مجھے اُس روضۂ پر نور سے اب تک
بُرا ہو طالعِ بد کا بُرا ہو طالعِ بد کا

جو اپنے دوست کا ہو دوست سب کو دوست ہوتا ہے
خدا کا کیون نہ عاشق ہون وہ عاشق ہے محمدؐ کا

بہت ہے ناز حسّانِ عجم کو تیغ طبعی پر
مگر دیکھا نہین جوہر مری تیغِ مہندؐ کا

الٰہی ہو گزر تعلیم گاہِ بزمِ مولا مین
جھکے ایسا کہ نُ دال بنجائے الف قد کا

کمی اُس سی نہین کی مین نے بھی توصیفِ حضرت مین
شہیدی گو کہ موجد ہے اِس آئینِ مجدّد کا

یہان سے لکھ کی پھر دو چار مطلع مدح کرتا ہون
شگفتہ تا دو بارہ دل ہو مشتاقانِ احمدؐ کا

مطلع

ظہور آخر ہے اوّل انبیا سے نورِ احمدؐ کا
بجا ہے گر لقب ہو اوّل و آخر محمدؐ کا

عبادت سی نہین خالی تماشا اُس کی مسند کا
کہ ہر بوٹا ہے ٹھپّا جلدِ قرآن مجلد کا

نگینہ نا مور کیا خاک ہو چرخِ زبرجد کا
بنے جب تک نہ اُسمین بیل بوٹا اُسکی مسند کا

الٰہی آئے وہ جھونکا ہوائی شوقِ بے حد کا
اُڑا لیجائے دکھلا دے مجھے روضہ محمدؐ کا

مجسّم کر کے نور اپنا خدا نے عرش سی بھیجا
ادا ہو شکر کیا بندون سی اُسکے لطفِ بیحد کا

بلاؤ نے امان خلقت نے نامِ پاک سے پائی
ہے اب رہنا نہ رہنا ایک ذوالقرنین کی سد کا

سُنا مین کیسی گوشِ سامعین کو غیب کی باتین
کیے لب وا تو دروازہ کھلا اسرارِ سرمد کا

خبر دیتے رہے مرسل سب اپنی اپنی اُمت کو
زمانے مین نہ تھا کب شور اُن کی آمد کا

چلے جس سر زمین پر اُس کو کعبی کی بزرگی دی
شرف ہر سنگ کو ہی نقشِ پا سی سنگِ اسود کا

دوئی کیسی کہان ثانی کہ یہ دونون ہین لاثانی
خدا کا دوسرا کوئی نہ سایا آپ کے قد کا

وہی سایہ وہی قد تھا کہ تھے ظلِّ خدا حضرت
جدا کرنا بہت دشوار تھا حرفِ مشدّد کا

تھکا جب ڈھونڈ کر سمجھا غلط فہمی سے وہم اپنا
کہ ہے رختِ سیاہِ کعبہ سایہ آپکے قد کا

کیا یہ پانی پانی گیسوِ مشکین کی خجلت نے
سما کر خاک مین پوشیدہ سایہ ہو گیا قد کا

گمان ہوتا ہے جنت سے وہی اترا عبا ہو کر
اُٹھا رکھا تھا جو اللہ نے سایہ محمدؐ کا

نبی سب مجمعِ اعجاز کب تھے مثلِ حضرت کے
ملا تھا اُن کو تو ایک ایک پارہ اِس مجلد کا

وہی تو چرخِ اخضر ہے جو روزِ خلقتِ آدمؑ
گرا تھا تاجِ نورانی سے آویزہ نہ مرّد کا

سکونت کی جگہ درکار تو مخلون کی تھی اُنکو
یہی باعث ہوا بنیادِ طاقِ زبرجد کا

حوادث سی ہون ایمن کنون نہ جو ساکن ہین روضہ کے
کہ بسم اللہ کا گنبد ہے گنبد اُن کے مرقد کا

غش آجائے جو موسیٰؑ اِس تجلی زار کو دیکھیں
چراغِ طور ہے رخشاں کلس روضے کے گنبد کا

ہوا یہ عندلیبِ سدرہ کی منقار رکھتی ہے
کہ گُونجے گلگیرِن کرگل مِین اُن کی شمعِ مرقد کا

وہ مستغنی مجاور ہین کہ جن کے سامنے سلطان
ادب سے دم بخود ہین مُنہ نہین پڑتا خواشامد کا

برادر دونون حبرِ یلؑ و علیؑ ہین نوری و خاکی
اِدھر بھی ہے اُدھر بھی سلسلہ ثابت محمدؐ کا

ہوے ہین جمع امکان و قدم ذاتِ مقدس مین
محمدؐ مین یہی مطلب تو ہے میم مشدّد کا

عجب اُس خسروِ دین کو خدا نے دی ہے بیداری
کہ محفل خواب سے واقف نہین ہے اُس کی مسند کا

دو عالم کے دوشالے کو ملی ہرگز نہ زیبائش
لگایا حاشیہ جب تک نہ اُس مین اِس کی مسند کا

حکومت دین کی پاکر جو بانٹی بیل ہاتھ آیا
کلیم اللہ کو چھوٹا سا بوٹا اُس کی مسند کا

خدا کے نور کے ہمراہ نورِ مصطفےٰ دیکھا
مزہ موسیٰؑ سے پوچھا چاہیے تکرارِ بیحد کا

بچی طوفان سے کشتی آکے ٹھہری کوہِ جودی پر
کہا جب نوحؑ نے یارب بچا صدقہ محمدؐ کا

خلیل اللہ پر کیسی گلستان ہوگئی آتش
ہوا شکل کشا موجہ نسیم باغِ احمدؐ کا

بٹھایا تختِ شاہی پر سرِ کنعانِ کو زندان سے
وہان دشوار تھا آزاد کرنا کیا مقیّد کا

رہائی پائی قیدِ بطنِ ماہی سے جو یونسؑ نے
اشارہ یہ بھی تھا اِک نونِ ابرو سے محمدؐ کا

کبھی ایوبؑ کے شافی کبھی یعقوبؑ کے حامی
بھرا دُرِّ عنایت سے نہ دامن کسکے مقصد کا

بنا آیاتِ قرآن کی ہے اُن کی ذات سے محکم
قیام اُن کے سبب کعبے کے ارکانِ مشیّد کا

اصولِ خمسۂ اسلام جو مشہور ہین پانچون
مخمّس آپ کے دیوان ارشادِ موکّد کا

فروعِ دین جو شستگانہ مین شایع اہلِ ایمان مین
مسدّس آپ کے فکرِ مضامینِ مجدّد کا

کمر کو کس طرح کرتی نہ وہ انگشت دو ٹکڑے
اِنہین دو نقطۂ زیرین کا طالب لفظ تھا ید کا

مشلّک معجزِ شقّ القمر مین کچھ جو شک لائے
کرے دوارہ تشدیدِ سرِ کافِ شدّ و کا

شجر مانندِ انسان بڑھ کے استقبال کو آئے
ہوا جب جنبشِ مژگان سے ایما اُس سہی قد کا

دلِ انسان کو کیا اُس کا گوارا ہو غمِ فرقت
کرے نالہ جگر جب جاک ہو چوبِ مُسنّد کا

بجا سبز و سیہ ہے جامۂ فیروزہ و نیلم
ہوا یاقوتِ احمر گوہرِ دندانِ محمدؐ کا

شکم پر سنگِ اسود اور فاقے سے شکم خالی
ہوا ثابت کہ کعبہ بھی مقلّد ہے محمدؐ کا

شبِ معراج کیا اُس مقتدا نے مرتبہ پایا
خدا مشتاق شہرہ قدسیوں میں آمد آمد کا

دکھایا اصاف خرق والتیام ماہ کا عالم
جُدا ہو کر ملا کیا نورِ حق سے نورِ احمدؐ کا

رکابوں سے ملیں آنکھیں جھکایا سر کو قدموں پر
ملا جبریلؑ کو رستے میں کیا موقع خوشامد کا

کیے آٹھوں فلک طے دم میں پہنچے عرشِ اعلیٰ پر
قدم آگے بڑھا اُس واقفِ اسرارِ سرمد کا

دکھائی قوتِ بازو کمانِ قرب یوں کھینچی
کہ عالم دونوں گوشوں میں ہوا حرفِ مشدّد کا

کہا جو کچھ کہ کہنا تھا سُنا جو کچھ کہ سُننا تھا
وہی قائل وہی سامع سمان آوازِ گنبد کا

لگایا غوطہ اُس بحرِ حقیقت میں شناور نے
گریبانِ جزر کا جس میں نہ دامن تھا کہیں مد کا

گئے حضرت پھرے حضرت مٹی گرمی نہ بستر کی
قدم تھا ایک ہی گویا درآمد کا برآمد کا

خدا سے جو ملا معراج میں نقدِ عطا اُن کو
دیا اُمّت کو عقدہ کھول کر زلفِ معقّد کا

محبت ہے مری دل میں بھی اُس محبوبِ یزدانی
اُویسِ نیک خُو جس طرح عاشق تھا محمدؐ کا

خدایا تو ہے منصف میں احد سمجھا جو احمدؐ کو
کہ دیوانہ جو مجرم ہو نہیں ہے مستحق حد کا

نہ دولت کی تمنّا ہے نہ حشمت کی ہوس مجھکو
الٰہی عشقِ احمدؐ کا الٰہی عشقِ احمدؐ کا

زیارت کو چلوں یارب پڑی یہ غُل مدینے میں
غلام آیا محمدؐ کا غلام آیا محمدؐ کا

کلاہِ فخر پھینکوں چرخ پر جامے سے باہر ہوں
نظر آئے مجھے جلوہ جو اُس روضے کی گنبد کا

بناؤں فرشِ پا انداز ہر گام اپنی آنکھوں کو
سرِ مشتاق ہو اور آستانہ ہو محمدؐ کا

جبیں سائی کروں ایسی کہ اُس صیقل سے ظاہر ہو
چھپا ہے زنگ میں جوہر جو شمشیرِ مہنّد کا

ملے کیا لطف جب ہوں روضۂ پُرنور میں داخل
ریاضِ خلد میں ہو سامنا عیشِ مخلّد کا

کبھی لوں شوقِ کامل سے در و دیوار کے بوسے
لگاؤں سرمہ آنکھوں میں کبھی اُس خاکِ مرقد کا

سلیمؔ گو نہیں دربار کا لیکن توقع ہے
مجاور رحم کھا کر ڈھب بتا دینگے خوشامد کا

عجب کیا اشک کی صورت گرین مولا کی قدمون پر
نکل کر پُتلیان دونون کہ شوقِ بوسہ ہے حد کا

کرون مَس پوششِ مرقد کو جب آنکھون کی پردون سے
ضیائے دیدۂ دل کو بڑہائے نورِ مرقد کا

نسیمِ لطف کا جھونکا الٰہی کوئی چل جائے
شگفتہ مثلِ گل ہو جائے غنچہ دل کی مقصد کا

دعا مانگون عقیدت سے مجاور سب کہین آمین
الٰہ العالمین صدقہ ضریحِ پاکِ احمدؐ کا

سلامت رکھ مری **کلبِ علیخان** بہادر کو
محمدؐ نام جو ہمنام ہے تیرے محمدؐ کا

زیادہ ملک ہو اُس کا بڑہا اقبال و دولت کو
جہان مین اُس سے روشن نام ہے اُسکے اب جدکا

قصیدہ در منقبت

کیونکر نہ کرون ملکِ معانی کو مین تسخیر
خامہ ہے مرا دستِ یداللہ کی شمشیر

آئے جو تعلّی پہ مری ہمتِ عالی
دشوار نہین قلعۂ افلاک کی تسخیر

جو معنیِ روشن ہے وہ ہے غیرتِ خورشید
سودا نہین مجھکو جو کرون مہر کو تسخیر

سرکش مری نرمی سے کبھی بڑہ نہین سکتے
کہر آب کی شعلے کیلیے بنتی ہے زنجیر

انصاف کی چھولے دمِ انشا نہ رعایت
پروانہ کرون مین قلمِ شمع سے تحریر

دل صاف زبان صاف سخن صاف ہی میرا
موتی کی لڑی ہے کہ مسلسل مری تقریر

طائر اُترآتے ہین ٹھہر جاتی ہین نہرین
واہ وصفت ہے وہ مری لحن مین تاثیر

عکس آئنے مین میری اشاری سے ہے گویا
لب میرے جو ہلتے ہین تو بول اٹھتی ہی تصویر

جا سکتے ہین کب اُڑکے کہین مرغِ مضامین
وابستہ فتراک مین سب صورتِ نخچیر

شعرا پئے بیاضِ دلِ غلمان پہ جو لکھون
وے مردمکِ چشمِ سیاہی پہ لکھے تحریر

ہو صاحبِ معنی تو معانی مرے سمجھے
ہو صاحبِ توقیر تو جانے میری توقیر

خضرِ رہِ باطن ہے مری غفلتِ ظاہر
یوسفؑ کی زیارت ہی مری خواب کی تعبیر

جو بات مرے مُنہ سے نکل جائے وہی ہو
گویا ہون زبانِ قلمِ کاتبِ تقدیر

قُل نکلے زبان سے جو مری ہو قُمِ عیسےٰ — واں جی اُٹھے مُردہ تو یہاں بول اُٹھے تصویر

ٹھہرے نہ قدم ایک کا میدانِ سخن مین — چل جائے اگر میری زبان صورتِ شمشیر

ہون مین وہ سخنور کہ لکھا نام جو میرا — سجدے کو سرِ لوحِ جھکا خامۂ تقدیر

سُن سُن کے مجھے گرم طبیعت ہوی شاعر — دُرّون نے جو پائی ہے تو خورشید سے تنویر

دیتے ہین مزہ قدر شناسانِ سخن کو — یہ لفظ یہ معنی ہین جو مثلِ شکر و شیر

کہتا ہون وہ سُنتا ہون جو استادِ ازل سے — ہون صورتِ طوطی پسِ آئینۂ تقدیر

وہ خسروِ اقلیمِ سخن ہون کہ جہان مین — شُہرہ ہے مرا حکم کے مانند جہانگیر

تھے قبضۂ خسرو مین معانی کے جو کشور — سب مین نے کیے تیغِ زبان کھینچکے تسخیر

جب مصحفی و میر پے تہنیت آئے — تھوڑی سی زمین دی اُنھین اُس ملک مین جاگیر

بیچارہ ہوس کیا ہے کہے گا جو قصیدہ — ایسے تو بہت ہین مرے گلشن مین عصافیر

البتہ مقابل ہین مرے عرفی و فیضی — پر فرق ہے اتنا مین جوان طبع ہون وہ پیر

لطفِ سخنِ تازہ کہان اُن کے سخن مین — کہنہ ہون دوا مین تو بدلی جاتی ہے تاثیر

ہر نقطے مین یان مردمک آسا ہے زمانہ — سمجھے نہین ہے جن کی نظر مین مری تحقیر

سو طرح کا بخشا ہے مجھے علم خدا نے — قرآن مرا دل ہے تو سینہ مرا تفسیر

روکین جو علائق نہ رُکے میری طبیعت — پڑتی ہے بھلا پاے نگہ مین کوئی زنجیر

میدانِ سخن جیت لیے مین نے ہزارون — بازو ہے قوی جھولتی ہے عرش پہ شمشیر

یہ عزو شرف اُس کی غلامی سے ہے حاصل — جو صاحبِ قنبر ہے دلاجس کی ہے اکسیر

پیدا جو ہوا بعد وہ آدمؑ کے عجب کیا — لقدیم کی مانع نہین کچھ لفظ کی تاخیر

مزدور برا ہیثمؑ ہین وہ صاحبِ خانہ — حق ہے کہ ہوا کعبہ اُسی کے لیے تعمیر

جان بخشِ خلائق تھا اگر نطقِ مسیحا — جان بخشِ مسیحا ہین وہ حضرت دمِ تقریر

محرومِ نہ انسان نہ زیارت سے فرشتے — تھے آپ زمین پر تو سرِ عرش تھی تصویر

لائے جو تصوّر رُخِ پُرنور کا دل مین — خامہ کفِ مانی مین ہو شمعِ شبِ تصویر
پیوستہ وہ ابرو نہین بالائے رخِ صاف — مومن سے ہے مومن سحرِ عیدِ بغلگیر
ابرو ہے حرم چاہِ ذقن چشمۂ زمزم — رخ صورتِ قرآن خطِ شبرنگ ہے تفسیر
وحشی جو کرے دل مین خیالِ گلِ عارض — بلبل کا ترانہ ہو اُسے نالۂ زنجیر
اک لمعۂ رخسارۂ پُرنور تھا وہ بھی — موسیٰ کو جو آئی تھی نظر طور پہ تنویر
منقوش نہین کس مین شبیہِ رخِ مولا — پردے مین مری آنکھ کے اوراقِ تصاویر
آئے وہ رخِ پاک نظر خواب مین جسکو — رضوان اُسے دے داخلۂ خُلد کی تعبیر
افلاک جو اوراق ہون اشجار قلم ہون — ممکن نہین شمّہ بھی ہو اوصاف کا تحریر
کرتا ہون رقم اور بھی کچھ مطلعِ رنگین — امید ہے پاؤن مین خلد مین جاگیر
چھوٹا جو کبھی دستِ مبارک سے کوئی تیر — مطلع — نسرین فلک اوجِ فلک پر ہوے نخچیر
کس روز وہ ظالم کو نہین دیتے ہین تعزیر — ہین تیغ کے جوہر قدمِ تیغ مین زنجیر
کافی ہے فقط خلق نہین حاجتِ شمشیر — اقلیم دلِ خلق اشارے مین ہے تسخیر
کیونکر نہ ہون جبریلؑ امین تابعِ فرمان — اُستاد کی خدمت پے شاگرد ہے توقیر
ہو لطف جو حضرت کا نہ انسان کا معالج — ق — اخلاط مین تفریقِ عناصر مین ہو تغییر
پانی کی طرح آگ پگھل کر ابھی بہ جائے — گرمی یہ بڑے آب مین ہو آگ کی تاثیر
بخشے نہ اگر رنگ اثرِ حکمِ معلّٰے — ق — باطل ہو نباتات و جمادات کی تاثیر
گل ہون کبھی تخمِ یکِ ہوا سے نہ شگفتہ — دے رنگِ جواہر کو نہ خورشید کی تنویر
اشیاے جہان سے ہو کرین دفعِ ضرر وہ — زخمون کے لیے مشک مین مرہم کی ہو تاثیر
حکم آپ کا جس روز سے ہی محتسبِ شرع — ہے زخم کے بھی چور کو اندیشۂ تعزیر
اِس عہد مین حضرت کے جو اسلام سے باہر — ق — حاصل نہین کچھ اُن کو بجز خجلت و تشویر
عزّیٰ و ہُبل حکمِ خدا سے ہون جو گویا — اصنام پرستون کی کرین آپ وہ تکفیر

عاشق کا دل آزار نہیں غمزۂ معشوق
اس درجہ ہے آوازۂ انصاف جہانگیر

دیوانۂ الفت کا ذرا دل جو کرا ہے
غل گیسوئے محبوب کرے صورتِ زنجیر

خون ریزیِ انسان تو کہاں خوف ہی ایسا
سیماب کو کشتہ نہ کریں صاحبِ اکسیر

مظلوم سے ہے نرم یہاں تک دلِ ظالم
پنبے سے شرر رنگ سے شیشہ ہی بغلگیر

آہ آہ کے جو خس دیدۂ مردم میں پڑے ہیں
اس جرم پہ گلیوں میں ہوا ہوتی ہے شہیر

کیا فیض ہے خاطر کبھی دشمن کی نہ توڑی
جب کچھ نہ ہوا بخشدیے شبّر و شبیر

کفار ہوں کیا آپ کی شمشیر سے جانبر
ہیں طعمۂ شہباز اجل مثلِ عصافیر

پروا نہیں اعدا ہیں اگر منکرِ جرأت
مٹتے ہیں مٹانے سے کوئی جوہرِ شمشیر

مولا کا جو دشمن ہے کہیں سگ سے ہے بدتر
کلب بلعم باعور ہے ہم طاقِ قطمیر

پروازِ عدو بہرِ عدو مرگِ عدو ہے
جس طرح پرِ مورِ حق مور میں شمشیر

ہو سیرِ مرقع کی جو منظور عدو کو
طوفان کی طرح غرق کرے قلزمِ تصویر

جینے کی تمنا جو کرے مردۂ دشمن
تم اس کو مسیحا کا ہو قصاب کی تکبیر

کام آئے مخالف کی سپر خاک دمِ جنگ
کاٹے پرِ جبریلؑ کو جب آپ کی شمشیر

وہ آئنۂ تیغ مصفّا ہے کہ جس میں
کفار کو آتی ہے نظر موت کی تصویر

مؤمن کے لیے ہے یہ کلیدِ درِ جنت
کفّار کو جادہ ہے جہنم کا یہ شمشیر

پڑ جائے اگر بحر میں اس تیغ کا پرتو
پیدا ہوا بھی آب میں تیزاب کی تاثیر

کھنچ جائے پر جب ایک کو دو دو کو کرے چار
زیبا ہے جو اس تیغ کو کہیے مددِ توفیر

پانی میں جو ماہی ہے ہر اک حلق بریدہ
شاید کبھی دریا میں پڑا پر تو شمشیر

تیزی سے طبیعت میں ٹھہر تا نہیں مضمون
کیونکر ہو صفت اسپِ سبک خیز کی تحریر

پرواز کرے کاغذِ بادی کی طرح سنگ
نقاش اگر کھینچ دے اس اسپ کی تصویر

کیا ٹھہرے کوئی سامنے اسکے سرِ میدان
چلنے میں یہ ہے تیز چمکنے میں ہی شمشیر

وہ تیر کہ مشرق سے جو مغرب کو روان ہو
پہنچے صفتِ گردنِ خورشید کی تنویر

تیری کا تصور دلِ مجرم مین جو گزرے
ٹھہرانے سے قاضی کے نہ ٹھہری کبھی تقصیر

تنویرِ جبین روشنیِ چہرۂ ایمان
گردن کی بلندی صفتِ نعرۂ تکبیر

تعریف کرے کیا یہ امیر آپ کی شاہا
توصیف ہے دریا صفتِ کوزہ ہی تقریر

یا شیرِ خدا دستِ خدا بازوِ احمد
مین بھی ہون تمہارا سگِ درصورتِ قطمیر

ہو روزِ قیامت نظرِ چشمِ عنایت
کوثر کا ملے جامِ جنان مین مجھے جاگیر

قصیدہ در نعت

اے خضر بھول گئی تھی مجھے راہِ تک و تاز
وقت پر آ گئے تم عمر تمہاری ہو دراز

آئی ہر گام جو در پیش رہِ ناہموار
یہ بھی تھا ایک زمانے کا شبیب اور فراز

آبلے آ کے پڑی پاؤن پہ ہر ایک قدم
سوزنی خارِ مغیلان کی رہی یا انداز

رحم اللہ کو آیا کہ تمہین بھیج دیا
شکر کیونکر ہو ادا ہے وہ بڑا بندہ نواز

اب جو حضرت کا طریقہ ہے وہی راہ مری
مقتدی کیون نہ ہون جب آپ سا ہو پیش نماز

رہنمائی سے تمہاری سرِ منزل پہنچون
سہل ہو جاے یہ راہ سفرِ دور و دراز

مہربان خضر ہوے مجھ سے کہا کون ہے تو
کس طرف کا ہے ارادہ ہے کدھر روی نیاز

عرض کی مین نے مسافر ہون زیارت کا ہے عزم
کشورِ ہند سے ہون عازمِ اقلیمِ حجاز

حضرتِ خضر بغلگیر ہوے سنکے یہ بات
کر دیا ذرے کو خورشید کیا وہ اعزاز

خندۂ زیر لبی کر کے ہوے گرمِ سخن
قصد اپنا بھی وہین کا ہے مگر بعدِ نماز

تو روان پیشتر اس دشت سے ہو چار قدم
راہ سیدھی ہے ملک ساتھ خدا بندہ نواز

اب نہ رہزن کی ہے وحشت نہ کسی غول کا ڈر
نہ کسی جا کہین رستے مین نشیب اور فراز

عرض کی مین نے جو فرمان ہو ٹھہر جاؤن کہین
گو مکان کوئی سفر مین نہین جز قصرِ نماز

آپ کے ساتھ چلون تا نہ رہے کچھ کھٹکا
خار دامن پہ مبادا ہو کوئی دست انداز

خضرؑ بولے کہ نہین یہ نہین فرمانِ خدا
کام مین اور بھی مجھ کو نہین کہنے کے وہ راز

تو نہ کر خوف کہ تائید خدا ہے ترے ساتھ
دم مین پہنچے گا اگر شوق سے بالِ پرواز

حسبِ فرمانِ خضرؑ مین نے بڑہایا جو قدم
آئی اک جنبشِ مژگان مین نظر خاکِ حجاز

دُور سے روضۂ اقدس پہ پڑا دیدۂ شوق
حبّذا روضہ کہ ہے برجِ نجومِ اعجاز

حبّذا روضہ کہ ہے مرکزِ پرکارِ فلک
حبّذا روضہ کہ ہے عرشِ جہان پا انداز

نقش وہ نقش کہ خود جس پہ ہے نقاش کو فخر
صنع وہ صنع کہ خود جس پہ ہے صناع کو ناز

در و دیوار سے اُس گھر مین برستا ہے یہ نُور
ہو ردا شرع مین شب کو جو پڑے مین دن کی نماز

باب وہ باب کہ کہتے مین جسے بابِ قبول
پردہ وہ پردہ کہ کھلے جس سے سرا پردۂ راز

خوشنما حلقۂ در مردمکِ چشمِ پری
یا کوئی خاتمِ انگشتِ عروسانِ طراز

روزنون سے ابھی آنکھون کو بدل لین آہو
پر یہ ڈر ہے نہ کہین مشک کی بُو ہو غمّاز

اس قدر شوق لبِ بام کا رکھتے ہین طیور
سایۂ مرغ کی ہے مرغ سے اونچی پرواز

چادرین نور کی روضہ مین بچھائین پئے فرش
چرخ نے سیم و زرِ شمس و قمر کے در باز

دلِ محمود لیے قبر سے آتا ہے یہان
بہرِ جاروب کشی سلسلۂ زلفِ ایاز

جس طرح گردِ سرِ شمع پھرین پروانے
کرتے ہین اُس کے حوالی مین ملائک پرواز

خلد مین حُور کا نظارہ اُسی کو ہے حلال
مل گیا اس درِ اقدس سے جسے حکمِ جواز

آ کے اس روضے کی دیوار پہ حیران ہوگا
تھی یہ امید سکندر جو ہوا آئنہ ساز

جانبِ قبلہ ہو جس طرح رخِ قبلہ نما
کعبۃ اللہ کا ہے اس در کی طرف روے نیاز

آئے روضے مین زیارت کو جسے ہو منظور
کہ درِ آئنہ ہے روی بدو نیک پہ باز

قلب ہو جاتے ہین اس روضے مین ہر عرش سیر
جس طرح بوتۂ زرگر مین طلا پا کے گداز

لحظہ لحظہ ہے کرامت سے کرامت ظاہر
صبح تا شام ہوا کرتے ہین لاکھون اعجاز

کیا مقامِ ادب و ضبطِ نفس ہے کہ جہان
توڑ دیے سنگ سے چینی تو نہ نکلے آواز

سرِ مجاور کو عجب رتبہ خدا نے بخشا
خسرو و چرخ کو بھی جسکی غلامی پہ ہے ناز

وصفِ روضہ تو لکھا اب کہوں معراج کا حال
ہے مثل رات تو کوتاہ ہے افسانہ دراز

ذکرِ معراج نے بخشا یہ طبیعت کو عروج
مرغِ مضمون کی ہے بالِ و پری میں پرواز

آئے جبریلِ امین لائے سبک سیر براق
طے ہوئی چشمِ زدن میں وہ رہِ دور و دراز

سر سے آنکھوں سے جو رکھا درِ دولت پہ قدم
کبر کے سامنے یوں عجز ہوا نکتہ طراز

مدد اے لطف کہ معلوم نہیں رسمِ ادب
عفو اے ناز کہ معلوم نہیں طرزِ نیاز

بزم سب غالیہ سا پر کہیں خوشبو نہ مشام
کب زمیں عطر کی رکھتی ہے نشیب اور فراز

دائرہ وہ کہ جسے دائرہ کہنا ہے خطا
نہ حد و سمت نہ انجام نہ اس میں آغاز

کچھ عجب بزم کہ تھی بزم کے اطلاق سے دور
عود و بے مجمرہ و نغمہ بے پردہ ساز

ہم بغل شانہ سرِ زلفِ رسا سے لیکن
نہ کوئی زلفِ مسلسل نہ کہیں دستِ دراز

ہوئی بے زائقہ و شائمہ حاصل سرِ دست
بوے بے مادۂ عطر و مے شیشہ گداز

وہ سوالات و جوابات کہ جن میں وحدت
ایک ہو جیسے کہ آواز سے مل کر آواز

کیوں نہ خورسند ہو مرغِ نظرِ دیدۂ دل
ہوا سے شاخِ نشیمن ہو کلہ گوشۂ ناز

کیا گلستانِ نزاکت تھی وہ محفل کہ جہاں
گوشِ گل کو بھی گراں طائرِ بو کی آواز

نئی طلعت تھی نئی شکل کی وہ طاعت گاہ
ایک محراب و حرم ایک معلی و نماز

کشفِ اسرارِ حقیقت سے بڑھی اور امید
عقدہ کھل جاے تو ہو رشتہ کوتاہ دراز

آپ کیا آپ کی امت بھی ہوئی امیں شریک
واہ کیا دستِ کرم ہے درِ رحمت بے باز

سارے عالم میں پھر آئے گئے کتنی دور
نہ گئی گرمیِ بستر سے کہیے اعجاز

کر یقیں دیکھ ذرا شک کو نہ دے دل میں جگہ
عقل رکھتا ہے تو فہمی پہ نہ ہو دست انداز

اور آیا ہے مرے دھیان میں مطلع و لیک
جس کے دو لخت میں دو مصرعِ دروازہ ساز

مطلع

ہمسر عشقِ حقیقی نہین گو عشقِ مجاز — خوب تمثیل ہے پر قصۂ محمود و ایاز

پاسِ حضرت سے یہ خاطر ہے گنہگارون کی — حکم ہے حشر تلک بابِ اجابت رہے باز

اولِ عالمِ ایجاد سے یون خلقتِ پاک — سورۂ حمد سے قرآن کا ہے جیسے آغاز

راے عالی کی اصابت کا جوان مین ہے اثر — ہین ستون کعبۂ اسلام کے ارکانِ نماز

بزمِ ایجاد مین کیا مثل ہو کوئی اُس کا — روے پُرنور ہو جب آئینۂ عکسِ گداز

کون ہے اُس کے سوا واقفِ اسرارِ غنی — کون ہے اُس کے سوا محرمِ خلوت گہِ راز

حکمِ محکم نے یہ اشیا کی بدل دی تاثیر — رمیلِ سرمے کی ہوئی شہپرِ مرغِ آواز

کعبہ رخسار دو ابرو سے خمیدہ قوسین — مثلِ عمرِ خضر و نوح دو گیسو سے دراز

واقفِ حکمِ شریعت ہون جو لایعقل بھی — بلبلین پھر نہ کبھی باغ مین ہون نغمہ طراز

زخمہ چھیڑے بھی اگر نشترِ مژگان کی طرح — صورتِ تارِ نگہ تار نہ دین کچھ آواز

بزم مین چلنے کی دیتے ہین جو مطرب ترغیب — ساز کہتے ہین طبیعت ہے ہماری ناساز

حکم اُس کا ہو تو مثلِ نگہِ چشمِ ابھی — آئے پھر منھ کی طرف منھ سے نکلکر آواز

ذکر مین اُس کے ہے قرآن کی قرأت کا لوا — سجدہ ہے اُس کے درِ پاک کا کعبہ مین نماز

فیض وہ ابر کہ سرسبز جہان کشتِ امل — بذل وہ بحر کہ ہے غرقِ جہان کشتیِ آز

کلکِ قدرت نے جو لکھا ورقِ حصرِ ثنا — جس جگہ چاہیے انجام لکھا و ان آغاز

ہو بھلا اُس تنِ پُرنور کا سایہ کیونکر — جس کا ثانی ہو عدم جیسے خدا کا انباز

خلد مین پیرہن حور ہون محتاجِ عبیر — تحفہ لے جائین ملائک نہ اگر خاکِ حجاز

دلِ عشاق سے اُس نقشِ قدم کے آگے — حک ہے نقطے کی طرح نقشِ حسینانِ طراز

دستِ بدعت کی درازی سو ہو ایسی نفرت — حکم ہے خواب مین فتنہ نہ کرے پاؤن دراز

ذاتِ یکتا کو کیا جب سے ضیا بخشِ وجود — آفرینندۂ ہفتاد و دو ملت کو ہے ناز

راستی تنگیِ عالم سے نہ احباب کی جاے
جنتری ہین جو کھنچین تار تو ہون اور دراز

جور یا کار ہین ظاہر ہین فقط تابعِ شرع
پردۂ بوے حقیقت ہے انھین رنگِ مجاز

درِ اغیار پہ ساجد ہین جو اُس در کے سوا
پشت بر قبلہ پڑا کرتے ہین کج فہم نماز

یا نہیں آپ کے جانے سے سوے خلد بریں
کیا جہان درہم و برہم ہے درِ فتنہ ہی باز

خندۂ گل مین بھی ہے گریۂ شبنم کی روش
کس قدر گلشنِ عالم کی ہوا ہے ناساز

دیکھیے حکم کہ کوتاہ کرے تیغِ غضب
مثلِ گیسوے بتان دستِ ستم ہو جو دراز

نرد ہے گردشِ ایّام کی یہ گیرِ گی
مذکر ہے شعبدہ بازی فلکِ شعبدہ باز

پھر وہی خوفِ عدالت سے ہو صحرا پُر خوف
گرگ کو دوستیِ میش ہو سرمایۂ ناز

مرگ چیتا ہو غزالون کو تنِ شیر کا پوست
آشیانہ ہو کبوتر کے لیے چنگل باز

اور دو طمع دلچسپ سناؤن اِس جا
مثلِ مفتاح کشائندۂ قفلِ درِ راز

مطلع

ہو اگر عہدِ ہمایون مین وفا تم پہ دراز
کارِ مقراض کرے سایۂ گیسوے دراز

خضر کی عمر ہے یہ طاعت کو ملی عمرِ دراز
کہ قضا ہو نہین سکتی ہے مصلی کی نماز

دفعِ ظلمت ہے یہانتک کہ ہی محمود کو خوف
کہین جاتی نہ رہے ظلمتِ گیسوے ایاز

ایک اِک معجزہ اوردن کو خدا نے بخشا
وہ دیے اور دیے اُس کو ہزاردن اعجاز

جتنے لشکر مین تھی سب ایک طبق سی ہے سپر
دعوتِ تنگ ہوئی دستِ مبارک سے دراز

کافرون نے جو نبوت کی گواہی چاہی
سنگ ریزون نے سرِ دست سنائی آواز

تیغِ انگشتِ مبارک سے ہوا ماہ دو نیم
کس پہ اظہار نہین شقِ قمر کا اعجاز

طفلِ دو مردہ جو تھے زندہ ہوے اُٹھ بیٹھی
تم ہوئی جب دہن تنگ سے نکلی آواز

چاہِ بے آب مین فوراً ہوے چشمے جاری
جب ذرا معجزِ آبِ دہنِ شاہِ حجاز

ہیزمِ خشک ہوئی دم مین درختِ سرسبز
کس نے دیکھا نہ تماشاے بہارِ اعجاز

کس فرشتے نے نہ تعلیم سے حصّہ پایا
کس پیمبر کے نہ حامی ہوے سلطانِ حجاز

نام حضرت کا لیا مشکلِ یعقوبؑ کٹی
ہجرِ فرزند تھا ہر چند بہت صبر گداز

یادِ مولا مین نہ معلوم ہوا صدمۂ درد
گو کہ تھی مدتِ بیماریِ ایوبؑ دراز

چاہ و زندان مین وہ یوسفؑ کے کبھی تھے ہمدم
بطنِ ماہی مین وہ یونسؑ کے کبھی تھے دمساز

غرق ہونے سے بچی کشتیِ طوفانیِ نوحؑ
جب ہوا کوہِ وقار آپ کا لنگر انداز

کس کی آواز تھی وہ طور پہ بالا سے شجر
لَنْ ترانی کی جو موسیٰؑ نے سُنی تھی آواز

خاک سے چرخِ چہارم پہ جو عیسےٰؑ پہنچے
فیضِ حضرتؐ سے ملا اُنکو یہ اوجِ تک و تاز

سجدہ آدمؑ کو نہ کس طرح فرشتے کرتے
صُلب مین اُن کے تھا نورِ شہِ کونین نواز

یا نبیؐ آپ کی تعریف کہان ممکن ہے
بحر آجاے سبو مین یہ ہے کس مین اعجاز

عرض کرتا ہے یہ اب عطفِ عنان کر کہ امیر
مین تو اک ذرّہ ہون خورشید ہو تم ذرّہ نواز

بخت برگشتہ عدو خلقِ زمانہ بے رحم
آفتین لاکھ ہین مین ایک فلک فتنہ طراز

سوزشِ غم نے دیے ہین یہ مجھے داغ پہ داغ
شمع کی طرح ہوا ہون ہمہ تن سوز و گداز

گرمِ افغان وہ مرا دل ہے کہ جس باغ مین ہے
نہ لبِ برگ نہ غنچے کا دہن بے آواز

پانی پانی ہے مرے موے مژہ کے آگے
موجِ دریا کی طرح زلفِ عروسانِ طراز

داغِ سودا جو سویدا کی طرح ہے دل مین
مردمِ دیدۂ محمود ہے یا خالِ ایاز

ایک مین کیا کہ زمانے مین سوا غم کے ہے کیا
جو ہے جور و ستمِ چرخ سے ہی شکوہ طراز

بہتے ہین روز و لادت کی طرح نزع مین اشک
الم انجام زمانے کا الم ہے آغاز

یدِ طوبیٰ ہے مرے بخت کوتاہی مین
جس طرح دستِ خدا رزق رسانی مین دراز

آپ چاہین تو یہ سب عقدۂ دشوار ہون حل
سر سے ٹلجاے بلاے فلکِ شعبدہ باز

ایک مدت سے ہوس ہے کہ زیارت ہو نصیب
سرمۂ دیدۂ مشتاق کرون خاکِ حجاز

اب ذرا دردِ جدائی کی نہین تاب مجھے
آتشِ شوق مرے سینے مین ہے صبر گداز

بیٹھتا ہون سرِ رہ روز اِس اُمید پہ مین
کہ کوئی قافلہ جاتا ہو اگر سوے حجاز

مین بھی ہمراہ چلون اُن کے بصد شوق و ادب
سر سے آنکھون سے کرون قطع رہِ عجز و نیاز

روضۂ پاک مین پہنچون تو یہ حاصل ہو شرف
میرے طالع کی قسم کھائین جو مین واقفِ راز

سُرمہ وہ خاکِ قدم کا مری آنکھون مین لگے
صاف مانندِ نگہ ہوتی ہے جس سے آواز

آپ کے فیض سے پیدا ہو یہ بیتابیِ دل
جلوہ گر شاہدِ معنی ہون کھُلین پردۂ راز

موقعِ طول نہین قفلِ خموشی ہے ادب
ختم اِس بات پہ ہے بس سخن ای بندہ نواز

گرم جس روز کہ ہو محکمۂ روزِ جزا
کیجیے اپنی شفاعت سے مجھے بھی ممتاز

کیا عجب ہے یہ قصیدہ جو پہنچ جاے وہان
شوق مین آ کے کرے مثلِ کبوتر پرواز

قصیدہ

نشاطِ دہر سے ہو کس طرح نہ دل مایوس
کہ چار دن کی یہ مہمان ہے مثلِ شرمِ عروس

کسی کے سر پہ جو پھرتا ہے چترِ بیداد کی روز
مین جانتا ہون یہ ہے رقصِ مستیِ طاؤس

قیام کی کسے امید ہے رہے نہ رہے
یہ عمر راہِ ہوا مین ہے شمعِ بے فانوس

زوالِ نعمتِ الوان کی دے رہی ہے خبر
عبث عبث نہین کلتی مگس کفِ افسوس

اُلٹ کے دیدۂ اعمیٰ ہے ساغرِ جمشید
پلٹ کے جامِ گدائی ہے تاجِ کیکاؤس

بڑھے ہے جوش تو گھٹے اور مثلِ شعلۂ شمع
اِس انجمن مین ہے کیا جز ترقی معکوس

نہین ہے تنگیِ بزمِ جہان سے جامِ ادب
کہ جسمِ شمع سے چسپان ہو جامۂ فانوس

ہوا ہے دامنِ صحرا مدعایہ خشک
زمین پہ گر کے نہین ہوتی آبرو محسوس

حکیمِ دہر ہے لیکن ہے بے تمیز حکیم
نہین غمی کو صحیح و مریض تک محسوس

اگر حباب کو درکار ہو علاجِ ورم
کرے طلاقِ ماہی پہ ملکے منغرِ فلوس

مقام اُس کا ہو کاجل کی کوٹھری تجویز
کوئی مریض کرے گر شکایتِ کابوس

دوا سے ثقلِ سماعت نہیں بتاتا ہے
کہ گوشوارہ پہ لگے گوش چاہیے ناقوس

دوا سے تپ کوئی چاہے تو یہ بھری دمِ سرد
دکھا سے نبض جو کوئی ملے کفِ افسوس

غذا مریض جو پوچھے کہے کہ غم کھاؤ
یہ وہ غذا ہے نہیں جس کو حاجتِ کیموس

شناخت ایسی کہے زر و چوب کو چکھ کر
مقامِ شک نہیں اصلا ہی ہے اصل السوس

نہ مانے مسئلۂ طب میں چوک کر جاہل
کہے ہزار فلاطون ہزار بطلیموس

نئی زبان ہے نئے ہیں لغت نئی معنی
سوا سے کج نہ کہے راست مطلبِ فاموس

حکیم کیا ہے بلا ہے غضب ہے آفت ہے
بدن میں ایک پرانا لباس دقیانوس

کسی کی قبر کا گنبد کہ گنبدِ دستار
مجھکے جو فکر میں سر ہو ترقیِ معکوس

کہاں سخن کوئی شیریں بجز ترش روئی
مقدسوں کو کھٹائی میں ڈالتا ہے عبوس

فنا ہے ہاتھ سے اسکے کھلی ہوئی ہے یہ بات
کہ حضرتِ ملک الموت کا ہے یہ جاسوس

دراز دستِ ستم ہے غرض زمانے کا
ہزاروں چاک کیے اسنے پردۂ ناموس

جو چھکے قافلہ راہی ہو رہزنوں سے کوئی
کہے یہ بانگِ جرس سے کہ جلد ہو جاسوس

کسی کو تختِ عروسی ہے تختۂ تابوت
کہیں ہے عقد کی شب بیوہ کوئی تازہ عروس

ہوے ہیں دین سے بیگانے ایسے دنیادار
جہاد راہِ خدا جانتے ہیں قتلِ نفوس

پنہاے طفل کو زنجیر و طوق منت کے
اسی بہانہ سے بے جرم کو کرے محبوس

شریف خوار و زبون و در ہے کمینوں کا
کہ شمس ذرّہ ہے چکے میں مثلِ شمس شموس[1]

گمان ہے زاغ کو میں بھی ہوں بلبلِ شیراز
زغن کو زعم کہ میں ہوں جوابِ طوطیِ طوس

بھو جنگلے کہتے ہیں ہم بھی ہیں بادشاہِ حبش
بنا ہے شاہجہان تاج رکھکے سر پہ خروس

زمانہ واغے اُسے گرم کرکے آہنِ تیغ
طلب کرے کوئی زخمی اگر پرطاؤس

دہانِ گور کا لقمہ ہوا تنِ لقمان
اجل کے دام سے نکلا نہ پھنس کے جالینوس

ہمیشہ خاصِ خدا پائمالِ ظلم رہے
عیان ہے قصۂ اصحابِ کہف و دقیانوس

[1] شموس یعنی ذرّے جو آفتاب کے گرد پھرتے ہیں

کھچا سرِ زکریا پہ آرہ بیداد — الم سے برگِ شجر تک ہوے کفِ افسوس
وہ بے گناہ چلی تیغ ظلم یحییٰ پر — کہ زیست سے ہوے الیاسؑ و خضرؑ تک مایوس
خلیلؑ کو کفرہ نے جو آگ مین پھینکا — اسی الم سے ہے کعبے کا ماتمی ملبوس
علی الخصوص شہیدون کا بادشاہ حسینؑ — کہ تختِ عرش ہے جسکے لیے مقامِ جلوس
چراغِ کعبۂ دین شہسوارِ دوشِ رسولؐ — امامِ سبحۂ خاصانِ ایزدِ قدوس
اُسی کی بزم کا ہے آفتاب ایک چراغ — اُسی کے باغ کا ہے آسمان اک طاؤس
کتاب مین جو لگائین وہ کحلِ خاکِ قدم — عجب نہین جو ہون معنی کلام مین محسوس
جو مان سے کی سحرِ عید ہٹ ترکپن مین — خدا نے بھیجدیا خود بہشت سے ملبوس
پسرِ رسولؐ نے قربان کیا نواسے پر — اِس افتخار سے واقف نہین ہی روم کہ روس
ہمیشہ خواب مین کی آ کے مہدِ جنبانی — یہ جبرئیلؑ تھے سبطِ رسولؐ سے مانوس
وہ بادشاہ جو تھا فخرِ انبیا سے سلف — وہ بادشاہ کہ جس کے تھے اولیا پابوس
ہوے یہ جور و ستم اُس پہ دستِ اُمت سے — کہ جس کو سُنکے تحیر مین ہین یہود و مجوس
جہان مین سچ ہے کسی چیز کو ثبات نہین — کہ لا بقا ہو جو اقبال کو کرین معکوس
نبیؐ کے بعد زمانے نے کی عجب گردش — کہ مُلکِ شام مین ٹھہرا یزید راسِ رؤس
یہ فکرِ قتلِ نبیؐ زادہ تھی کہ یثرب تک — لگے ہوے تھے برابر ہزار ہا جاسوس
چلے مدینے سے وارد ہوی جو غربت مین — مع عزیز مع اقربا مع نا موس
یہ کربلا مین ہوا جمع شام کا لشکر — فلک پہ کانپ گیا ڈر کے کوکبِ منحوس
دبا لیا یہ سیاہی نے چار جانب سے — ہوئی زمین کے سوتون کو علتِ کابوس
سرون پہ خود کہ قندیلِ بابِ بُت خانہ — زرہ بدن پہ لعینون کے خرقۂ سالوس
عیان ہوئی شبِ عاشور کی سحر تو کیا — درِ خیام پہ کرسی بچھا کے شہ نے جلوس
رفیق چند جو تھے ساتھ اور چند عزیز — ہوے سلام کو حاضر وہ سب موئی پابوس

عطا کیا علمِ فوج اپنے بھائی کو — وہ کون حضرتِ عباسؑ جن سے تھے مانوس
اِدھر یہ حامیِ دین اُس طرف وہ بانیِ کفر — یہاں اذان ہوئی بجنے لگے اُدھر ناقوس
سحر سے فتنہ کیا فوجِ شام نے برپا — گئی سپہر بریں تک صدائے طبلک و کوس
اِدھر بھی شوق مین آمادۂ جہاد ہوے — بدل بدل کے شہیدانِ راہِ حق ملبوس
اگرچہ جن و ملک انبیاؑ ہوے حاضر — کہ ہم شریک ہین وقتِ دغا نہ ہو مایوس
مگر قبول نہ کی آپ نے کسی کی ہرزہ — کہ تکیہ گاہ تھی تائیدِ ایزدِ قدوس
قلیل فوج جو لے کر چڑھے ہے لڑائی پر — نشانِ جرأتِ اہلِ ستم ہوے منکوس
ہزارون قتل کیے ایک ایک نے لڑکر — کفن ہوے تنِ اعدا پہ جامۂ سالوس
سوار خاک پہ گھوڑے سے گرے سوارون پر — ہوا معاملۂ جنگ اشتقیا معکوس
مگر لچھ لاکھ کہان اور کہان بہتّر تن — دلون مین شوقِ شہادت قضا سے جی مانوس
کھلا ہے کیا در افسوس فتح کے منھ پر — نہ ہونے پائی جو اُس روز بھیڑ مین پابوس
خیالِ سبطِ نبیؐ بھی کیا نہ اُمت نے — سمجھ کہان کہ ستارے تھے بخت کی منحوس
غضب کیا کہ بھرے ایسے خونِ پاک سے ہاتھ — کہ سُن کے ملتے ہین جن و ملک کفِ افسوس
کمالِ ضعف سے زخمی کا جھک گیا یہ سر — کہ تکیہ گاہ ہوا زینِ اسپ کا قربوس
گرے زمین پہ حضرتؑ کہ روی خاک پہ عرش — بدن پہ زخم کی کثرت لہو مین تر ملبوس
پرون سے لاشۂ اقدس پہ سایہ افگن تھے — ہما و بلبل و کبک و کبوتر و طاؤس
پھر اس کے بعد لُٹے خیمۂ امامِ غریب — اَخَسِ ناس نہ سمجھے رسولؐ کا ناموس
تمام گھر کو سپاہِ عدو نے لُوٹ لیا — چھٹے نہ پیرہن و نہ جامۂ مدروس
کسی نے بیوۂ قاسمؑ پہ بھی نہ رحم کیا — رِدا کو لے کے کیا اُس کو شمعِ بے فانوس
وہ لہن کا زیور روز لُوٹ کر یہ کہتے تھے — کہ آج ہاتھ لگا ہے ہمین یہ گنجِ عروس
خدا بہشت کرے جن کے واسطے پیدا — غضب ہے خانہ زنداِنین ہون وہی محبوس

جو باٹین اپنے محبّون کو میوۂ جنّت — اُنہین کو حیف ملے آبِ گرم و نانِ یبوس
غرض کہ خاک اُڑائی زمین نے ماتم مین — فلک ہوا ہمہ تن داغ صورتِ طاؤس
جو اہلِ دین ہے کوئی اُن کی قدر گھٹتی ہے — ورق اُلٹنے سے ہوتا نہین ہے خط معکوس
امیر خالقِ عالم سے اب یہ مانگ دعا — کہ بہرِ شاہِ نجف شاہِ کربلا شہِ طوس

رواجِ دینِ محمدؐ ہو اہلِ دین رہین شاد
رہائی پائین جو زندانِ غم مین ہین محبوس

قصیدہ در نعت

لائی ہے کیا چمن مین ہر اک شاخسار پھول — دکھلا رہے ہین باغِ جنان کی بہار پھول
کتنے ہین سُرخ و سبز تو کتنے سپید و زرد — ہر رنگ مین ہین صنعتِ پروردگار پھول
انجم سے ہین چمک مین سوا کچھ عجب نہین — پھینکین سپہر پر کلہِ افتخار پھول
پائے جو اِذن اِن پہ کرے زرگرِ فلک — سیم و طلا سے شمس و قمر کے نثار پھول
آراستہ چمن مین ہے کیا لشکرِ بہار — کتنے پیادہ آئے ہین کتنے سوار پھول
بخشی خدا نے جوشِ صفا سے وہ رزق برق — ایک ایک ملکِ حسن مین ہی تاجدار پھول
سیمین تنانِ چرخ جو چاہین معاوضہ — بدلین کبھی نہ پیرہنِ زر نگار پھول
وہ نشۂ سرور کہ جمشیدِ وقت ہین — شبنم کو جانتے ہین مئے خوشگوار پھول
توڑے سے زر کے کم نہین ہر گلبنِ چمن — اُس مین درم ہزار تو اِس مین ہزار پھول
نیرنگِ حسن و عشق سے خالی نہین ہے باغ — مجنون ہے بید لیلیِ محمل سوار پھول
صیاد کی طرح جو بنا ہے رگون کا جال — کھیلین گے عندلیب کا شاید شکار پھول
قدرت خدا کی ہون ہمہ تن گوش اِس پہ ہون — نا واقفِ صدائے فغانِ ہزار پھول
چھوڑ اِن شگوفے آپ ہی بلبل کے سامنے — پھر آپ ہی ہنسی سے ہون بے اختیار پھول
عالم کو کر لیا ہے احاطہ بہار نے — پھیلے ہین کاشمیر سے تا سبزوار پھول

کثرت ہے اس قدر کہ سخی باغبان ہوا
دیتا ہے مفت اہلِ تماشا کو ہار پھول

ہر گھر میں ہر مکان میں صحرا میں کوہ میں
لے جاتی ہے اڑا کے نسیمِ بہار پھول

گلیوں میں کوچے کوچے میں پھولا مکاں فرش
اس درجہ بچھ گئے ہیں سرِ رہگذار پھول

بلبل ہو مُردہ کنجِ قفس میں کہ دام میں
جز باغ ہو نہ اور کہیں زینہار پھول

مس کے خریدنے کو جو مالک کوئی کہے
لے آئیں مول مردمِ خدمتگزار پھول

آیا ہے خوب ہاتھ بہانہ بہار کا
بے خوف پی رہا ہے ہر اک بادہ خوار پھول

گلشن ہر ایک خانۂ قصاب بن گیا
ہر شاخ گاہ میش میں پھولے ہزار پھول

پہنچے جو باغ میں نظر آئی عجیب سیر
یعنی ہیں ہر طرف ہمہ تن انتظار پھول

جتنے درخت ہیں وہ جمائی ہوئی ہیں صف
باندھے ہوئے کھڑے ہیں روش پر قطار پھول

پوچھی جو میں نے وجہ تو کہنے لگی نسیم
اُس کا ہے انتظار میں جس پر نثار پھول

وہ لالہ رُو کہ جس سے زمانے کی ہے بہار
جس کے عرق سے ایسی ہوئے عطر بار پھول

دیکھا نہیں ہے بس کہ کئی دن سے روئے یار
بلبل کی طرح باغ میں ہیں بیقرار پھول

نزدیک ہے کہ دردِ جدائی سے ہو کے تنگ
پھاڑیں قبا کی طرح گریباں کریں تار تار پھول

آئے نظر جو چہرۂ مولا تو عید ہو
پھولوں سے صحنِ باغ میں ہو سمکنار پھول

آیا ہے اور مطلعِ رنگین خیال میں
جس پر ہزار جان سے قربان ہزار پھول

مطلع ثانی

اُس آفتابِ رُخ سے اگر ہوں دوچار پھول
حیرا ہوں رنگ بدلیں ابھی بار بار پھول

دامن میں ہیں لیے ہوئے بہرِ نثارِ شاہ
شبنم سے سیکڑوں گہرِ آبدار پھول

صد قلزمِ چمن ہو جو اُس کی ہوا سے لطف
پھر بلبلوں سے دل میں نہ رکھیں غبار پھول

اللہ رے لطافتِ تن جس سے مانگ کر
پہنے ہوئے ہیں پیرہنِ مستعار پھول

پہنچے جو کان تک خبرِ منعِ مے کشی
شبنم کی مے سے بھی پھر نہ کریں زہر مار پھول

چھائے جو رعبِ شہ تو یہ ہوں مثلِ خارِ خشک
بن جائیں نشترِ رگِ ابرِ بہار پھول

دستار پر اگر وہ گلِ کنگرہ ہو
خورشیدِ آسمان پہ کریں افتخار پھول

دولت ملی یہ اُس کی بدولت کہ باغ میں
رکھتے ہیں تن میں پیرہنِ نرگسار پھول

اللہ نے دیا ہے یہ اِس کو جمالِ پاک
سنبل فدا ہے زلف پہ رُخ پر نثار پھول

اللہ کیا دہن ہے کہ باتیں ہیں معجزہ
ہوتے ہیں ایک غنچے سے پیدا ہزار پھول

بکتا ہیں اِس کے خلعتِ خوبی کی فارقب
طرہ ہیں بلکہ دشت چمن پر یہ چار پھول

وہ چہرہ وہ دہن کہ فدا جن پہ کیجیے
ستّر ہزار غنچے بہتّر ہزار پھول

فردوس میں کیا شبِ معراج جب گزر
لایا لگا کے رضوان ڈالی میں ہار پھول

ہارون کے اُس کی بُو سے معطر کیے مشام
رخصت کو وقت پائے تھے جو عطر بار پھول

اُمت کا بوجھ پشت پر اپنی اٹھا لیا
طاقت کی بات تھی کہ ہوا کو ہما پھول

یہ فیض تھا اُسی کا کہ حق خلیل میں
آتش ہوئے تمام وہ اضطرار پھول

ادنیٰ یہ معجزہ تھا کہ اِک چوبِ خشک میں
پتّے لگے ہزار پھل آئے ہزار پھول

اللہ رے رُعب کچھ نہ ابوجہل کی چلی
کافر کے ہاتھ پاؤں گئی مشک وار پھول

ہے دشمنوں کے حق میں چمن زار خارزار
کھٹکیں نہ کیوں نگاہ میں مانندِ خار پھول

رنگِ بہار اُن کو جلاتے ہے مثلِ نار
تاثیر میں ہوں آتشِ دنبالہ دار پھول

بھاگیں چمن سے صورتِ ابلیس بد نصیب
پائے ہیں خون میں دوڑ کے دشمن لباسِ سُرخ

یا شاہِ دیں ہیں تیری عنایت سے فیضیاب
جتنے ہیں رونقِ چمنِ روزگار پھول

اُمت پہ وقف باغِ شفاعت ہے آپ کا
مجھکو بھی اِس چمن سے عنایت ہوں چار پھول

وقتِ دعا ہے ہاتھ دعا کو اُٹھا امیر
جب تک کھلیں چمن میں ہر شاخسار پھول

غنچے کی طرح آپ کے دشمن گرفتہ دل
خنداں ہوں دوست جیسے کہ روزِ بہار پھول

ردیفِ الف

مژدہ اے اُمت کہ ختم المرسلین پیدا ہوا
انتخابِ صنعِ عالم آفرین پیدا ہوا

نُور جس کا قبلِ خلقت تھا ہوا اُسکا ظہور
رحمت آئی رحمۃ للعالمین پیدا ہوا

کانِ رحمت سے ہوا یا قوتِ رمّانِ کا ظہور
قلزمِ توحید سے دُرِّ ثمین پیدا ہوا

اب خدا کا حکم لائین گے علامیّہ ملک
مہبطِ قرآن و جبریلِ امین پیدا ہوا

اب زمین و آسمان مین ہوگی رونق دین کی
باعثِ ایجادِ افلاک و زمین پیدا ہوا

اب گنہگارانِ اُمت کی ہوئی مشکل نجات
دافعِ عصیان شفیع المذنبین پیدا ہوا

اب کہان آفاق مین تاریکیِ کفر و ضلال
نُورِ حق خورشیدِ ربّ العالمین پیدا ہوا

پیشوائے انبیا و مقتدائے اولیا
رہنمائے اولین و آخرین پیدا ہوا

یا در ایوبؑ و یونسؑ ہمدمِ یعقوبؑ و نوحؑ
دستگیرِ عیسیٰؑ گردون نشین پیدا ہوا

رائجِ حکمِ شریعت دافعِ آئینِ کفر
قبلۂ ایمان رئیسِ المسلمین پیدا ہوا

مصدقِ آمینۂ دلہائے ارباب صفا
نُور بخشِ چشمِ اربابِ یقین پیدا ہوا

جوہرِ تیغِ شجاعت لشکرِ اعدا شکن
مردِ میدان صاحبِ فتحِ مبین پیدا ہوا

خسروِ تیغ آزما و اشجعِ میدانِ رزم
لشکر آراصاحبِ تاج و نگین پیدا ہوا

چاہیے تعظیم کو اُٹھیں جو مہمانِ محفل نشین
نائبِ خاصِ خدائے ما و طین پیدا ہوا

ہالہ آسا کیوں ہمارا دل نہ قربان ہو امیر
ہے جو محبوبِ خدا وہ مہ جبین پیدا ہوا

کیا محمدؐ نے شرف حق کی بدولت پایا
شافعِ حشر ہوے تاجِ شفاعت پایا

میہماں جب شبِ معراج ہوے دعوت مین
چشمہ کوثر کا ملا روضۂ جنّت پایا

جسکے سائے کے تلے ہونگے نبی مہ مین جتنے
لطفِ حق سے وہ علم روزِ قیامت پایا

اور کا ذکر تو اِس عالمِ ایجاد مین کیا
انبیاؑ نے بھی شرف اِنکی بدولت پایا

داغ سینے مین جو حضرت کی محبت کا پڑا
ہم یہ سمجھے کہ چراغِ شبِ تربت پایا

خواب مین گیسوِ حضرت نظر آیا جس رات
سر پہ ہنگامِ سحر سایۂ رحمت پایا

عمر بھر دھیان جو اُس کے لبِ شیریں کا رہا
مُرغ کے وقت بھی ہمنے وہی شربت پایا

روضۂ پاک کی بدلی گئی پوشش جس سال ق
حصہ سب زائرون نے حسبِ لیاقت پایا

کوئی ٹکڑا جو ہمین ہاتھ لگا سمجھے ہم
بخت یاور ہوے سرکارسے خلعت پایا

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضائے کلیمؑ
جو ملا جس کو اِسی گھر کی بدولت پایا

نعتِ مولا مین کہے شعر نئے تو نے امیر
واہ کیا صیقلِ علی حسنِ طبیعت پایا

بالاے آسمان کہ سرِ لامکان نہ تھا
احمدؐ کے حسنِ پاک کا جلوہ کہان نہ تھا

پڑتی دلِ عدو پہ نہ کیونکر سنانِ رشک
اِس نوک کا حجاز مین کوئی جوان نہ تھا

معراج کے سفر مین ملائک تھے راست چپ
افسوس مین غبارِ پسِ کاروان نہ تھا

تھا لامکان وہ طور نہ تھا حضرتِ کلیمؑ
انسان کیا ملک کا بھی کوسون نشان نہ تھا

ڈر تھا نہ روزِ عرضِ دلا دل کرے کمی
کچھ اور اضطرابِ دمِ امتحان نہ تھا

جلدی تھی کیا کہ خوانِ شفاعت تھا میرے ہاتھ
گھر کا غلام تھا مین کوئی میہمان نہ تھا

فارغ ہر ایک غم سے رہے ساکنِ حجاز
کیا اس زمین کا تختہ تہ آسمان نہ تھا

اچھا ہوا کہ الفتِ حضرت مین جان دی
اِن داموں اے امیر یہ سودا گران نہ تھا

سو من کو عشق سرورِ عالی صفات کا
طوفانِ حشر مین ہے سفینہ نجات کا

جز مصطفےٰ کہ آئینۂ ذاتِ حق تھے آپ
بندہ کہان ہے کوئی خدا کی صفات کا

ہوتا جو ابر فیض نہ حضرت کا آبیار
کھلتا کسی طرح نہ چمن کائنات کا

حضرت کی ذات ہی سببِ رونقِ جہان
دولھا کی دم سے لطف ہی ساری برات کا

آوازہ دینِ حق کا کیا کس قدر بلند
سرنگون شکن نے تو ڈر کر لات و منات کا

حضرت کی لطفِ خاص نے کی اُنکی رہبری
چشمہ ملا جو خضرؑ کو آبِ حیات کا

شیرین مئے محبتِ حضرت ہی کسقدر
شیشہ ہے اس شراب کا کوزہ نبات کا

شمہ جو مدحتِ شہِ اُمّی لقب کرے
ایسی زبان قلم کی نہ یہ مُنھ دوات کا

میخانہ ولاے رُخ ذرلفِ شاہ مین
وہ مست ہون کہ ہوش ہی ڈھکا نہ رات کا

کی لامکان مین حق نے تو حضرت سے گفتگو
جبتک نہ ہمزبان ہو مزہ کیا ہی بات کا

پیاسے ہوے جو قتل شہِ کربلا امیر
نجلت سے آب آب ہے دریا فرات کا

حکمران جو ہے وہ ہے تابعِ فرمان اُن کا
کون آزاد نہین بندۂ احسان اُن کا

سیر ہے نعمتِ کونین سے مہمان اُن کا
یا رب آباد رہے خانۂ احسان اُن کا

لے چکے بخششِ اُمت کا خدا سے اقرار
عرصۂ حشر ہے مارا ہوا میدان اُن کا

سرنگون پیشِ گریبان ہے یہ چوگانِ فلک
گوے سبقت ہی عجب گو ہے گریبان اُن کا

فخر سمجھین جو لگے ہاتھ عصابرداری
مرتبہ جانتے ہین موسیِ عمران اُن کا

کس طرح گر کے کنوئین مین نکل آتے یوسفؑ
ہاتھہ آتا نہ اگر گوشۂ دامان اُن کا

کبھی اِک حرف کا ہوگا نہ فصیحونسے جواب
طرفہ اعجاز نمایان ہے یہ قرآن اُن کا

خلد مین محرمِ اُلفت بھی پہنچ جائین گے
تھام کر سلسلۂ گیسوے پیچان اُن کا

حورین خدمت کو کنیزین ہین تو غلمان ہین غلام
کوثر اُن کا ہی بہشت اُن کا ہی رضوان اُن کا

کسکی طاقت ہے کہ مدحت مین زبان کھول سکے
جب خدا آپ ہو قرآن مین ثناخوان اُن کا

بادشاہون کو کیا فقر مین مغلوب امیر
وجہ یہ ہے کہ خدا خود تھا نگہبان اُن کا

سا جدہ وہ ہین اللہ ثناخوان ہے ہمارا
ابرو سے نبیؐ قبلۂ ایمان ہے ہمارا

وہ مور ہین ہر چند کہ ہین مور سے کمتر
سر تاجِ سلیمان کا سلیمان ہے ہمارا

ذرّے ہین مگر ذرّہ خورشیدِ نبوت
کیا کوکبِ اقبال درخشان ہے ہمارا

بلبل وہ ہین رکھتے ہین شرف روحِ قدس کا
جنت جسے کہتے ہین گلستان ہے ہمارا

دیوانے ہین اُس گل کے جو ہین مالکِ جنت
فردوس کا در چاکِ گریبان ہے ہمارا

پروانے ہین اُس شمع کے جو نورِ خدا ہے
جشنِ شبِ معراج شبستان ہے ہمارا

حضرت کی شفاعت سے گنہگارونکا نہین خوف
جو کام ہے دشوار وہ آسان ہے ہمارا

معدوم کرے گی نظرِ لطف کی کرلاک
اِک حرفِ غلط نامۂ عصیان ہے ہمارا

بخشا ہے امیر آپکے اوصاف نے رتبہ
مقبول زمانے مین جو دیوان ہے ہمارا

آستانِ شہِ لولاک پہ ہے سر اپنا
واہ کیا اوج پہ ہے نجمِ مقدر اپنا

قسمت اپنی ہے رسا بخت ہی یاور اپنا
فخر ہے سارے رسولون کا پیمبر اپنا

خوفِ عصیان ہی کسے دہشتِ محشر کیا ہی
ہے جو محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا

ہین وہ تصویر کہ ہے اُلفتِ حضرت روغن
تیغ وہ ہین کہ ولا شکی ہے جوہر اپنا

سامنے چشمِ تصور کے ہے وہ چہرہ صاف
آئینہ ہم کو دکھائے نہ سکندر اپنا

سیکشو عشقِ مے الفتِ حضرتؐ ہی بہشت
یہی شیشہ ہے یہی خُم یہی ساغر اپنا

عاشقوں کے جو کیے نام قلم نے مرقوم
نام صد شکر کہ لکھا سرِ دفتر اپنا

نام حضرت کا لیا فتح ہوئی جنگِ عدو
یہی جوشن ہے دعا مین یہی مغفر اپنا

دولتِ الفتِ حضرت ہی ہماری دولت
گنجِ زر ہے یہی مانندِ ابوذر اپنا

ٹھہرا ہے موت کہ حضرتؐ نے بلایا ہی ہمین
پہنچین یثرب مین تو وعدہ ہو برابر اپنا

شوقِ یثرب ہے یہانتک کہ مین لگتا نہین جی
ملکِ بیگانہ نظر آتا ہے کشور اپنا

دہن مار سے کم روزنِ دیوار نہین
کاٹے کھاتا ہی شب و روز مجھے گھر اپنا

پیاس کا غم رہ یثرب مین اٹھایا ہی بہت
خیمہ جنت مین گڑے گا لبِ کوثر اپنا

داغ دل مین ہے جو حضرت کی ولا کا روشن
ہے یہی ماہ یہی مہرِ منوّر اپنا

یہ بھی حضرت کی محبت کا تصرف ہی امیر
غرقِ دریا ہو سے دامن نہ ہوا تر اپنا

بیان کیا ہو شہنشاہِ عرب کی شان و شوکت کا
فلک جسکے درِ دولت پہ نقارہ ہی نوبت کا

اسی پردہ مین حسرت گرد پھرنے کی نکل جاتی
کہ میری خاک سے بنتا خطیرہ تیری تربت کا

دکھاتا ہے تماشا لختِ دل کیا یا دِ عارض مین
مژہ سے گرتے گرتے پھول بنجاتا ہی جنت کا

تڑپتی ہے جو بجلی جلوہ گاہِ طور مین اب تک
کبھی پرتو وہان کیا پڑ گیا تھا تیری طلعت کا

نہ رکھ محروم زخمِ عشق سے اس نیم بسمل کو
اِدھر بھی اک نظر صدقہ شہیدانِ محبت کا

مسلّم کیون یہ کہتے ہین ترا انجام کیا ہوگا
اِدھر ہی جوش عصیان کا اُدھر ہی جوشِ رحمت کا

تری تیغِ ادا پر اس ادا سے جان دیتا ہے
قضا منھ دیکھنے لگتی ہی مشتاقِ شہادت کا

کہے گی حشر مین زلفِ مسلسل آپکی بڑھ کر
کہ مین ہون سلسلہ عفو سیکارانِ اُمت کا

کوئی جائے گا جنت کو کوئی جائیگا دوزخ کو
مدینے کی طرف دوڑیگا کشتہ تیری حسرت کا

ترے جلوہ کی حسرت رہ گئی مشتاق کو تیرے
نقاب اُلٹی تو پردہ پڑ گیا آنکھون پہ حیرت کا

امیر بے نوا کیا غم اگر تیرا نہین کوئی
بھروسا بیکسی مین ہے مجھے اُسکی حمایت کا

خلف وہ ہے کرے جو نام روشن جدِ امجد کا
الف احمدؐ کا میم احمدؐ کا دال آدم مین احمدؐ کا

کھنچا ایسا پری نقشہ سراپائے محمدؐ کا
کہ نقاشِ ازل نے آپ سایہ رکھ لیا قد کا

تبسم کیجیے غش آئے دانتونکی تجلی سے
یہی ہے دُرّۂ تعزیر جرمِ شوقِ بیحد کا

ہوا یہ محوِ حسنِ پاک اے محبوبِ یزدانی
کہ تجھ پر مٹ گیا روزِ ازل سایہ ترے قد کا

اُتر کر عرش سے لیتی ہین بوسے راتدن قدسی
دبایا سنگِ در نے تیرے پہلو سنگِ اسود کا

پھرین جب پتلیان آنکھون کی یہ شوقِ زیارت ہو
کہ پھر جائے نظر مین گرد پھرنا تیرے مرقد کا

نہین بے وجہ حسنِ یوسفی کی دھوم عالم مین
کہ سایہ چھپ کے اُس پردی مین آیا تھا محمدؐ کا

شبِ معراج حوروں نے بچھائین اسقدر آنکھین
کہ سبزہ زرگستان ہوگیا چرخِ زبرجد کا

جوانانِ چمن باہر ہوے جاتے ہین جامے سے
اُڑایا بُوے گل نے رنگ شاید تیری آمد کا

الٰہی لے چلے شوقِ زیارت جب مدینے کو
خضر ہو جاے بڑھ کر ولولہ عشقِ محمدؐ کا

مدینے مین نہ کیونکر لہلہاے سبزۂ جنّت
خضر چھڑکاؤ کرتے پھرتے ہین آبِ زمرّد کا

ہجومِ خلق اتنا بے سبب ہومین نہ مانونگا
قیامت نے بھی کچھ پر واز اُڑایا ہی تری قد کا

سیہ کارانِ اُمّت کے سرون پر ہو گیا سایہ
گیا محشر مین سودا ئی جو گیسوے محمدؐ کا

امیر اُس روضے مین پہنچون تو استغنا ہی اور مین ہو
جو یہ مقصد روا ہو قصد ہے پھر ترکِ مقصد کا

مین طفلی سے ہون عاشق ابروے خمدار احمدؐ کا
کمانِ حسن کا نادک الف ہی میری ابجد کا

تمنا ہے کہ اِک اِک بال کی سَو سَو بلائین لے
دلِ صد چاک شانہ بن کے گیسوے محمدؐ کا

ترے روضے مین جو نیچے سے نیچا جھاڑ لٹکا ہو
فلک اُس جھاڑ مین ہے ایک آویزہ زمرّد کا

مدینے مین الٰہی زیرِ تیغِ ناز دم نکلے
شہیدِ جلوہ گاہِ حُسن کر صدقہ محمدؐ کا

نگاہِ چشمِ ہر سُو اشارون مین سکھاتی ہے
طوافِ آنکھون سے کر نامرتے دم تک تیرے مرقد کا

درِ فردوس پر محشر مین رضوان یون پکارے گا
بڑھے جس جس کے دل مین داغ ہو عشقِ محمدؐ کا

قدم سے کیا ہی تیز آئی سواری جانبِ امکان
نہ پہنچا ساتھ آخر رہ گیا سایہ وہین قد کا

کوئی دم تیری تیغِ ناز کے نیچے ٹھہر جانا
شہیدِ شوق کو سامان ہے عیشِ مخلّد کا

سیہ کارانِ اُمّت اور سب گڑیان اُٹھا لینگے
الٰہی سلسلہ چھوٹے نہ گیسوے محمدؐ کا

مزاج اُس سنگِ در کا شانِ محبوبی سے برہم ہے
کبھی کیا مین نے بوسہ لے لیا تھا سنگِ اسود کا

اُٹھاوے آنکھ سے پردہ دوئی کا حُسنِ یکتائی
جدھر دیکھون نظر آئے مجھے جلوہ محمدؐ کا

سپر ہوتا سیہ کارون کے حق مین مہرِ محشر سے
اُٹھا رکھا گیا محشر پہ سایہ آپ کے قد کا

امیرِ بے نشان کا نقش جب مٹنے لگے یارب
زبان پر نام تیرا نقش دل پر ہو محمدؐ کا

سورۂ والشمس وصفِ روے فخرِ انبیا
آیۂ واللیل ہے گیسوے فخرِ انبیا

قبلۂ ایمان ہے میرا روے فخرِ انبیا
ہون اسیرِ حلقۂ گیسوے فخرِ انبیا

پنجۂ پُر زور مین تھی طاقتِ دستِ خدا
قدرتِ حق قوتِ بازوے فخرِ انبیا

دیدۂ یعقوبؑ روشن ہو گئے اسوجہ سے
جامۂ یوسف مین پائی بُوے فخرِ انبیا

کیون نہ ہو مقبولِ درگاہِ خدا میری نماز
سامنے ہے کعبۂ ابروے فخرِ انبیا

کیا حقیقت میری دل کی طائرِ سدرہ بھی ہے
قمریِ سروِ قدِ دلجوے فخرِ انبیا

دونون عالم کی ہے آبادی فقط اسوجہ سے
ہین یہ زیرِ سایۂ گیسوے فخرِ انبیا

آیۂ اِنّا فتحنا ہے جو قرآن مین امیر
ہے ظفر تکیہ پئے پہلوے فخرِ انبیا

دل سے لیتا ہون نام احمدؐ کا
ورد ہے صبح و شام احمدؐ کا

قاب قوسین جس کو کہتے ہین
ہے وہ ادنیٰ مقام احمدؐ کا

مردہ ہوتے تھے زندہ باتون مین
معجزہ تھا کلام احمدؐ کا

کر لیا قبضہ حوضِ کوثر پر
پی لیا جس نے جام احمدؐ کا

جس جگہ عام خاص ہوتے ہین
ہے وہ دربارِ عام احمدؐ کا

زندہ جب تک رہے خدا سے رہا
روز نامہ پیام احمدؐ کا

خاکِ یثرب ہے مرتبے مین حرم
واہ رے احترام احمدؐ کا

وہ بھی خاصِ خدا ہے مثلِ بلالؓ
ہے جو دل سے غلام احمدؐ کا

خوفِ محشر امیر کیا مجھکو
ہے دیا ن اہتمام احمدؐ کا

میرے لب پر ہے نام احمدؐ کا
میرے دل مین مقام احمدؐ کا

ورد اپنا ہے نام احمدؐ کا
ذکر ہے صبح و شام احمدؐ کا

بزمِ میلاد کا ادب ہے ضرور
ہے یہ دربارِ عام احمدؐ کا

پیاس کوثر ہی پر بجھائے گا
عاشقِ تشنہ کام احمدؐ کا

رمزِ حدت ہر ایک بات مین ہے
کلمہ ہے کلام احمدؐ کا

برق کہتے ہین سب جسے وہ ہی
خنجرِ بے نیام احمدؐ کا

گل زمین پر سپہر پر اختر
ہے یہ سب فیضِ عام احمدؐ کا

بڑھ گیا زورِ بازوِ حیدرؓ
لے چلے جب پیام احمدؐ کا

چوم لیتے ہین یوسفِ مصری
کیا ہی شیرین ہے نام احمدؐ کا

دردمندون کے ساتھ ہمدردی
مشغلہ تھا مدام احمدؐ کا

اب کہان چین دل کو پہلو مین
سن لیا اس نے نام احمدؐ کا

مے کوثر کی کیا کمی ہم کو
ہوگا وان اہتمام احمدؐ کا

گل کو کیا دیکھون مین نے دیکھا ہے
عارضِ لالہ فام احمدؐ کا

دمِ آخر دعا یہ ہے میری
صدقہ خیر الانام احمدؐ کا

جب زبان سے مری احد نکلے
دل مین پھر جاے نام احمدؐ کا

ہم نے میخانہ ازل مین امیر
پی لیا بھر کے جام احمدؐ کا

آنکھین ہین اپنی طالبِ دیدارِ مصطفےٰ
گوش آشنا ہے لذّتِ گفتارِ مصطفےٰ

ہے مہر پر تو گلِ گلزارِ مصطفےٰ
ماہ دوہفتہ لالہ کہسارِ مصطفےٰ

کیونکر بیان ہو گرمیِ بازارِ مصطفےٰ
خود صانعِ ازل ہے خریدارِ مصطفےٰ

مژگان کا شانہ لیکے چلی حور خلد سے
آئے نظر جو گیسوے خمدارِ مصطفےٰ

کیسے ملک سلام کو آتے ہین انبیا
کیا گرم ہے مدینہ مین دربارِ مصطفےٰ

گھٹتی نہین ہزار گھٹاتے ہین اہلِ کفر
ہر روز بڑھتی جاتی ہے سرکارِ مصطفےٰ

کیا کیا دکھاے جوہرِ مردی جہاد مین
نصرت فداے جرأتِ انصارِ مصطفےٰ

دیکھی تھی طور پر جو تجلّی کلیم نے
وہ بھی تھا ایک پرتوِ رخسارِ مصطفےٰ

زائر ہوا جو آپ کا وہ جنّتی ہوا
جنّت ہے زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

حاصل ہے خوانِ نعمتِ دین کا اسی مزہ
جو لذّت آشنا ہے نمکخوارِ مصطفےٰ

کیون عالمانِ دین کا نہ قائل ہون اے امیر
یہ لوگ بھی ہین مظہرِ انوارِ مصطفےٰ

حبیب آج وہ پیدا ہوا کہ صلِّ علےٰ
زبانِ غیب سے آئی ندا کہ صلِّ علیٰ

کیا تمام زمانہ شعاع سے روشن
ہوا طلوع وہ شمس الضحیٰ کہ صلِّ علیٰ

رہے گی نام کو باقی نہ اب سیاہیِ کفر
چمک رہا ہے وہ بدر الدجیٰ کہ صلِّ علیٰ

درود پڑھتے تھے قدسی جو دیکھتے تھے وہ رخ
لب آپ کے تھے وہ مخبر نما کہ صلِّ علیٰ

جبین وہ لوح کہ جسمین نقوشِ رحمتِ حق
جمالِ پاک وہ نورِ خدا کہ صلِّ علیٰ

دہن وہ چشمۂ شیرین اگر نظر آئے
کہے یہ چشمۂ آبِ بقا کہ صلِّ علیٰ

عجب کریم عجب برگزیدۂ عالم
عجیب خضر عجب رہنما کہ صلِّ علیٰ

لگائے آنکھون مین جو خاکِ غیب آپ نظر
وہ سُرمہ آپ کی تھی خاکِ پا کہ صلِّ علیٰ

پڑی جو ضربِ توجز اصفتِ فلک ہو دو نیم
وہ دست و بازو سے تیغ آزما کہ صلِّ علیٰ

زبان و لب سے جو نکلا کیا خدا نے قبول
وہ مستجاب تھی اُن کی دعا کہ صلِّ علیٰ

شگفتہ کیون نہ رہین زائرون کے غنچۂ دل
مدینے کی ہے وہ آب و ہوا کہ صلِّ علیٰ

یہی کہے کوئی رضوان سے بھی اگر پوچھے
وہ روضہ ہے چمنِ دلکشا کہ صلِّ علیٰ

ورق جنان قلم اپنا ہے غیرتِ طوبیٰ
لکھی امیر وہ مدح و ثنا کہ صلِّ علیٰ

ابتدا و انتہا ے مصطفےٰ
جانتا ہے بس خدا ے مصطفےٰ

خاکِ پا اُس کی ہے جنت کا عبیر
دل سے ہی جو خاکِ پا ے مصطفےٰ

ہشت جنت شش جہت ہفت آسمان
سب ہوے پیدا برا ے مصطفےٰ

ماسوا ے حق جو ہین فانی ہین سب
حق کہان ہے ماسوا ے مصطفےٰ

لامکان مین ہمنشین حق ہوے
کس قدر برتر ہے جا ے مصطفےٰ

مصطفےٰ مین خلق کے حاجت روا
ہے خدا حاجت روا ے مصطفےٰ

اولیا سارے قفا ے انبیا
انبیا ہین سب قفا ے مصطفےٰ

حشر مین گھبرے تھے کیا مجھکو گناہ
چلدیے جسوقت آ ے مصطفےٰ

فقر سے شاہی سے کچھ مطلب نہین
مین ہون راضی جو رضا ے مصطفےٰ

مشکلین کیا ترے کی آسان ہوئین
وقت پر تشریف لا ے مصطفےٰ

طور کا جلوہ تھا جلوہ آپ کا
لنترانی تھی صدا ے مصطفےٰ

جانِ حضرت جان تن حضرت کا تن
دست و پا ہین دست و پائے مصطفےٰ
اولیاؤ انبیا محشر کے دن
سب کرین گے اقتدائے مصطفےٰ

ہے عجب کشور مری دل کا امیر
جس مین والی ہے ولائے مصطفےٰ

تو اے دلِ وحشت زدہ دیوانہ ہے کس کا
کس شمع پہ قربان ہے پروانہ ہے کس کا
حوروں نے کہا دیکھ کے ملبوسِ ادیسی
بخشا ہوا یہ خلعتِ شاہانہ ہے کس کا
کن اُلجھے ہوے بالونکے سُلجھانیکی دُھن ہے
یارب دلِ صد چاک مرا شانہ ہے کس کا
دعوے جو کرے الفتِ محبوبِ خدا کا
یہ حوصلہ اے ہمتِ مردانہ ہے کس کا
حضرت کی جو مستون کا دہان دَور نہین ہے
خورشید چھلکتا ہوا پیمانہ ہے کس کا
ہوں سیر مدینے مین مجھے دیکھ کے حضرت ق فرمائین بتا تو مجھے دیوانہ ہے کس کا
مین عرض کرون شیفتہ ہونے کے سزاوار
حضرت کے سوا جلوۂ مستانہ ہے کس کا
حضرت ہی کی اُمت کا ہے حصّہ مے کوثر
جنّت جسے کہتے ہین وہ میخانہ ہے کس کا

ہین دیدۂ و دل دونون امیر اُسکے ٹھکانے
یہ قصر ہے کس کا یہ جلو خانہ ہے کس کا

گیسوے مصطفےٰ کا جو دیوانہ ہوگیا
عالم مری نظر مین پری خانہ ہوگیا
اُلجھے کبھی جو موے مبارک حضور کے
دل چاک چاک ہوکے وہین شانہ ہوگیا
لبریز تھا یہ بادۂ الفت سے آپ کے
گردش ہوئی جو سر کو تو پیمانہ ہوگیا
بگڑی ہوئی جو باتین تھین ساری وہ بنگین
عشقِ نبی مین جب سے مین دیوانہ ہوگیا
اُٹھی نقاب آپ نے مین ہوگیا نثار
روشن ہوئی جو شمع تو پروانہ ہوگیا
نیزے جگر پہ کھاکے ہوا عشق مین شہید
میرا تو کام ہمتِ مردانہ ہوگیا
راہِ طلب مین اُڑکے جو تن پر پڑا غبار
وہ مجھ گدا کو خلعتِ شاہانہ ہوگیا

حضرت کی جسطرف سے سواری نکل گئی
پریون کی سیرگاہ وہ ویرانہ ہوگیا

للہ اب تو ارک نگہ مست ادھر بھی ہو
تجھ پر فدا مین نرگس مستانہ ہوگیا

افسونِ عشق دیکھو کہ حالِ شہیدِ ناز
تھی مختصر سی بات پر افسانہ ہوگیا

کشتِ امید آتشِ فرقت سے جل گئی
بجلی گری شرارہ ہر اک دانہ ہوگیا

روتے مین یاد آئے جو دندان حضور کے
آنسو ہر ایک گوہرِ یک دانہ ہوگیا

پُر نور داغِ عشقِ محمدؐ سے دل ہوا
روشن چراغِ طور سے کاشانہ ہوگیا

حورین اٹھائی آئین مین تابوت ای امیر
مین جان دے کے عشق مین جانانہ ہوگیا

بیمار دلِ زار ہے محبوبِ خدا کا
یہ تشنۂ دیدار ہے محبوبِ خدا کا

خالق نے جگا کر شبِ معراج بُلایا
کیا طالعِ بیدار ہے محبوبِ خدا کا

جبریلِ امیں فرش بچھاتے ہین پرون سے
کس شان کا دربار ہے محبوبِ خدا کا

کب دام مین آتا ہی اسیرِ شہ والا
آزاد گرفتار ہے محبوبِ خدا کا

پریان نہ چلین دل سی مری نا کی جالین
وارفتۂ رفتار ہے محبوبِ خدا کا

محشر مین جہنم کی طرف جانے نہ دونگا
اُمت سی یہ اقرار ہے محبوبِ خدا کا

جبریل بھی ان رمز و نسے آگاہ نہین ہین
حق واقفِ اسرار ہے محبوبِ خدا کا

رحمت نے کہا دیکھ کی شدا سے نبیؐ کو
یہ خاص گنہگار ہے محبوبِ خدا کا

کچھ یار و انصار کی حاجت نہین اُس کو
خود لطفِ خدایار ہے محبوبِ خدا کا

ہے دُھن مین امیر اپنی اُسکو کوئی نہ چھیڑی
دیوانہ سرشار ہے محبوبِ خدا کا

واہ کس شان سے محبوب ہمارا نکلا
دو ہوم افلاک پہ ہے عرش کا تارا نکلا

راتمن لاتے ہین جبریل سلام اور پیام
جس پہ ہم غش ہین وہ اللہ کا پیارا نکلا

نزع مین جلوۂ محبوب الٰہی دیکھا
شکر ہے ایک تو ارمان ہمارا نکلا

پھر گئی آنکھون مین اُس ماہِ نبوت کی چمک
جب چمک کر کوئی گردون پہ ستارا نکلا

دامنِ شافعِ محشر جو مجھے ہاتھ آیا
مغفرت کے لیے یہ خوب سہارا نکلا

گئے جبریلؑ جو فردوس سے لینے کو براق
ناز کرتا ہوا وہ شوخ خود آرا نکلا

آپ پیدا جو ہوے چرخ پر انجم نے کہا
یہ نیا آمنہؓ کے گھر مین ستارا نکلا

ہو مین یعقوبؑ کی آنکھین جو دوبارہ روشن
وہ بھی حضرتؐ ہی کا در پردہ شمارا نکلا

شبِ معراج پھرے آپ تو یہ شور ہوا
ڈوب کر ابر مین پھر چاند دوبارا نکلا

مژدۂ بخشش کا لیے خلد سے حورین آئین
مرتے دم مُنھ سے جہان نام تمہارا نکلا

اِک جہان قلزمِ آفات مین ڈوبا تھا امیر
جسنے اخلاص سے حضرت کو پکارا نکلا

جب مدینے کو روان ہند سے محمل ہوگا
مجھ سے بھی چار قدم آگے مرا دل ہوگا

جو ترے جلوہ گہِ ناز مین داخل ہوگا
حورِ سو غمزے کرے گی تو نہ مائل ہوگا

اے فلک جا ذبی دی مجھکو زیارت کیلیے
مین جو ہر دم رہا کیا تجھے حاصل ہوگا

دن کو آرام نہ راتون کو قرار آتا ہے
کیون مسیحا کبھی یہ درد بھی زائل ہوگا

دھوم ہے حاتمِ طائی کی سخاوت کی بہت
وہ بھی کوئی تری دروازے کا سائل ہوگا

عشقِ حضرت کا اثر دل کو دکھائیگا ضرور
داغ اُبھرے گا مرا درد جو زائل ہوگا

بے گئے محفلِ میلاد مین پاؤنگا ثواب
مدح تو ہوگی جو مدّاح نہ شامل ہوگا

آپ خود جانتے ہین آپسے مین کیا مانگون
خود عطا ہوگا وہی جو مری قابل ہوگا

آپ کے نور کو خالق نے کیا جب پیدا
آئی آواز یہ پیغمبرِ کامل ہوگا

دیکھ لیگا جو ترے چہرۂ روشن کی جھلک
ہوگا ذرّہ بھی تو اختر کے مقابل ہوگا

آمد آمد ہے مرے گھر مین شہِ والا کی
سنگِ در آج مرا بوسے کو قابل ہوگا

ہر قدم پر یہ رہِ شوق مین دل کہتا ہے
ہاے یہ قافلہ کب داخلِ منزل ہوگا

عشقِ محبوبِ الٰہی مین جو ہوگا کامل
سب سے پہلے وہی فردوس مین داخل ہوگا

دل مرا ذکرِ الٰہی سے جو غافل ہو تو ہو
یادِ محبوبِ الٰہی سے نہ غافل ہوگا

حضرت آتے ہین دمِ نزع نہ گھبرا تو امیر
ابھی آسان ترا عقدۂ مشکل ہوگا

یہہ سوالِ آخرین ہے بندۂ درگاہ کا
خاتمہ بالخیر ہو صدقہ رسول اللہ کا

ذوق نفیِ ماسوے کا تا دمِ آخر رہے
مرتے دم جاری ہو دل سے ذکر الا اللہ کا

دیکھ کر آتا مجھے محشر مین بول اٹھین ملک
اٹھ کھڑے ہوا گیا مداح شاہنشاہ کا

حکم وقتِ پرسشِ اعمال آئے چھوڑ دو
مست ہے یہ بادۂ عشقِ رسول اللہ کا

لاج اس کی ہے تجھی کو اے مرے ربِّ کریم
غیر کا محتاج ہو بندہ تری درگاہ کا

دونون ہوتے ہین تصدق روضۂ پر نور پر
بے سبب چکر نہین دن رات مہر و ماہ کا

اس قدر لبریز حسرت عشقِ احمد نے کیا
میری باتون پر گمان ہوتا ہے سب کو آہ کا

کیون بلاتا ہے مدینے سے وہان رضوان مجھے
باغِ جنت تو ہے پائین باغ اس درگاہ کا

حاجتِ دلو و رسن راہِ مدینہ مین نہین
جوش کھا کر خود ابل آئے گا پانی چاہ کا

چرخِ اطلس کیون نہ ہو سرسبز ہفت افلاک مین
قمقمہ چھوٹا سا ہے ایک آپ کی درگاہ کا

کوئی پہنچا دینے والا رہنما ملتا نہین
سب پتا بتلانے والے ہین خدا کی راہ کا

اے فلک دب جائے تجھ سے آنکھ یہ ممکن نہین
ہون مین مجرائی بڑے دربارِ عالیجاہ کا

وان بھی تیغ جلوۂ حضرت سے ہم ہونگے شہید
خلد بھی عالم دکھائے گا شہادت گاہ کا

طوف کرتے کرتے حضرت کا چمک اٹھی نصیب
گرد پھرتے پھرتے ہالہ بن گیا مین ماہ کا

روضۂ اقدس کے خادم ہین ملک ہو یا فلک
وہ مجاور ہین یہ مجرائی ہے اس درگاہ کا

بخت دشمن خلق حاسد چرخ ظالم ہے امیر
آسرا اس وقت ہے مردانِ حق آگاہ کا

حشر کے دن رتبہ والا سے سرور دیکھنا
زیرِ پا اور رنگِ شاہی چتر سر پر دیکھنا

زیرِ منبر انبیاؑ اولیاؑ اتقیا
جلوہ فرما ہونگے وہ بالائے منبر دیکھنا

وہ علم جس کا پھریرا عرش پر سایہ فگن
مجتمع زیرِ علم لشکر کے لشکر دیکھنا

اُنتین جتنی ہین سب کو بخشوا ئین گے نبیؐ
ملتجی ہون گے اُنہین سی سب پیمبر دیکھنا

جلوہ گر ہوگی کسی جانب کو جنت کی بہار
موج زن ہوگا کسی جانب کو کوثر دیکھنا

کُنجیان بھیجے گا اُن کو نادِ جنت کی خدا
انتہا کا التفاتِ ربِّ اکبر دیکھنا

جب صفِ فوجِ ملائک کی طرف دیکھینگے آپ
دستِ تسلیم اُنکے اُٹھین گے برابر دیکھنا

بہرِ زیبِ آئینہ برقِ تجلّی روبرُو
دستِ قدرت شانۂ زلفِ معنبر دیکھنا

لب کھُلین گے جس گھڑی بہرِ شفاعت آپکے
ساتھ ہی ہون گے کشادہ خلد کے دَر دیکھنا

نامۂ اعمالِ اُمّت سادہ ہوجائینگے سب
ابرِ رحمت روزِ محشر ہوگا سر پر دیکھنا

آپ کی مرضی سے ہوگا ساری عالم کا حساب
آپ کے قبضے مین ہوگا سارا دفتر دیکھنا

دشمنون کی ہی خرابی دوستون کی ہے نجات
خاتمہ اِس پر شرف اللہ اکبر دیکھنا

خدمتِ والا مین حاضر ہوگا جب اُسدن امیر
چشمِ رحمت سے اسے اے کُل کے داور دیکھنا

حال کرتے تھے بیان وہ شاہِ دانا غیب کا
قبضۂ قدرت مین تھا اُن کے خزانہ غیب کا

راہ یون کرتے تھے وہ حضرت شبِ معراج طے
ہر قدم پیشِ نظر تھا آستانا غیب کا

واہ کیا نورِ مجسّم تھا وہ اندامِ لطیف
بازوِ قدرت سے تھا پیوند شانا غیب کا

نورِ حضرت نے کیا گلزارِ ہستی مین ظہور
بنگیا کیا نخل ہوکر سبز دانا غیب کا

شاعری سے کب کی کیا معرفت ہمنے امیر
سُوجھتا ہے ہم کو مضمون عارفانا غیب کا

قطرے کے مُنھ سی نام جو اُن کا نکل گیا
بادل سے گر کے روی ہوا پر سنبھل گیا

لکھا جو وصف گیسوئے پیچانِ مصطفےٰ ؐ
کچھ مغفرت مین بل جو ہا تھا نکل گیا

حضرتؐ نے جسکے حق مین کہا جو وہی ہوا
کیا اختیار تھا کہ مقدر بدل گیا

چمکا جمالِ پاک کا جلوہ جو مثلِ برق
خرمن گناہِ اُمّتِ عاصی کا جل گیا

کیسی بلا جو نام لیا مین نے آپ کا
آیا پہاڑ بھی مرے آگے تو ٹل گیا

بے آب چاہ حکمِ نبیؐ سے ہوا پُر آب
ایا درختِ خشک نے پایا تو پھل گیا

قائل ہون مین تو اپنی طبیعت کا ای امیر
مضمونِ نعت مین بھی نہ لطفِ غزل گیا

سر پہ تیرے ہی وہان تاجِ شفاعت ہوگا
سکّہ تیرا ہی رواں روزِ قیامت ہوگا

سامنے آنکھون کے جب روضۂ حضرتؐ ہوگا
صبر دل سے مرے دل سینے سے رخصت ہوگا

تشنہ کامانِ محبت کے لیے محشر مین
آبِ کوثر ترے دیدار کا شربت ہوگا

قائلِ احمدِ بے سیم کو لغزش کیسی
کیا وہ بہکے گا جو سرمستِ وحدت ہوگا

عشق اُس قدّ و لب و رُخ کا دکھاے گا بہار
یہی طوبےٰ یہی کوثر یہی جنّت ہوگا

مین نے چاہا ہے اُسے جسکو خدا نے چاہا
دل دھڑکتا ہے کہ کیا روزِ قیامت ہوگا

گردشِ چشمِ کرم سے تری روزِ محشر
موجزن چارون طرف قلزمِ رحمت ہوگا

تیرے دیوانون کے صحرا سے جو اُٹھیگا غبار
پھیل کر غازۂ رُخسارِ صباحت ہوگا

نہ مٹے گا وہ فلک لاکھ مٹاے اُسکو
نقش جس دل مین ترا داغِ محبت ہوگا

بُوٹے سے قد کو تری دیکھکے کہتے ہین ملک
بڑھ کے یہ سروِ گلستانِ رسالت ہوگا

تو ہے محبوبِ خدا دل مین جگہ دیتے ہین تجھے
گھر خدا ہی کا ترا خانۂ خلوت ہوگا

دفن ہون گا جو مدینے مین تو پھر کیا غم ہے
حق نما آئنہ سنگِ سرِ تربت ہوگا

عشقِ رخسارِ ترا رنگ جماے گا ضرور
داغ جو دل مین پڑیگا گلِ جنّت ہوگا

سلسلہ گیسوئے خمگون سے ہے اُسکے جو امیر
شانہ یہی گردون سرِ تربت ہوگا

جھونکا جو کوئی آئے ادھر سے ہوا کا
ٹھنڈا ہو کلیجا ترے مشتاقِ لقا کا

بیمار ہوں میں اُلفتِ محبوبِ خدا کا
اِس درد میں مِلتا ہے مزہ مجھکو دوا کا

ہے زندہ جاوید مدینے میں جو مدفن
چھڑکاؤ وہاں کرتے ہیں خضر آبِ بقا کا

آئے مرے بالیں پہ مسیحا تو یہ بولے
اب وقت دوا کا نہیں موقع ہے دعا کا

مٹجائے جو عاشق تو ہو معشوق سے واصل
کہتے ہیں فنا جسکو وہ زینہ ہے بقا کا

یثرب کو چلا قافلہ اور میں ہوا راہی
بیٹھا ہوا ہوں منتظر آواز درا کا

ہو عشقِ نبی میں جو شہادت مجھے حاصل
دے آبِ دمِ تیغ مزہ آبِ بقا کا

بے جام پیے ہوگئی ہم حشر کے دن مست
کوثر پہ ہمیں ساقیِ کوثر نے جو تاکا

کب صبر کیا تیری جدائی کی جفا پر
کس منہ سے ترے سامنے لوں نام وفا کا

داغوں کی چمن میں نقسِ سوسن ہے کافی
اِس باغ میں کچھ کام نہیں بادِ صبا کا

کیا نام ہے حضرت کا جہاں لب پہ یہ آیا
اِک شور ہوا صلِّ علےٰ صلِّ علےٰ کا

کوئی نہ بلا آئے پسِ مرگ لحد پر
تعویذ اگر ہو ترے نقشِ کفِ پا کا

یاد آئی جہاں زلفِ نبی مٹ گئی اُلجھن
اچھا یہ عمل ہاتھ لگا ردِّ بلا کا

بجھتا ہے جسے چودھویں کا چاند زمانہ
در پردہ وہ تصویر محمد کا ہے خاکا

بالیں پہ دمِ نزع جو تو جلوہ نما ہو
مُنھ دیکھ کے رہ جائے قضا تیری دوا کا

آئی جو قیامت میں گنہگاروں کی باری
اِک شور ہوا واسطہ محبوبِ خدا کا

حضرت ہیں نہ اصحاب نہ آل آپکی افسوس
اب کوئی نہیں پوچھنے والا غربا کا

جس جس کو کیا اُمّتِ محبوب میں پیدا
کیسا ہے امیرؔ اُنپہ یہ احسان خدا کا

ردیف بائے موحدہ

گرمِ حضرتؐ کا جو بازار تھا معراج کی شب
کہ خدا آپ خریدار تھا معراج کی شب

جتنے انجم تھے شگفتہ تھی گلِ تر کی طرح
آسمان غیرتِ گلزار تھا معراج کی شب

فیض سے آپ کے رتبہ یہ زمین کا تھا بلند
عرش دیوار بدیوار تھا معراج کی شب

وہ سرافراز کہ کہتے ہیں جسے روحِ قدس
آپ کا حاشیہ بردار تھا معراج کی شب

وہ اٹھی گرد وہ حضرتؐ کی سواری آئی
غل فرشتوں میں یہ برپا تھا معراج کی شب

انبیا شاد فرشتوں کو خوشی حوریں مست
غم میں ابلیس گرفتار تھا معراج کی شب

عید اس بات کی تھی سب کو کہ پورا وہ ہوا
حق سے جو وعدۂ دیدار تھا معراج کی شب

شمعِ ایمان کی ضیا فرش سے تھی تا سرِ عرش
بخت اسلام کا بیدار تھا معراج کی شب

شام ہی سے تھے کشادہ درِ کاشانۂ قرب
بر طرف پردۂ اسرار تھا معراج کی شب

جو کہا آپ نے اللہ نے منظور کیا
مہربان ایزدِ غفار تھا معراج کی شب

پاک تھی رنگِ دورنگی سے وہ خلوت گہِ خاص
وہی شیشہ وہی میخوار تھا معراج کی شب

شمع و پروانہ میں ذرا بھی نہ رہا فرق امیر
واہ کیا نور کا دربار تھا معراج کی شب

خلق جب ملکِ عرب میں ہووے سلطانِ عرب
ہفت کشور ہوں نہ کیوں تابعِ فرمانِ عرب

آپ کے فیضِ قدم سے یہ بڑھی شانِ عرب
ہو گیا سارا عجم ذرّۂ میدانِ عرب

عادل اُس شاہ سا پیدا نہ ہوا تھا جب تک
کبھی شاہیں سے واقف نہ تھے میدانِ عرب

غارتِ فوجِ ضلالت سے ہوا وہ محفوظ
حفظ حضرتؐ کا ہوا جب سے نگہبانِ عرب

واہ کیا آپ کی عالی نسبی کا مذکور
ہفت کشور ہوں نہ کیوں تابعِ فرمانِ عرب

کیسے شمشیرِ شجاعت کے دکھائے جوہر
سرنگوں ہو گئے جتنے تھے شجاعانِ عرب

ایک کی چل نہ سکی مان گئے سب لوہا
پہلوانانِ عجم ہوں کہ دلیرانِ عرب

فیضِ حضرتؐ سے یہ بُوئے گلِ ایمان پھیلی
اور سے اور ہوا رنگِ گلستانِ عرب

رہے برگشتہ اس احسان پہ حضرت سے امیر

کیسے بدبخت تھے وہ مردم نادان عرب

دونون عالم کے بکھیڑون سے چھڑا دے یارب
اپنے محبوب کو اک بار دکھا دے یارب

لاکھون مشتاق ہین جی بھر کے نظارہ کرلین
پردہ جو بیچ مین حائل ہے اٹھا دے یارب

پرسش روز قیامت سے گنہگارون کو
اپنے محبوب کے صدقہ مین بچا دے یارب

خلش درد محبت مین بڑی لذت ہے
اور اس درد کو پہلو مین بڑھا دے یارب

کوئی آکر کہے مرقد مین رسول آتے ہین
خیر مقدم کی خبر مجھ کو سنا دے یارب

خواب ہی مین رخ پرنور کا جلوہ دیکھون
طالع خفتہ کو میرے بھی جگا دے یارب

بیچ منجدھار مین مضطر ہے محمد کا غلام
پار اس ڈوبتی کشتی کو لگا دے یارب

تیرے محبوب پہ سو جان سے ہو جاؤن نثار
ایسی تدبیر کوئی مجھکو بتا دے یارب

زندگی ہند مین حسرت سے ہوئی ہے آخر
اب تو وہ روضہ پرنور دکھا دے یارب

آتی ہے امت عاصی تری محبوب کی اب
آگ بھڑکی ہوئی دوزخ کی بجھا دے یارب

عشق تری شان جلالی سے مجھے آیا ہے
دامن شافع محشر کی ہوا دے یارب

روبرو آتے ہوے مجھکو حیا آتی ہے
تو ہے ستار مری عیب چھپا دے یارب

روح خوش ہو کے نکل آئے بدن سے میرے
مژدہ وصل مجھے پیک قضا دے یارب

آخرین جامہ ہستی ہے معطر ہو کفن
اس کو فردوس کی پھولون مین بسا دے یارب

واسطہ عابد بیمار کا دیتا ہے امیر
میرے آقا کبھی مجھکو بھی بلا دے یارب

ردیف تاے فوقانی

کیا سناتے ہین یہ واعظ مین جنت جنت
اپنے نزدیک تو ہے روضہ حضرت جنت

ہون گنہگار بہت پر ہے یہ امید مجھے
ہاتھ آجاے گی حضرت کی بدولت جنت

روضہ پاک کی تعریف کیا کرتے ہین
دے گا اللہ ہمین روز قیامت جنت

حُورین فردوس سے ہمراہ ملائک آئین — فیضِ حضرتؐ سے ہوا گوشۂ تربت جنت
عشقِ کامل ہے جنھین آپسے ہو اُنکے لیے — آپ کا ہجر جحیم آپ کی وصلت جنت
دولتِ قربِ خدا چاہتے ہین ہیروشاہ — زاہدِ عیش طلب کو ہے غنیمت جنت
زائرِ شاہ جو ہو قربِ خدا حاصل ہو — یہ وہ طاعت ہے کہ جسکی نہیں اجرت جنت
خواب مین صورتِ حضرت جو نظر آجائے — کیون نہ ہو جاے مرا بسترِ راحت جنت

ہے وہ مجرم مجھے مجرم جو سمجھتا ہی امیر
ہون وہ مجرم کہ مری رکھتی ہے حسرت جنت

چل مدینے وقت تو نے مند مین کھویا بہت — رات اب تھوڑی ہے چونک اے بیخبر سویا بہت
روضۂ اقدس جو آیا خواب مین مجھ کو نظر — تکلے آنکھین چادرِ تربت سے مین رویا بہت
سب سے کہتا تھا یہی اگر مدینے مین اویس — کچھ مزہ ہو عشق کا انسان کو کم ہویا بہت
ہے وہی اب تک سیاہی شامتِ اعمال کی — آنسوؤن سے میری آنکھون نے اسے دھویا بہت
غفلت اندک بھی اُدھر سے آدمی کو موت ہے — ایک دم بھی تو سویا جان لے سویا بہت
ایک مین کیا کہتے تجھکو ڈھونڈکر تھک تھک گئے — تو ہے محبوبِ دو عالم مین ترے جویا بہت
چرخِ نیلے فام کے کشتے تو لاکھون ہین مگر — زہر میرے حق مین اس کمبخت نے بویا بہت
دُور برسون روضۂ پُرنور سے رکھا مجھے — وقت میرا اُس نے ہندوستان مین کھویا بہت
جاگتے سوتے اُدھر کی لو رہے دل کو لگی — پھر نہین پروا ہے تو جاگا جو کم سویا بہت
کچھ نہ حاصل مزرعِ امید سے مجھکو ہوا — عمر بھر اس کھیت کو جوتا بہت بویا بہت

کم ہین میرے شعر پر ہین نعت مین اکثر امیر
یہ سبب ہے جو مجھے کہتے ہین سب گویا بہت

کس کے آنے کی فلک پر ہے خبر آجکی رات — آنکھ سورج سے ملاتا ہے قمر آجکی رات
شبِ معراج ہے محبوب کی خوش ہون ہمن — ساری اُمت پہ ہے رحمت کی نظر آجکی رات

شاخین طوبیٰ کی قدم چومتی ہین جھک جھک کر
فیضِ مقدم سے ہین سرسبز شجر آجکی رات

دیکھو جنت مین جوانانِ چمن کے جوبن
ٹپکے ہی پڑتے ہین شاخون سے ثمر آجکی رات

کہکشان کہتی ہے قسمت کا ستارا چمکا
ہوگا اس راہ سے حضرتؐ کا گذر آجکی رات

نیک و بد سب پہ برابر ہے عنایت کی نگاہ
خشک کانٹے بھی ہوے ہین گل تر آجکی رات

ہے سرِ شام سے رحمت کی فرشتون کا نزول
لیلۃ القدر ہے عالم مین مگر آجکی رات

حورین فردوس سے نکلی ہین نچھاور کرنے
سر پہ رکھے طبقِ لعل و گہر آجکی رات

بابِ رحمت کی طرح بابِ اجابت ہے کھلا
مانگ لے جس کو ہو جو تیرِ نظر آجکی رات

رد نہ ہوگا کسی محتاج کا تا صبح سوال
خود ہے مشتاق دعاؤن کا اثر آجکی رات

سر پہ سلطانِ دو عالم کے ہے سایہ کرنا
سب ملک بیٹھے ہین تولی ہوئی پر آجکی رات

لکھون معراج کے مضمون بنا کر مین قلم
ہاتھ آئین پہ جبریلؑ اگر آجکی رات

زینتِ دوشِ شفاعت کا ہوا خلعتِ خاص
پٹکا رحمت کا ہوا زیبِ کمر آجکی رات

جو مقرب ہین فرشتے وہ کھڑے ہین تہ عرش
بہرِ تعظیم جھکائے ہوے سر آجکی رات

شوقِ بوس مین ہین آپ سے باہر دونون
دل نہ بس مین ہے نہ قابو مین جگر آجکی رات

ذکر اس ماہِ نبوت کا یہان ہوتا ہے
گھر ہے میرا صفتِ برجِ قمر آجکی رات

روشنی پھیلی ہے خورشیدِ رسالت کی امیر
میرے گھر شام سی مہمان ہے سحر آجکی رات

ردیفِ ثاے مثلثہ

جز ترے کس سے کرے مسکین یہ اُمت الغیاث
الغیاث اے شافعِ روزِ قیامت الغیاث

صدمۂ دردِ جدائی سے بہت ہون بیقرار
اب نہین باقی ہے میری دل مین طاقت الغیاث

ٹھوکرین پست و بلندِ دہر مین کھاتا ہون مین
خضر رہ ہو جلد اے شوقِ زیارت الغیاث

ضعفِ دل نے کر دیا سر تا قدم بد دست و پا
پاؤن مین طاقت نہ ہاتھون مین ہے قوت الغیاث

گور کی ظلمت سے کم شامِ سیہ بختی نہین
نور کی حاجت ہے اے صبحِ سعادت الغیاث

آتشِ افروزیِ شیاطین کی جلاتی ہے مجھے
رحم اے ابرِ کرم اے جوشِ رحمت الغیاث

دونون راہین بند ہین جاؤن کدھر میں ناقبول
الحذر کہتا ہے دوزخ اور جنت الغیاث

اِس دوراہے سے کسی صورت تو آؤن راہ پر
الغیاث اے خضرِ صحرائے شفاعت الغیاث

نامۂ عصیان امیر روسیہ کا ہے سیاہ
اے شفیعِ المذنبین ختمِ رسالت الغیاث

لحد مین کرتے ہین ناحق یہ مجھ حقیر سے بحث
جو تم کہو تو کرون منکر نکیر سے بحث

وہ بلبلِ چمنِ شاہ ہون کہ روحِ قدس
نہ کر سکے گا کبھی میرے ہمصفیر سے بحث

مین مست بادۂ عرفان کہان کہان جمشید
کرے نہ جامِ جہان بین غمِ قدیر سے بحث

کرون وہ وصفِ رخِ شہ کہ گل ہون عرقِ عرق
کرے جو خندۂ گل کلک کی صریر سے بحث

ثنائے شاہ مین حسّان مین اپنے وقت کا ہون
غزل سرا ہین مؤاسی ہے نہ میر سے بحث

زمینِ ردھنۂ مولا سے ہے رجوع اپنی
دماغ کس کو کرے کون چرخِ پیر سے بحث

گدا ہون مین درِ حضرتؐ کا مرتبہ ہے بلند
کرے نہ تختِ سلیمان مری حصیر سے بحث

تمہارے کوچے کے ہین بوریا نشین ایسے
کہ دَر رہین جو کرین صاحبِ سریر سے بحث

فلک اُلجھتا ہے کیا ایسے راست بازون سے
کمانِ کج نہ کرے راستی مین تیر سے بحث

جو آپ کی تھی ریاضت کہان وہ آدم کی
مجال کیا ہے کہ گندم کرے شعیر سے بحث

فقیر ہون مین امیر اُس کے آستانے کا
فقیر سے مجھے مطلب نہ کچھ امیر سے بحث

ردیفِ جیم عربی

جب ہو نہ مقابل سے مقابل شبِ معراج
پردہ ہو کہان بیچ مین حائل شبِ معراج

قوسین فقط قرب کی حجت ہے وگرنہ
بے فاصلہ تھی قرب کی منزل شبِ معراج

کیا وہم کسی طرح کسی غیر کو ہوتا
تھی عاشق و معشوق کی محفل شبِ معراج

جتنے تھے وہ سب اپنی جگہ پر تھے مؤدب
افلاک بخوم و مہ کامل شبِ معراج

کہتے تھے ملک صلِّ علیٰ عرش پہ قدسی
اوراد و وظائف میں تھے شاغل شبِ معراج

لاحل تھے جو عقدے وہ کھلے آپ پہ سارے
گنجینۂ اسرار ہوا دل شبِ معراج

تعیینِ عبادت ہوئی لیکن نہ گئی گرمیِ بستر
کی سب کی سفارش نے شفاعت کی شبِ معراج

آئے گئے لیکن نہ گئی گرمیِ بستر
تردد یک ہوئی دوریِ منزل شبِ معراج

کام آیا امیر آپ کا کیسا سفرِ دور
حل ہو گئے سب عقدۂ مشکل شبِ معراج

پہنچے جو سرِ عرش پہ میرِ شبِ معراج
لینے کو ملک آئے برابر شبِ معراج

آگے جو بڑھے خاص میسر ہوئی خلوت
یا آپ تھے یا خالقِ اکبر شبِ معراج

سُن سُن کے رسولانِ سلف جسکو ہیں حیران
وہ قرب ہوا شہ کو میسر شبِ معراج

وہ دائرہ جس کا کہیں آغاز نہ انجام
نقطہ تھا جو اندر وہی باہر شبِ معراج

جو عقدۂ لاحل تھے مہر اسرار وہ ہوئے حل
جتنے تھے تھین مہین وہ ہوئے سر شبِ معراج

کی صاحبِ خانہ نے عجب خاطرِ مہمان
دعوت میں ملی جنت و کوثر شبِ معراج

اصرار کیا بے سر و بخشش اُمت
محبوب ہوا شافعِ محشر شبِ معراج

کی تھی جو فرشتوں نے رقم فرد معاصی
رحمت سے ہوئی خارج دفتر شبِ معراج

موقوف ہوئی شاقہ جتنے تھے عبادات
پانی کی طرح بہ گئے پتھر شبِ معراج

پروانوں کی مانند شیاطین کے جلے دل
کیا شمع عنایت ہوئی انور شبِ معراج

مانع تھا امیر اُن کو جو حضرت کے عدو تھے
احباب تھے خوش عید تھی گھر گھر شبِ معراج

اللہ نے خلوت میں بلایا شبِ معراج
کیا رتبہ محبوب بڑھایا شبِ معراج

جامہ جو محمدؐ کو پہنایا شبِ معراج
عطرِ گلِ جنت مین بسایا شبِ معراج

ذات آپ کی تھی شانِ جمالی کی جو مظہر
رحمت نے کیا پھیل کے سایا شبِ معراج

احمدؐ بھی تھے اور احمدِ بے میم بھی تھے آپ
یکتائی کا جلوہ نظر آیا شبِ معراج

وان طور پہ موسیٰ کو تجلی ہوئی اوریان
اللہ نے پاس اپنے بلایا شبِ معراج

اللہ رے پاسِ ادبِ احمدِ مرسلؐ
جبریلؑ نے آنکھون سے جگایا شبِ معراج

کیا اُمتِ عاصی پہ ترحم کی نظر تھی
بگڑی ہوئی باتون کو بنایا شبِ معراج

پس پس گئی دل حور و ملک ایک ایک نگہ پر
آنکھون مین عجب سرمہ لگایا شبِ معراج

جو جلوہ پسِ پردہ بھی دیکھا نہین جاتا
بے پردہ وہ جلوہ نظر آیا شبِ معراج

فردوس کے مختار ہوے شافعِ محشر
عالم کو جہنم سے بچایا شبِ معراج

ہفتاد و دو عالم مین خبر ہو گئی سب کو
ڈنکا وہ نبوت کا بجایا شبِ معراج

عذر اسکے گناہون کا کیا واہ رے شفقت
دھیان آپکو اُمت ہی کا آیا شبِ معراج

محبوبِ خدا آتے ہین آراستہ ہو خلد
حورون نے بھی یہ شور مچایا شبِ معراج

سو جانین امیر احمدِ بے میم کے قربان
خلعت احدیت کا بھی پایا شبِ معراج

ردیف حاے حطی

چہرہ دکھلاؤ مجھے برقِ تجلی کی طرح
طالبِ دیدار ہون مدت سے موسیٰ کی طرح

سانپ بنکر صدمۂ فرقت نے کاٹا ہے مجھے
آرہی ہین کیسی کیسی لہرین دریا کی طرح

ہاتھ دوڑاتا ہون ہر دامن پہ راہِ شوق مین
ہین حواس ایسے پریشان گردِ صحرا کی طرح

انتظارِ مہرِ توفیق ایسا ہے مجھے
چشم راہی دیدۂ نقشِ کفِ پا کی طرح

گھر مین مردہ سا پڑا ہون جان طالب مین نہین
قم سُنا کر کیجیے زندہ مسیحا کی طرح

بھیجتا لکھ کر عریضہ شوق کا پر کیا کروں
نامہ بر کیا گم کبوتر بھی ہے عنقا کی طرح

زندگی جب تک ہے ہرگز محو ہونیکا نہین
داغِ الفت میری دلمین ہے سویدا کی طرح

حالِ دل محفل نشینونسے ہی کہنا مجھکو ننگ
چپ پڑا رہتا ہون مین تصویر دیوا کی طرح

تُو جو بندی کی خبر کچھ دور شفقت سے نہین
مہربان تم بھی ہو سب پر حق تعالیٰ کی طرح

دستگیری آپ کی رہبر اگر ہو مثلِ خضر
جھوٹ جاؤن تیہ حیرانی سے موسیٰ کی طرح

روضۂ پر نور تک پہنچون اگر مجھون یہ مین
چرخ پر مین نے جگہ پائی ہے عیسیٰ کی طرح

آنکھین قدمونسے ملون حاصل ہو دلکو روشنی
اشک روضے پر گرین عقدِ ثریا کی طرح

وصفِ حضرتؐ سے شرف حاصل ہوا ایسا امیر
یہ زمین بھی ہے تبرک خاکِ بطحا کی طرح

تن سے دردِ ہجر مین اکثر نکل جاتی ہے روح
جب تصوّر آپ کا آتا ہے پھر آتی ہے روح

شوق غالب ہے غمِ فرقت سہا جاتا نہین
دم اُلجھتا ہے نہایت تن مین گھبراتی ہے روح

کیون طلب مین دیر ہے تسکین ذرا ہوتی نہین
گو کہ پھرون روح کو دل دل کو سمجھاتی ہے روح

ہے عجب تاثیر خاکِ پاکِ یثرب مین جہان
منقلب ہو کر بدن مین حور بن جاتی ہے روح

مستِ الفت جو ہی اُس کو نزع مین ایذا کہان
موجین کوثر کی نظر آتی ہین لہراتی ہے روح

تازہ ہو جاتی ہے باطن مین جنان کو دیکھکر
گو بظاہر نزع کے عالم مین مُرجھاتی ہے روح

آپ کے اعدا کو حاصل بادۂ عرفان کہان
خود خرابی مین ہے وہ اُن کی خرابی ہے روح

دوستی سے بد لا ہین ہوتا ہی عصیان کا امیر
پاک جاتی ہے جو ایذا نزع مین پاتی ہے روح

ردیف خاے معجمہ

ہے یہ روشن شجرِ روضۂ پُر نور کی شاخ
جسکے آگے ہی خجل نخلِ سرِ طور کی شاخ

مستِ اُلفت ہون کہ سر تو ڑ ہی اور دِلا
جسطرح پھلتی ہے ہو کر قلمِ انگور کی شاخ

وہ معطر شجرِ خُلقِ نبی ہے جس مین
عود کے برگ ہین پھل مشک کے کافور کی شاخ

شوق غالب ہو تو اُس روضہ مین پہنچے زائر
دست کوتاہ کو ملتی ہے کہان دور کی شاخ

وصف کچھ ہم بھی صفائے تنِ اقدس کا لکھین
ہاتھ بھر قلم آجائے جو بلور کی شاخ

آپ کا باغِ شفاعت ہے وہ جنت کہ جہان
لاتی ہے میوۂ بخشش ثمرۂ حور کی شاخ

سامنے اُن کے ہو سرسبز عدو خاک امیر
ٹوٹ جاتی ہے رگِ گردنِ مغرور کی شاخ

ردیفِ دال مہملہ

بازو درِ عرفان کا ہے بازوے محمدؐ
زنجیر اُسی دروازے کی گیسوے محمدؐ

قوسین سے تفسیر دو ابروے محمدؐ
کونین تہ ظلِّ دو گیسوے محمدؐ

آنکھین جو پھرین ہون طرفِ کوے محمدؐ
پانی ہو اگر دل تو بہے سوے محمدؐ

مشتاق وہ مین ہونگے روانِ روزِ قیامت
سب سوئے جنان ہم طرفِ کوے محمدؐ

منظور نظر اس لیے ہی سیرِ گلستان
شاید کہ کسی پھولمین ہو بوے محمدؐ

اسّت مین جو مشہور ہے منشورِ شفاعت
گیسوے محمدؐ ہی وہ گیسوے محمدؐ

کس طرح زبردست نہون دستِ یداللہ
بازو مین جو ہو قوتِ بازوے محمدؐ

سنبطینِ محمدؐ تھے اگر مصحفِ ناطق
قرآن کی تھی رحل دو زانوے محمدؐ

حاصل یہ کبھی عرش کو ہوتی نہ بلندی
ہوتا نہ اگر تکیہ پہلوے محمدؐ

کعبے سے جو ملجا ہے مجھے مصرعِ ابروے محمدؐ
قبلہ مین کروں مصرعِ ابروے محمدؐ

چوٹی کی مضامین مجھے ہاتھ آئین نہ کیونکر
رہتا ہے سرِ حبتِ گیسوے محمدؐ

عاشق ہون مرا مرتبہ سمجھا ہے کوئی کیا
دل مین ہے سمائی ہوئی خوشبوے محمدؐ

ہر داغ جگر لالہ گلزارِ پیمبر
ہر نالۂ دل سرو لبِ جوے محمدؐ

قطعۂ پنج بیت

ہو سیرِ جنان خواب مین آنکھون کو میسر
اللہ دکھائے رخِ نیکوے محمدؐ

قربان کروں مردمکِ چشم کو تل پر
پلکیں ہوں مری شانہ گیسوے محمدؐ

سر پاؤں پہ رکھ رکھ کے کروں شوق سے سجدے
محرابِ حرم ہو مجھے ابروے محمدؐ

دیکھوں کبھی چہرے کو تعشق کی نظر سے
سونگھوں کبھی خوش ہو کے میں خوشبوے محمدؐ

رخصت کی گھڑی آئی تو دل باندھ لوں اپنا
تعویذ کے بدلے سرِ بازوے محمدؐ

چار آنکھیں کرے شیفتہ فلک مجھ سے ہی کیا جان
سب جانتے ہیں میں سگِ کوے محمدؐ

صحبت کو ہے تاثیر امیر آمیں نہیں شک
اصحابؓ میں کس طرح نہ ہو خوے محمدؐ

جبریلؑ بھی ہیں حاضرِ دربارِ محمدؐ
کس شان کی سرکار ہے سرکارِ محمدؐ

ہر پھول میں ہے جلوۂ رخسارِ محمدؐ
پر آنکھ کہاں قابلِ دیدارِ محمدؐ

جاں بخش تھی کیوں حضرتِ عیسیٰ میں بتاؤں
بیمارِ محمدؐ تھے وہ بیمارِ محمدؐ

مر جاؤں تو مر جاؤں اس آسے الٰہی
مرقد ہو تہِ سایۂ دیوارِ محمدؐ

ہر حرف میں جسکے اثرِ قہر نظر آئے
گفتارِ محمدؐ ہے وہ گفتارِ محمدؐ

کہتی تھی صبا دیکھ کے سبطین کے رخسار
سرسبز انہیں پھولوں سے ہے گلزارِ محمدؐ

اللہ کے دیدار کا لطف اس نے اٹھایا
جس دل کو ملی لذتِ دیدارِ محمدؐ

اس درد میں لذت ہے حیاتِ ابدی کی
یارب کبھی اچھا نہ ہو بیمارِ محمدؐ

دم بھر میں سرِ عرش گئے اور پھر آسے
بجلی میں کہاں گرمیِ رفتارِ محمدؐ

سلجھائے اسی شانِ نبی پنجۂ قدرت
الجھے جو کبھی گیسوے خمدارِ محمدؐ

جب گلشنِ فردوس میں غنچہ کوئی چٹکا
یاد آگئی وہ شوخیِ گفتارِ محمدؐ

معراج کی شب آپ ہوے شافعِ محشر
حق ہے یہی منصب تھا سزاوارِ محمدؐ

وہ خلق کا سرتاج میں اک بندۂ محتاج
کس منہ سے کہوں میں ہوں خریدارِ محمدؐ

سکہ ہے امیر آج شفاعت ہی کا جاری

محشر نہیں یہ گرم ہے بازارِ محمدؐ

جنّت ہے اگر لالۂ صحرائے محمدؐ
کوثر بھی ہے اک موجۂ دریائے محمدؐ

ہر شعر میں ہے مدحتِ اعضائے محمدؐ
دیوان ہے مرا نقلِ سراپائے محمدؐ

اکسیر کی کرتے کبھی خواہش نہ مہوس
ملتی جو اُنہیں خاکِ کفِ پائے محمدؐ

کہہ دو نگاہ جو محشر میں ہو مری پرسشِ احوال
شیدائے محمدؐ ہوں میں شیدائے محمدؐ

معراج ہوئی اُس کے سوا کس کو میسّر
کب اور رسولوں کو ملی جائے محمدؐ

اک قطرہ جو پی لے وہ زمانے سے قوی ہو
پُر زور ہے کیا بادۂ صہبائے محمدؐ

کیا فوز تھے معدوم رہا سایہ قد بھی
مطلع نہ ہوا مصرعِ یکتائے محمدؐ

دم بند مسیحا کا ہوا بات نہ نکلی
جس جا ہوئے گویا لبِ گویائے محمدؐ

محبوبِ ازل شوق سے رکھتا ہے دمِ زیب
پیشِ نظر آئینۂ سیمائے محمدؐ

عاقل ہوں میں سب سے کوئی دیوانہ سمجھے
سودا ہے مری سر میں تو سودائے محمدؐ

ذرّہ ہوں تو ہوں ذرّۂ صحرائے محبت
خورشید ہے میرا خِ زیبائے محمدؐ

قمری ہوں تو ہوں قمریِ گلزارِ مودّت
شمشاد ہے سیرا قدِ بالائے محمدؐ

پوچھو مرے خانہ تو مے خانۂ اسلام
ہوں جرعہ کشِ ساغرِ صہبائے محمدؐ

جنت کا قبالہ ہے امیرؔ اس میں ہے کیا شک
رکھتا ہے جو دل داغِ تمنائے محمدؐ

جہان میں ہے شہِ نامدار کی آمد
چمن میں آج ہے فصلِ بہار کی آمد

سواری آتی ہے حضرتؐ کی ملک ہیں ہمراہ
اُٹھو اُٹھو کہ ہوئی شہریار کی آمد

نصیب گلشنِ آفاق خلق کی ہوئی
صحابِ رحمتِ پروردگار کی آمد

دماغ ہو نہ معطّر کہ ہے قریب بہت
شمیم نافۂ مشکِ تتار کی آمد

نزولِ رحمتِ رب ہے کہ ساتھ ہیں اُن کے
صفِ ملائکہ کروبیاں کی آمد

اُٹھی وہ گرد وہ چمکے نشان لشکر کے | ہوئی وہ خسروِ ذی اقتدار کی آمد

گنہگار ابھی سے ہین بے خطر کہ ہوئی
امیرِ شافعِ روزِ شمار کی آمد

ہون مست مے الفتِ گیسوے محمدؐ | ڈورون کی جگہ آنکھو نمین ہین موے محمدؐ
دلمین ہے خیالِ رُخِ نیکوے محمدؐ | اللہ کے گھر مین ہے بسی بُوے محمدؐ
کیا نازکِ تصور ہو کہ ہر سانس سے مِلکر | آتی ہے ہوا سے چمنِ کوے محمدؐ
محشر مین فرہ ہوگا کہ اُٹھا اُٹھ کی لحد سے | سب سوے جنا جائینگے ہم سوے محمدؐ
ابرو مہ نو عید کا دن ہے رخِ پُر نور | عاشق کی شبِ قدر ہی گیسوے محمدؐ
چھانی ہو اسی دن کیلیے خاک یہانکی | تھوڑی سی جگہ دی مجھے اے کوے محمدؐ
سب لین سے ظاہر ہو وہی شان وہی آن | اِک بُوے محمدؐ ہو تو اِک خوے محمدؐ
اخلاق کی تصویر ہے ہر موے مبارک | پیوستہ ہین اس وجہ سے ابروے محمدؐ
شوخی نہ براق اتنی کر آہستہ قدم رکھ | نازک ہے بہت کاسۂ زانوے محمدؐ
آجائے نظر راہ مین گر نقشِ کفِ پا | آنکھون سے چلو نین طرفِ کوے محمدؐ
تاریکیِ تربت کی بھی کو نگا مین بلا ئین | آنکھو نمین بسی ہے شبِ گیسوے محمدؐ
کس طرح اُٹھائے ہوے ہین بار دو عالم | ظاہر ہین تو نازک سے ہین بازوے محمدؐ
جنت کے بناتو نمین یہ پرواز کہان ہے | اِک شوخ پری ہے تہ زانوے محمدؐ
تولا ہے بہت جانچ کے ارباب نظر نے | ہین شمس و قمر سنگِ ترازوے محمدؐ
اللہ ری رفاقت کہ ابو بکرؓ و عمرؓ نے | چھوڑا نہ پسِ مرگ بھی پہلوے محمدؐ
لیجاے اجل جان کی پروا نہین مجھکو | ہے تارِ رگِ جان مجھے مو ے محمدؐ
گنجینۂ عرفانِ الٰہی ہے وہ سینہ | آئینۂ اسرار ہے زانوے محمدؐ
رحمت کا وہان شوق شفاعت کا یہان ذوق | خالق کو پسند آئے نہ کیون خوے محمدؐ

دلبر ہے دل آرام ہے دلدار ہو وہ دل
جس دل مین ہے یاد رخ دلجوے محمدؐ

صحرائے فتن ہی مجھے صحرائے مدینہ
ہے نافۂ مشکین مجھے مشکوے محمدؐ

سینہ سے لگاؤن مین امیرؔ آنکھون مین رکھون
ہین پھول مجھے خار خس کوے محمدؐ

ردیف ذال معجمہ

اہل دنیا کے لیے نعمت الوان ہی لذیذ
عاشقون کو الم سیّد ذیشان ہے لذیذ

خون ہو دل تو ملے کیف مے صاف طہور
داغ مثل ثمر روضۂ رضوان ہے لذیذ

جانتے ہین جنھین معلوم ہے الفت کا مزہ
سیب جنت سے بھی وہ سیب زنخدان ہے لذیذ

ہو اگر مرگ کا شربت رہ حضرتؐ مین نصیب
زائرون کو صفت شیر رُتان ہے لذیذ

مغز بادام یقین ہے کہ بنے مغز قلم
ایسی تحریر ثنائے شہ ذیشان ہے لذیذ

زخمی عشق سے یہ ذائقہ پوچھو کہ اُسے
دہن زخم بدن مثل نمکدان ہے لذیذ

خاک شکر ہے مری حق مین مدینے کی امیرؔ
ہون وہ طوطی کہ مجھے یہ شکرستان ہے لذیذ

ردیف راے مہملہ

ہے رنگ اسی سی مہر کا فق آسمان پر
جس نے کیا تھا ماہ کو شق آسمان پر

دل کی تڑپ دکھاؤن جو حضرتؐ کی عشق مین
پہنچین زمین کی ہفت طبق آسمان پر

شاید نقاب چہرۂ انور سے ہٹ گئی
ہے رنگ آفتاب کا فق آسمان پر

حضرتؐ کی خاک پا سے کیا اُس کو سرفراز
ثابت ہوا زمین کا حق آسمان پر

اُس تاجدار دین کا جو لکھا ہی ہمنے وصف
ٹوپی اُچھالتا ہے ورق آسمان پر

اُٹھوائین بوجھ آپ جو اپنے وقار کا
آجائے قدسیون کو عرق آسمان پر

آتی ہے مجھکو یاد مدینے کی گل زمین
جسوقت پھولتی ہی شفق آسمان پر

تھے جلوہ گر زمین پہ حضرت مگر امیر
دیتے تھے قدسیون کو سبق آسمان پر

دو طرح کے رکھتے تھے شرف احمدِ مختار
حق اُن کی طرف حق کی طرف احمدِ مختار

غواص ہوے قلزمِ عرفان مین تو سمجھے
اللہ گہر ہے تو صدف احمدِ مختار

قرآن ہے خورشید تو نجم اور صحیفے
ہین ناسخِ ادیان سلف احمدِ مختار

کیا تاب ہے دم مار سکے کوئی مخالف
جب جنگ مین ہون تیغ بکف احمدِ مختار

کفار کو دیتا تھا صدا جُبن کہ بھاگو
آتے ہین جماے ہوئی صف احمدِ مختار

کیا حشر کا کھٹکا ہے کہ ہین ہمین معاون
شاہِ شہدا شاہِ نجف احمدِ مختار

باطن مین یہ ہین حضرتِ آدمؑ کے مربّی
ظاہر مین ہین آدمؑ کے خلف احمدِ مختار

سونا نظرِ فیض کی تاثیر سے ہو مس
موتی ہو اٹھالین جو خذف احمدِ مختار

مرجاے تو روح اُس کی قیامت مین ہو ساہی
تیرون کا کرین جسکو ہدف احمدِ مختار

آئینۂ دل آنکھ سکندر سے ملاے
دیکھین جو امیر اُسکی طرف احمدِ مختار

نقشِ قدم ہین آپ کے اختر زمین پر
کیونکر نہ آسمان کا جھکے سر زمین پر

اِس سے بھی صاف جلوہ نما ہی خدا کا نور
عرشِ برین ہے روضۂ انور زمین پر

تکلیف شرع سے نہین خالی کوئی بشر
قبضہ ہمیشہ آپ کا ہے ہر زمین پر

سلطان ہین آپ بھیجے ہوئے تھے سب آپکے
آئے تھے پیشتر جو پیمبر زمین پر

ہاتھو نہین اُنکے آپکے بازو کا زور تھا
حیدرؑ جو کافرون سے لڑے ہر زمین پر

دم لیتی ذوالفقار نہ تحت الثریٰ مین بھی
جبریل کے نہ بجھتے اگر پر زمین پر

تھی کس خوشی کی شب شبِ معراجِ مصطفےٰ
اُمّت تھی شاد عید تھی گھر گھر زمین پر

تا وقتِ صبح گاہ سرِ شام سے ہوے
جاری فیوض خالقِ اکبر زمین پر

بس اتنی دیر ہین کہ رہی گرمیِ بساط
پھر آئے لامکان سے پیمبر زمین پر

جاری ہین بس کہ ماتمِ حضرتؑ مین میرے اشک
موتی بچھے ہوے ہین برابر زمین پر

مشتاق ہو نہ خاکِ مدینے کا اے امیر
آئے جو موت بھی تو اُسی سرزمین پر

کیونکر نہ ہون یوسف سے سوا احمدِ مختار
ہون خاص جو محبوبِ خدا احمدِ مختار

سبطین کا ہے مرتبہ ظاہر کہ ہوے ہین
دو وجہ سے شاہِ شہدا احمدِ مختار

ہے پیشِ نظر آئنہ خالق کی تجلی
محبوب ہین کیا نامِ خدا احمدِ مختار

مختار ہین کُل کارگہِ صنعِ خدا کے
کہتے ہین اِنہین لوگ بجا احمدِ مختار

ظاہر ہے کہ ہے لفظِ احد احمدِ بے میم
بے میم ہوے عینِ خدا احمدِ مختار

کونین مین مشکل ایک تھی دنیا ہو کہ عقبےٰ
اک دم نہ خدا سے تھے جُدا احمدِ مختار

ہر جنگ مین کس طرح ظفر اُس کی نہ ہوتی
مختار کے تھے راہ نما احمدِ مختار

یعقوبؑ کے ایوبؑ کے آدمؑ کے معاون
ہر دور کی رکھتے تھے دوا احمدِ مختار

توحید کا کھلتا نہ کبھی عقدۂ لاحل
ہوتے نہ اگر عقدہ کشا احمدِ مختار

کعبہ جو دہن ہے تو زبان اُسکی ہے ذات
مصحف جو زبان ہے تو دہن احمدِ مختار

ظاہر جو ہوئی اور رسولون سے کرامت
در پردہ تھے اعجاز نما احمدِ مختار

کی آپ نے توریت کی انجیل کی تصحیح
تھے ماہرِ احکامِ خدا احمدِ مختار

حضرتؐ کا ارادہ بھی ہے خالق کی مشیت
ہین رائجِ فرمانِ قضا احمدِ مختار

دیکھو جو حقیقت مین وہ مشتق ہین یہ مصدر
آدمؑ سے ہین رتبہ مین سوا احمدِ مختار

محشر مین جو اُٹھین تو امیر اپنی زبان پر
یا حیدرِ کرار ہو یا احمدِ مختار

جس مسافر کو مدینے کا دیار آئے نظر
جیتے جی روضۂ جنت کی بہار آئے نظر

آنکھین روشن ہون مری کحلِ بصیرت سے مجھے
دُور سے بھی جو مدینے کا غبار آئے نظر

دامنِ گرد پھٹا کلفتِ دل دُور ہوئی
اب یقین ہے کہ کوئی ناقہ سوار آئے نظر

گُنبدِ مقصود سے لبریز ہو دامن میرا
جب مدینے کے درختون کی قطار آئے نظر

دُور بیتابی ہو امید بر آئے یا رب
صورتِ صبر مجھے شکلِ قرار آئے نظر

وادیِ شوق مین تقدیر دکھائے وہ راہ
خضرؑ مل جائین جو حضرتؐ کا مزار آئے نظر

طور و روضہ ہے مین صورتِ موسیٰ لیکن
آرنی مُنھ سے نکالون جو ہو یارائے نظر

کیا کہون شکلِ جو روضے مین پہنچ کر دیکھی
آئنے لطف و عنایت کی دوچار آئے نظر

شافعِ حشر ملے دہشتِ عصیان نہ رہی
ہر طرف وعدۂ روزِ شمار آئے نظر

جو محمدؐ مین ہے یہ رنگ یہ بُو اور رہی ہے
یون تو گل باغِ رسالت مین ہزار آئے نظر

نہ کہین پائی یہان آکے جو صورت دیکھی
یون مرقع مین بہت نقشِ نگار آئے نظر

شکلِ مقصود یہین چہرۂ مطلوب یہین
اور جتنے تھے وہ سب آئنہ دار آئے نظر

تو بھی آنکھون سے اُسی سمت روانہ ہو امیر
چشمِ عالم ہے جہان انجمن آرائے نظر

الٰہی آئے نظر نالۂ رسا کا اثر
دکھائے مجھکو مدینہ مری دعا کا اثر

ہو اس ضعیفی مین پشت و پناہ وہ دیوار
کہ جسکے سائے مین ہے سایۂ ہما کا اثر

رہے نہ غش یہ مسِ قلب ہو طلا میرا
ملے وہ خاک کہ جس مین ہو کیمیا کا اثر

نصیب ہو جو زیارت تو سب گناہون عفو
مرض یقین ہے کہ زائل کرے دوا کا اثر

کرین گے یاد کبھی مجھ ضعیف کو حضرتؐ
ضرور رکاہ کو کھینچے گا کہربا کا اثر

صفاتِ خالقِ باری تھے یون محمدؐ مین
خبر مین جیسے کہ ہوتا ہے مبتدا کا اثر

نہ دے صبا کو جو تعلیم خُلقِ حضرتؐ کا
کرے نہ باغ مین غنچے کو گل صبا کا اثر

تمہارا آبِ دہن اُس کا آبیار رہوا
اِسی سے چشمۂ حیوان مین ہے بقا کا اثر

کبھی جو مائلِ زینت ہو آپ کا دشمن
یقین ہے سر و کرے دست پا حنا کا اثر

ثنائے شاہ جو کی مجھسے اہلِ مکہ مین شاد
ابھی مین ہند مین مکے مین ہے ثنا کا اثر

نصیب دولتِ دین کیون نہو کہ ہو اکسیر
امیر صحبتِ اصحاب باصفا کا اثر

خوش تھے یون اصحاب روی مصطفےٰ کو دیکھکر
مصطفےٰ جس طرح انوارِ خدا کو دیکھکر

واہ کیا رتبہ ہے جتنے ہین جہان مین بادشاہ
اُٹھ کھڑے ہوتے ہین سب تیری گدا کو دیکھکر

آدمی کیا سر جھکاتے ہین مہ و مہر و فلک
آج تک پتھر پر اُن کے نقشِ پا کو دیکھکر

آدمی بھیجا ہے حضرت نے طلب کو واسطے
نزع کے دم مین یہ سمجھون گا قضا کو دیکھکر

لامکان مین قربِ حق اُن کو ملا بے واسطہ
غش ہوے موسیٰ تجلی خدا کو دیکھکر

ہے بجا پھر کر دینے سے جو زائر کہتے ہین
ہم ابھی آئے ہین جنت کی فضا کو دیکھکر

اہلِ دین ہین عاشقِ شہ انکو کیا دنیا سے کام
دیکھتے ہین چند کو کب یہہ ہما کو دیکھکر

ہے مجھے خاکِ مدینہ چشمۂ آبِ بقا
خضر خوش ہون چشمۂ آبِ بقا کو دیکھکر

ہے جو عاقل جانتا ہے خوب خالق کو امیر
خلقتِ مہر و مہ و ارض و سما کو دیکھکر

کیسی کیسی کی چڑھائی لشکرِ کفّار پر
ختم ہے حقِ رسالت احمدِ مختار پر

قبضہ پائین گے کسی دن خلد کے گلزار پر
داغ کھاتے ہین جو عاشق آپکے رخسار پر

شیر تھی شمشیر حضرت کس قدر کفّار پر
دوڑتی تھی جنگ مین طاؤس جنگر مار پر

طائرانِ عرش سے آنکھین ملاتے ہین ہمیو
بیٹھکر اُس روضۂ پُر نور کی دیوار پر

وہ بھی بکتے تھے تمھارے نام سے یا شاہ دین
سنا کشف ہے حالِ یوسفؑ مردمِ بازار پر

کیون نہ مومن دل سے ہون وارفتۂ ابروی شاہ
راہ چلنا ہے صراطِ حشر کی دیوار پر

ہند سے سوے مدینہ سر سے آنکھون سے چلون
راہ ہو گر نیش زنبور و زبانِ خار پر

دُور باغِ شرع سے ہے جسکو کہتے ہین خلش
کب ہین کانٹے گلشنِ فردوس کی دیوار پر

اُڑکے پہنچون گا مدینے مین اگر غالب ہی شوق
طائرون کی طرح کچھ مجھکو نہین دو رکار پر

ظاہر اُس کو بھی الفت آپکے مژگان سے تھی
بے سبب منصور کا کھنچنا نہین ہی دار پر

سمجھے مجرم آپ کے گیسو و عارض دیکھکر
چھا گیا ابرِ شفاعت عفو کے گلزار پر

رحمتِ دندانِ مولا اس سے ہوتی ہے رقم
ابرِ نیسان کا گمان ہے کلکِ گوہر بار پر

تسمہ بھی نعلین حضرت کا ہی یہ صاحب شرف
طرّہ ہے خورشیدِ عالمتاب کی دستار پر

دیکھتا ہون شکلِ مولا عالمِ رویا مین مین
خبط ہے یوسفؑ کو میرے طالعِ بیدار پر

چشمِ مولا سے یہ ہم چشمی کا دعوی کیا کری
مُردنی چھائی ہوئی ہے نرگسِ بیمار پر

وادیِ ایمن مین سرگردان نہ رہتی سامہا
پہلے ہی چلتے اگر موسیٰ اتری رفتار پر

کیا شرف ہے آستان پر مین ملائک سے نگون
ہین فدا حورون کی آنکھین رضوان دوار پر

نامۂ عصیان مرا کیونکر نہ دھوجائے امیر
فوق ہے ابرِ کرم کو ابرِ دریا بار پر

کیا چمن آئے روضۂ شاہِ زمن سے دُور
تڑپے نہ کسطرح جو ہو بلبل چمن سے دُور

ہاتھون مین دوستون کے الٰہی یہ سلسلہ
دشمن کی آنکھ زلفِ شکن در شکن سے دُور

پردہ رہے لحد مین بھی احبابِ شاہ کا
دزدِ کفن کا ہاتھ الٰہی کفن سے دُور

کس درجہ عدل ہے کہ ہوئی سب جہان سے
آثارِ ظلم و شت شاہِ زمن سے دُور

گویا زبانِ شمع جو ہوتی پکارتی
پروانے سے کہو کہ رہی انجمن سے دُور

اے شوق چل شتاب مدینے کا قصد کر
ایسا نہین ہی وادیِ غربت وطن سے دُور

کیا خاکِ پاک ہے کہ وہان رکھتے ہی قدم
ہو جاتی ہے تمام کثافت بدن سے دُور

کیونکر نہ تھمین سرشک جو ہون مدتون سے مین
یعقوبؑ وار یوسفِ گل پیرہن سے دُور

نکلی جو کچھ زبان سے امیر آپ بھی سنی

گوشِ بشر نہین ہے بشر کے دہن سے دور

شب فرقت جو ڈسیگی مجھے ناگن بنکر
روح جائے گی مدینے کو بروگن بنکر

مجملہ گور مین سامانِ عروسی ہوگا
لاش آرام سے سوئیگی سہاگن بنکر

اے دل آرائشِ دنیا کا نہ دھوکا کھانا
آئی ہے تیرے رجھانے کو یہ ہاون بنکر

جیتے جی نام جب آپ کا جب موت آئی
پڑیان جوگ مین شامل ہوئین سُمرن بنکر

شوقِ دیدار مین پہنچے تو ہماری پلکین
رہ گئین روضۂ پُرنور مین چلمن بنکر

درِ اقدس پہ جو پہنچون تو ادب سے پوچھون
کیون بگڑ جاتی ہے تقدیر مری بن بنکر

خالی ہاتھ آئے گی روضے پہ نہ حضرت کی بہار
پھول فردوس کے چن لائے گی مالن بنکر

یادِ محبوبِ الٰہی مین ہماری آنکھین
بھادون بنکر کبھی برسین کبھی ساون بنکر

سنبلِ زلفِ محمدؐ کی جو لہر آتی ہے
باغ سے موجِ نسیم آتی ہے ناگن بنکر

یاد مین حلقۂ گیسوئے نبیؐ کے آہین
حور کے ہاتھون سے جا لپٹی ہین کنگن بنکر

حرزِ جان نامِ محمدؐ ہے بچالیگا مجھے
تیغ سے قہرِ الٰہی کی یہہ جوشن بنکر

شبِ معراج پڑی خاکِ قدم حضرت کی
حور کی چاندسی پیشانی پہ چندن بنکر

مہر سے چرخ سے کہتے ہین کہ اتنا جھک جا
چوم لین ہم قدمِ پاک کو دامن بنکر

دل مین بو عنخم ولا سے شہِ دین حشر کے دن
ہاتھ آئے گا یہ دانہ تجھے خرمن بنکر

جان مجھ سوختہ قسمت کی مدینے مین امیر
بیٹھی ہے دھونی رمائے ہوئی جوگن بنکر

چٹک کے کہتا ہے غنچہ غنچہ گلو سے بڑھکر بہار تیرے
چہک رہی ہے چمن مین بلبل ہزار جانین نثار تم پر

تمہین خدائی کے بادشاہ ہو تمہین تو محبوبِ کبریا ہو
خدا نے ایسا حسین بنایا کہ آپ خود اُس کو پیارے تم پر

نہین ہے بے وجہ اشکباری یہ فیضِ سلطانِ عشق جاری
نثار ہی ہین ہماری آنکھین یہ گوہرِ شاہوار تم پر

چمن مین آئی جو سیر کو تم تو ہوش گلچین کے ہوگئے گم
نثار کرنے کو پھول لے کر چلی نسیم بہار تم پر

ستم جدائی کی سہ رہے ہین تڑپ کے عشاق کہہ رہے ہین
کہ صدقے جان نثار تم پر فدا دل بیقرار تم پر

جلاؤ دوزخ کو کیسا کیسا بساؤ خلد بریں کو کیسا کیسا
مزہ ہو روز جزا جزا کو جو دیکھ لے پروردگار تم پر

کہان کوئی تم سا رازدان ہی کہ جو نہان ہو وہ سب عیان ہے
کیے ہین معراج مین خدا نے تمام راز آشکار تم پر

ہی ایسی تم پر عنایت رب درود پڑھتے ہین جن پہ سب
اُترتی ہین رحمتین خدا کی ہزارون سیل نہار تم پر

کیا جو تم کو خدا نے پیدا ہوا زمانہ تمام شیدا
زمین ہر ناز ان فلک ہی نصان ملک کو ہی افتخار تم پر

چمن مین گلگشت کو جو آؤ اور اپنے رخ سے نقاب اٹھاؤ
کٹا وے اپنی بہار ساری ابھی عروس بہار تم پر

غریب عاشق چو روبرو ہو قصور ترک ادب عفو ہو
کہ دیکھ لیتا ہے جب یہ تم کو تو آہی جاتا ہی پیار تم پر

ہوئی مین کیا جو حشر کو دن حسین سب انبیا مین لیکن
مین صدقے اپنی نگاہ کے ہون کہ پڑتی ہر بار تم پر

تمہاری جب تک نہو شفاعت نہو کسی کو نصیب جنت
خدا کے گھر کا ہے پیارو احمد تمام دار و مدار تم پر

تمہین شفیع الامم بنایا بڑھایا سب سے تمہارا پایا
ازل کے دن سے خدا فی کیا ہے ایک اُمت کا بار تم پر

زبان پہ تم کو یہ بات لائی کہ تم بشر ہو بشر ہون مین بھی
اسی سے قرآن مین ہی یہ ثابت کہ ختم ہی انکسار تم پر

نبوت ایک بے بہا تھا گہنا کہ سلسلہ وار سب نے پہنا
تمہین کیا خاتم النبیین کھلا کچھ ایسا یہ ہار تم پر

تم اور محبت کا اُس سے دعوی تمہاری آنکھ اور اُسکا جلوہ
امیر تم کو ہوا ہے سودا جنون کا جن ہے سوار تم پر

ردیف زاے معجمہ

کیا طبع مریض غم فرقت رہے ناساز
حضرت کے مطب کی ہین مسیحا بھی دواساز

حضرت کی زیارت ہوئی رویا مین میسّر
ہاتھ آگئی کیا دولت بیدار خداساز

کیون صورت آئینہ نہو صاف دل اپنا
جب آپ کی اُلفت ہو شب و روز جلا ساز

کیا امر ہے بتخانے سے نافر ہی برہمن
کیا نہی ہے خود توڑتی ہین اہل غنا ساز

وصف آپکا لکھے تو ملے تازگی ایسی
ہو مشق گردون کی قلمدان کا نیا ساز

حضرت کی شریعت سی تھا واقف دل ہر ا
ہوتا اُسے ہاروت سی ماروت سی کیا ساز

ہو معتدل اگر دم میں امیر اُنکے کرم سے
ہر چند ہوا ہے چمن دہر ہے ناساز

چلتے ہیں میکدے میں محبت کے جام روز
رہتے ہیں مست مدحتِ ساقی تمام روز

منظور ہو جو آپ کو دربارِ عام روز
مجرے کو آئیں خضر علیہ السلام روز

ہے ہند میں بھی ورد درود و صلوٰۃ کا
ہوتا ہے اب بھی دور سے سر اسلام روز

رخ آپ کا ہے مہر و قد آپ کا ہے شمع
پروانہ رات بھر ہوں میں ذرّہ تمام روز

کٹتے ہیں مدعی جو میں کرتا ہوں صفِ شاہ
شمشیر کا زبان سے لیتا ہوں کام روز

کب مہبطِ فیوض نہ تھا آپ کا مکان
لاتے تھے جبرئیل خدا کا پیام روز

جانا ہو کب مدینے میں اقلیمِ ہند سے
ہو جاتی ہے سحر اسی حسرت میں شام روز

ہوں میں یہاں ہجومِ الم میں گھرا ہوا
رہتا ہے زائروں کا وہاں ازدہام روز

تا فالِ نیک نکلے زیارت کے باب میں
پہروں ہی دیکھتا ہوں خدا کا کلام روز

حضرت سے باتیں کرتے تھے جو مالمشافہ
گویا خدا سے ہوتے تھے وہ ہمکلام روز

سامان ہو اُدھر کے سفر کا درست امیر
کرتا ہوں صبح اُٹھ کے یہی اہتمام روز

ردیف سین مہملہ

قسمت ہو میری الٰہی روضۂ اطہر کے پاس
تا رہوں میں حشر تک مر کر بھی پیغمبر کے پاس

ڈھونڈ لینا مومنو فردوس میں میرا نشان
سایۂ طوبیٰ کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

موت آئے گی تو یوں احبابِ حضرت کی حضور
عقد کی شب آتی ہے جیسی دُلہن شوہر کے پاس

شاعر و موہنت و صفِ اہلِ دنیا سے جُدا
کیوں صنم خانہ بناتے ہو خدا کے گھر کے پاس

محضر اپنے عشق کا جس روز لکھواؤنگا میں
مُہر کو لے جاؤں گا مقداد کے بوذر کے پاس

صاف حضرت کے تصور سے ہے جیسا دل مرا
آئینہ ایسا کہاں تھا صاف اسکندر کے پاس

کھینچ لے جائین فرشتے سوی دوزخ کیا مجال
روزِ محشر ہون گے مجرم شافعِ محشر کے پاس

کہتے تھے سب دیکھکر انصار کو شہ کے قریب
جلوہ گر کیا کیا ستارے ہین مہِ انور کے پاس

باہمہ اور بے ہمہ ایسے بھی ہوتے ہین امیر
اُمت اُن کے پاس تھی وہ خالقِ اکبر کے پاس

ردیف ـــ شین معجمہ

عبث عبث ہے مہوس کو کیمیا کی تلاش
کرے تو خاکِ درِ پاکِ مصطفےٰ کی تلاش

گدائی درِ حضرت نے کر دیا یہہ غنی
نہ سیم کی نہ مجھے معدنِ طلا کی تلاش

وہ بات کر کہ رضامند ہون رسولِ کریم
اگر ہے تجھ کو رہِ مرضیِ خدا کی تلاش

مقیمِ سایۂ دیوارِ شاہ ہین سلطان
فقیر ہے جو کرے سایۂ ہما کی تلاش

یہی ہے کحلِ بصیرت یہی ہے سرمۂ چشم
تلاش ہے تو مجھے اُنکی خاکِ پا کی تلاش

اُنہین کے بحرِ کرم کی وہ نہر سمجھے تھے
سمجھ کے خضرؑ نے کی چشمہ بقا کی تلاش

رجوع شرط ہے شافع سے اہلِ عصیان کو
جو دردمند ہے تو چاہیے دوا کی تلاش

جہان مین مجھ سے زیادہ ہی کون طالبِ حق
کہ ابتدا ہی سے کرتا ہون انتہا کی تلاش

مے محبتِ حضرت کا جام کافی ہی
امیر کس کو ہے جامِ جہان نما کی تلاش

آئے سفر مدینے کا پروردگار پیش
پہنچے تو نقد دل کو کرے جان نثار پیش

جاتا ہے زائرون کا مدینے کو قافلہ
اتنا ہے فرق چار مین پیچھے تو چار پیش

آئے طلب کہین کہ مدینے کو مین چلون
کب تک رہے گا مرحلۂ انتظار پیش

ممتاز ہے جو پیشِ رو عشق شاہ ہے
کیون فرق مبتدا پہ نہ ہو طرہ دار پیش

وہ دن بھی ہو امیر کہ پیشِ ضریحِ شاہ
جا کر کرون مین بھیر گہر آبدار پیش

ردیفِ صادِ مہملہ

تھے سارے رسولون مین وہ محبوبِ خدا خاص
یہہ مرتبہ اللہ نے احمدؐ کو دیا خاص

دُنیا مین ہین سب بندۂ احسانِ پیمبر
درویش و غنی شاہ و گدا عام ہون یا خاص

احمدؐ سا نہین کوئی ہزارون مین پیمبر
طائر ہین سبھی پر ہے سعادت مین ہما خاص

ناجی ہے فقط اُن کے سبب ہو کوئی اُمت
شافع ہین وہ سلطانِ اُمم روزِ جزا خاص

خاتم ہین یہی حکمِ جہادِ اِن کو ملا ہے
دُہرے شرف اِن کو ہین یہ ہین پیشِ خدا خاص

نُور اِن کا مقدّم ہے ظہور اِن کا موخّر
اول مین بھی آخر مین بھی ہین خیرِ ورا خاص

جبریلؑ براق اُن کے لیے عرش سے لائے
معراج کے رُتبے مین بھی ہین شاہِ ہدا خاص

اُمت کو اِنہین کی ہے شرف جملہ اُمم مین
ذی مرتبہ ہین عام بھی یہین علما خاص

لازم ہے عطا سبز کرو کشتِ توقع
بندہ ہے امیر آپ کا اے بحرِ عطا خاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

عاشق ہون روے شہ کا مجھے گل سے کیا غرض
قیدی ہین گیسوؤن کا ہون سنبل سے کیا غرض

خوفِ صراطِ حشر ترے عاشقوں کو کیا
پیراک کو محیط مین ہے پُل سے کیا غرض

بخشی خدا نے کشورِ عقبیٰ کی سلطنت
دنیا مین اُن کو جاہ و تجمل سے کیا غرض

غیرون سے کیا کلام کرے عاشقِ آپکا
عارف کو بحثِ دورِ تسلسل سے کیا غرض

یثرب کو قافلہ ہے روان جاگ اے امیر
ہے صبح کوچ خوابِ تغافل سے کیا غرض

آقا اِدھر بھی آئے نسیمِ بہارِ فیض
مدّت سے یہ غلام ہے امیدوارِ فیض

اعضا تمام دیدۂ مشتاق بن گئے
نرگس کی طرح ہون ہمہ تن انتظارِ فیض

باقی رہے نہ گلشنِ جنت کی تازگی
جاری اگر نہ آپ کی ہو آبشارِ فیض

صانعِ خدائے زہد ہین یوسفِ خدائے حسن
عیسیٰ نثارِ خلق ہین موسیٰ نثارِ فیض

حاصل جہان مین ہے ثمر زندگی اُسے
ہے جسکے سر پہ سایہ فگن شاخسارِ فیض

رخ آپ کا ہے لالہ گلزارِ معرفت
قد آپ کا ہے سرو لبِ جوبیارِ فیض

جو کچھ ملا کسی کو وہ ہاتھون سے آپکے
رکھا خدا نے آپ پہ دارو مدارِ فیض

یوسف کو دی امان چہ کنعان مین ڈال کر
دلو عنایت ورسن استوارِ فیض

اِک دم مین سرد ہو گئی آتش خلیل پر
برسا جو اُن پر آپ کا ابرِ بہارِ فیض

بہرِ خدا نگاہِ عنایت اِدھر بھی ہو
ہے آپ سے امیر بھی امیدوارِ فیض

ردیفِ طاے مہملہ

پوچھ لون شہ سے تو لکھون حور سی شادی کا خط
مانگتا ہے مجھ سے رضوان خانہ دامادی کا خط

شافعِ محشر جو حضرت ہین تو پھر کیسے گناہ
نامۂ اعمال ہے دوزخ سے آزادی کا خط

دشمنِ حضرت کے ہین بدخواہ ساری نیک و بد
چند لکھتا ہے ہُما کو اُسکی بربادی کا خط

جانتا ہے مجھکو رضوان ہون رعیت آپ کی
کیون نہ لکھ دے روضۂ جنت مین آبادی کا خط

زائرانِ شاہ کو لکھا ہے ہم نے خطِ شوق
کیون نہ ہو اُڑنے مین ہمسر کاغذِ بادی کا خط

نامۂ عصیان مرا جاے گا یون شہ کے حضور
داد رس تک جسطرح جاتا ہے فریادی کا خط

ہے زبان میری بھی کہدو نگا مین عن عن شاہ سی
کاتبِ اعمال کیا لکھتے ہین اُستادی کا خط

وصف لکھتا ہون مدینے کا خطِ گلزار مین
مردمِ صحرانشین کیا جانین اِس وادی کا خط

کیون نہ آنکھون سے لگاؤن مین حدیثون کو امیر
ہے مرے مرشد کا نامہ ہے مری ہادی کا خط

ردیفِ ظاے معجمہ

قتل کے درپے ہین دشمن الحفیظ
لا کھہ خنجر ایک گردن الحفیظ

راہ رو تنہا بیابان ہولناک — ہر طرف انبوہ رہزن الحفیظ
نفسِ امّارہ شیاطین حرص و آز — لاکھ کانٹے ایک دامن الحفیظ
تیغِ قاتل کھنچ چکی سر جھک چکا — ہے گلے تک آبِ آہن الحفیظ
سامنا دوزخ کا جسمِ زار کو — خشک تنکا گرمِ گلخن الحفیظ
سیل کے قبضے میں دیوارِ گلی — برق کے حصّے میں خرمن الحفیظ
کب تلک اِن آفتوں کا سامنا — قبلۂ من کعبۂ من الحفیظ

آپ سے امید رکھتا ہے امیر
المدد اے خاصِ ذوالمن الحفیظ

ردیفِ عینِ مہملہ

کون رکھتا ہے یہاں فرشِ مشجّر کی طمع — آپ کے کوچے میں ہے بادشاہ بستر کی طمع
آپ کا سایہ ہو سر پر آپ کے کوچے میں گھر — تختِ دارا کی نہ ہے تاجِ سکندر کی طمع
خاکِ پا حضرت کی بہتر ہے ہمیں اکسیر سے — کیمیا گر کو مبارک نقرہ و زر کی طمع
کون ڈوبے آب میں ہو کون آتش میں کباب — آپ کے احباب کو کیا لعل و گوہر کی طمع
تارکِ دنیا کہ کیونکر ہوں کہ رکھتے ہیں یہ لوگ — التجا جنت کی تم سے تم سے کوثر کی طمع
گردِ راہِ شاہ ہو جامہ یہ تن کو ہے ہوس — آستانِ پاک ہو اور میں یہ ہے سر کی طمع
گرد پھر کر کیوں نہ روضے کے کریں زائر طواف — مومنوں کو ہے ثوابِ حجِ اکبر کی طمع
خار و خس سے جھاڑتے ہیں صحن کو جیسے مکان — چھوڑ کر دنیا کو ہم نے دل سے باہر کی طمع

روضۂ حضرت پہ پہنچے سائلِ شفقت امیر
تا درِ مے خانہ لائی ہم کو ساغر کی طمع

ردیفِ عینِ معجمہ

عشقِ مولا میں ہمارے دلِ مایوس کے داغ — ایسے زیبندہ ہیں جیسے پرِ طاؤس کے داغ

محو ہو جائین گے اشکِ غمِ حضرت سے گناہ
جسطرح دھونے سے مٹ جاتے ہین ملبوس کے داغ

قید ہون ہند مین یثرب کو ہو جانا یارب
ہو رہائی تو مٹین خاطرِ محبوس کے داغ

روضۂ مہبطِ نبوت کی زیارت ہو نصیب
محو ہون جلد الٰہی دلِ مایوس کے داغ

پہنچون روضے پہ تو اُتنے گلِ مقصود چنون
جتنے ہین دل مین مری حسرت و افسوس کے داغ

سنگ ہوا بلعمِ باعور سمجھ دل مین امیر
نہ مٹے پیر مین زاہدِ سالوس کے داغ

ردیف فا

کی شہادت کی نبی نے نانِ نعمت نصف نصف
ہو گئی دونون نواسون کو عنایت نصف نصف

دونون ٹکڑے ہوتے تھی پوری یہ ادنی عدل تھا
جسکو کرتی تھی وہ شمشیر شجاعت نصف نصف

معجزہ شق القمر اظہر ہے سب پر شمس سے
چاند کو کس نے نہ دیکھا فی الحقیقت نصف نصف

دو طرف سے آکے ذاتِ پاک مین پوری ہوئی
تھی سلیمانؑ اور یوسفؑ مین جو شوکت نصف نصف

یا الٰہی وہ رخِ سیمین نظر آئے مجھے
بانٹ لین باہم مری آنکھین دولت نصف نصف

سلطنت دونون کی انکے قبضۂ قدرت مین ہے
ہی برابر دو جہان کی جو ولایت نصف نصف

آپ کی صورت ملیح اور یوسفِ کنعان صبیح
بٹ گیا دونون مین کیسا حسن صورت نصف نصف

آپ کی ذاتِ مقدس مین ہوئی آکر تمام
نوحؑ و آدمؑ کو جودی حق کی کرامت نصف نصف

یا الٰہی جلد پہنچے روضۂ شہ پر امیر
دیدۂ دل کو اٹھی لطفِ زیارت نصف نصف

سر جھکا اپنا جو سینے کی طرف
دل ہوا راہی مدینے کی طرف

لیجیے مجھ نیم بسمل کی خبر
ہون نہ مرنے کی نہ جینے کی طرف

اُٹھتی ہے جو موجِ طوفان بحر مین
آتی ہے میرے سفینے کی طرف

رُعبِ حضرت سے نہین اتنی مجال
سنگ دیکھے آبگینے کی طرف

مہر سے چمکا دیا دیکھا اگر ۔۔۔ ماہ کے داغی نگینے کی طرف
بحث جب کرنے لگے عطر و عرق ۔۔۔ گل ہوے اُسکے پسینے کی طرف
دیکھتا تھا آپ کو بوجہل یون ۔۔۔ جس طرح افعی خزینے کی طرف

تن سے نکلے گی مری جبدم امیر
روح جاے گی مدینے کی طرف

ردیف قاف

بندون کو پہلے چاہیے ذاتِ خدا سے عشق ۔۔۔ بعد خدا ضرور ہے پھر مصطفےٰ سے عشق
کب خالقِ جہان کو نہ تھا مصطفےٰ سے عشق ۔۔۔ ہے انتہا کی بات کہ ہے ابتدا سے عشق
اپنی خبر تو کیا نہین کونین کی خبر ۔۔۔ ایسا ہے مجھ کو آپکی زلفِ دوتا سے عشق
دیدار اگر محال ہو گفتار ہی سہی ۔۔۔ اعلیٰ جو تھے وہ رکھتے تھے اُنکی صدا سے عشق
کھیلے ہوے ہین جان پہ ہم دل ہے مال کیا ۔۔۔ ہستی ہے ناگوار مٹا دے بلا سے عشق
محمود کا وقار ہے کیا میرے سامنے ۔۔۔ اُس کو ایاز سے ہے مجھے مصطفےٰ سے عشق
پیدا ہو عشقِ پیچ لحد سے جو خاک ہون ۔۔۔ ایسا ہے مجھ کو گیسوے خمیدا لورا سے عشق
بے عشق کوئی شے نہین دیکھو جو غور سے ۔۔۔ آہن کو بھی جہان مین ہے آہن رُبا سے عشق
یوسفؑ پہ اسقدر تھے جو یعقوبؑ شیفتہ ۔۔۔ درپردہ تھا جنابِ رسول خدا سے عشق
انسان ہین ہم تو کیون نہ ہون عاشقِ رسول کے ۔۔۔ بلبل کو گل سے کاہ کو ہے کہربا سے عشق

عاشق ہزارون سیکڑون معشوق اے امیر
اچھا وہی ہے جسکو ہے اُس مقتدا سے عشق

ردیف کاف تازی

یا نبیؐ ہند مین ہم ٹھوکرین کھاتے کب تک ۔۔۔ دیکھیے آپ مدینے مین بُلاتے کب تک
آنکھین پتھرا گئین ہین راہ بہت دیکھ چکے ۔۔۔ سختیان دردِ جدائی کی اُٹھاتے کب تک

پھر کے آتے ہین جو زائر ہمین کرتے ہین خجل
بات بگڑی ہوئی لوگون سے بنائین کب تک

صاف مطلع ہو دکھاؤ ہمین اسید کا دن
گہری گہری شبِ غم کی یہ گھٹائین کب تک

اشکِ غم رُک نہین سکتے ہین کہان تک روکین
دردِ دل چھپ نہین سکتا ہی چھپائین کب تک

نہین ملتی ہمین دُنیا کے بکھیڑون سے نجات
یا نبی گر درہین گی یہہ بلائین کب تک

کیجیے وعدہ بلانے کا کہ اب تاب نہین
کہیے بدلین گی مخالف یہ ہوائین کب تک

چل زیارت کو بہانے نہین اچھے ہین میر
جمع کر دل کو پریشان یہ رائین کب تک

دشمن ترے عدو کا ہے ای مقتدا فلک
پامال ہو زمین سے وہ جائے جو تا فلک

ثابت ہوا یہ معنیِ لولاک سے ہمین
ہوتے اگر نہ آپ نہ ہوتا بنا فلک

تعلیمِ استماد کرین وہ تو ہون بہم
ہر چند سر نگون ہی فلک سے جدا فلک

گنبد مزارِ پاک کا ہے اسقدر بلند
کہتے ہین سب ہی زیرِ فلک وہ سرا فلک

دونون ذلیل ہون جو گرا ئین نظر سے آپ
بجائے خار کاہکشان آملا فلک

مجرم وہ ہون کہ اُس پہ ہین رکھدون جو بارِ جرم
ملجائے خاک مین صفتِ نقشِ پا فلک

امید ہے یہ تم سے کہ پردہ نہ فاش ہو
جس دن روئی کی طرح اُڑین جا بجا فلک

مضمونِ وصفِ شاہ مین ایسی بلند امیر
کرتی ہے ہر زمین کو طبع رسا فلک

زہے نو بہارِ شبیہہ مبارک
مصوّر نثارِ شبیہہ مبارک

بہارِ دو عالم ہو صدقے جو دیکھے
یہ نقش و نگارِ شبیہہ مبارک

مرقع سے عالم کے کیا کام مجھ کو
مین ہون دلفگارِ شبیہہ مبارک

مہ و مہر کہتے ہین جن کو وہ دونون
ہین آئینہ دارِ شبیہہ مبارک

وہ کیونکر پھنسے دام مین رنگ و بو کے
جو دل ہو شکارِ شبیہہ مبارک

یہہ ہے زیبِ دیوارِ عرشِ معلّےٰ — زہے اقتدارِ شبیہہ مبارک
لگین چار چاند اور شمس و قمر کو — اگر ہون دو چار شبیہہ مبارک
بہارِ زمین سے بہارِ فلک تک — نثارِ بہارِ شبیہہ مبارک
ملائک بھی آنکھون کا سرمہ بنائین — ملے گر غبارِ شبیہہ مبارک
دمِ اُنکا ہے آنکھون مین ہر آئنے کا — یہہ ہے انتظارِ شبیہہ مبارک

امیر اِس سے بہتر نہین کوئی دولت
کرون دل نثارِ شبیہہ مبارک

اِس بزم مین ہے جلوہ نما موے مبارک — اے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ موے مبارک
ہے اِن کو مسیحاے دو عالم سے علاقہ — ہر درد کی حق مین ہین دوا موے مبارک
محفل مین ہے مہکی ہوئی فردوس کی خوشبو — کن پھولونمین یارب ہی بسا موے مبارک
اللہ رے ترحم کہ اٹھاے ہوے آئی — اُمت کیلیے دستِ دعا موے مبارک
ہو آنکھ تو دیکھین کہ ہین آنکھین وہی آنکھین — دکھلاے جن آنکھونکو خدا موے مبارک
کیسے دلِ عشاق مین پیوست ہوے ہین — ہو کر تنِ اطہر سے جُدا موے مبارک
آنکھون ہین یہ پُتلی ہے تو دلمین ہی سویدا — دو آئنون کی ہے یہ جلا موے مبارک
پھر جائین گی آنکھین جو دمِ نزع تو پھر جائین — آنکھونسے مری ہون نہ جُدا موے مبارک
عشاق کو آتا ہے جو غش یاد مین رُخ کی — قرآن کی دیتے ہین ہوا موے مبارک
ٹہر جاتی ہے نظارہ سے آنکھونکی بصارت — کیسا برکت سے ہے بھرا موے مبارک
عقبیٰ کی طرف شافعِ اُمت جو سدھارے — دنیا مین تسلّی کو رہا موے مبارک
پلکون کی طرح ہون نہ جُدا آنکھون سے میری — آنکھین مری تم پہ ہون فدا موے مبارک
مستونکی یہ ہے جان تو دیوانون کا ارمان — کیا بوے فرح بخش ہے کیا موے مبارک
لے دُور ہی سے اے نگہِ شوق بلائین — نازک ہے نہ ہو جائے خفا موے مبارک

ایک ایک سے وابستہ ہی امید دو عالم
کونین کی قیمت ہی سوا موے مبارک

خوش ہو کہ امیر اب کوئی مشکل نہ رہیگی
ہین تیرے لیے عقدہ کشا موے مبارک

ردیف کاف فارسی

غزل عارفانہ

سیرت عشاق ہے ارباب صورت سے الگ
ہی طریقہ اُن کا ہفتاد و دو ملت سے الگ

چشم تر ہے اِن کی کوثر تخلِ طوبیٰ اِن کی آہ
اِنکا باغ دل کشا ہے باغ جنّت سے الگ

دل حرم اِن کا گریبان اِن کا محراب حرم
ہی یہ آئین عبادت ہر عبادت سے الگ

موت اِن کی زندگی ہی زندگی ہی اِن کی موت
رنج و راحت اِنکی ہین سب رنج و راحت سے الگ

در حقیقت خاص ہین یہ پیرو شرع رسولؐ
ہی شریعت اِنکی ظاہر مین شریعت سے الگ

تیغ غیرت سے ابھی رکھدین سر اپنا کاٹ کر
پانون پڑجاے اگر راہ محبّت سے الگ

کاہ ہو کر کوہ غم سر پر اُٹھا لیتے ہین یہ
یہ تحمل ہی کہین انسانکی طاقت سے الگ

خون دل مے ہے تو ہی لخت دل بریان کباب
لذّتین اِنکی ہین دنیا بھر کی لذّت سے الگ

ہین رجوع مطلب سے یہ اس طرح واصل بحق
جسطرح معنی نہین ہوتے عبارت سے الگ

آستین سے اِن کی جیب قدس کا پیوند ہے
دامن مقصود ہی کب دست ہمّت سے الگ

یہ ردیف اتنے لیے مین نے کہی ہے اے امیر
ہاتھ محشر مین نہو دامان حضرت سے الگ

ردیف لام

وہی ناجی ہی جو ہے خاک پاے احمد مرسل
کلید باب جنت ہے ولاے احمد مرسل

ہوئی یہ بات ہم کو معنی لولاک سے ثابت
ہوئی افلاک کی خلقت براے احمد مرسل

ہوے ممتاز مرسل جسکے اقرار نبوت سے
جہان مین کون ایسا ہے سواے احمد مرسل

یہ مصرع کندہ ہے دروازۂ عرشِ معلےٰ پر
کہ اس سے بھی کہیں اعلیٰ ہو جائے احمدِ مرسل

دلِ مومن میں کیونکر ہو نہ داغ اُن کی محبت کا
پڑے جب سنگ پر بھی نقشِ پائے احمدِ مرسل

اِنہیں راہِ رضا بخشی اُنہیں فردِ قضا بخشی
بنائے جب خدا ذی دست و پائے احمدِ مرسل

پھر آئے عرش پر جا کر گئی گرمی نہ بستر کی
عیاں کس پر نہیں ہے ماجرائے احمدِ مرسل

خطر کیا امتحاں سے تھا کہ بزمِ لامکاں میں تھا
خدا کی ذات پر تکیہ عصائے احمدِ مرسل

ہوا دونوں طرف سے گفتگو کا ایک ہی عالم
ملی آوازِ حق سے کیا صدائے احمدِ مرسل

امیرؔ اُن پیشواؤں کا میں صدقِ دل سے پیرو ہوں
جو ہیں صدرِ شریعت پر بجائے احمدِ مرسل

زندہ کر دیتا ہے مُردے لبِ خندانِ رسول
ہے مسیحا سے یہ جیتا ہوا میدانِ رسول

کس کی گردن میں نہیں ہے خمِ چوگانِ رسول
لے گیا سب سے سبق گوئے گریبانِ رسول

وسعتِ روئے زمیں ذرّہ ہے میدانِ رسول
رفعتِ ہفت سما قطرۂ عمّانِ رسول

قید سے حضرتِ یوسفؑ بھی چھٹے انکے سبب
کون عالم میں نہیں بندۂ احسانِ رسول

کیا سبب ہے جو مرے دل میں چبھی جاتی ہے
نوکِ نیزہ نہیں بشتر نہیں مژگانِ رسول

ایک دروازہ ازل ایک ہی دروازہ ابد
کس کی طاقت جو کرے سیرِ گلستانِ رسول

جامِ کوثر کے پیا کرتے ہیں ہم زیست میں بھی
کب تصوّر میں نہیں چاہِ زنخدانِ رسول

رتبہ یعقوبؑ سے حضرتؑ نے دوبالا پایا
دونوں سبطین تھے دو یوسفِ کنعانِ رسول

گریۂ کوہ سے کیونکر نہ ہوں چشمے جاری
سنگِ آزر وہ کرے جب دُرِ دندانِ رسول

رزق تقسیم یہ ہر روز کیا کرتے ہیں
سارا آفاق حقیقت میں ہے مہمانِ رسول

عالمِ قدس سے ہے باغِ نبوت کی بہار
عرشِ اعظم ہے سفالِ گلِ ریحانِ رسول

بے نشاں انجم و مہتاب تھے جس رات کہ تھا
جلوۂ نورِ خدا شمعِ شبستانِ رسول

نقدِ بخشش سے رہو نگانہ میں محروم امیرؔ

حشر مین ہوگا مرے ہاتھ مین دامان رسول

تم پہ مین لاکھ جان سے قربان یارسول
برآئین میرے دل کے بھی ارمان یارسول

کیون دل پہ مین فدا نہ کرون جان یارسول
رہتے ہین اس مین آپ کے ارمان یارسول

رحمت دکھائے حشر مین وہ شان یارسول
شرمندہ ہو کے ہون مین پشیمان یارسول

گشتہ ہون روسیاہ پاک کا نکلون جو قبر سے
جاری مری زبان پہ ہو قرآن یارسول

جس دم کہ دم بدن سے نکلنے لگے مرا
اس دم نہ ہون حواس پریشان یارسول

مین گھر گیا ہون فوج معاصی مین المدد
کوئی نہین نجات کا سامان یارسول

محشر مین دست بستہ کہون گا حضور سے
جی بھر کے نکلین آج تو ارمان یارسول

بلوائیے مدینے مین جائے یہہ تفرقہ
اب ہند مین بہت ہون پریشان یارسول

سختی نزع تنگی گور و حساب حشر
یہہ منزلین کڑی ہون سب آسان یارسول

دنیا سے اور کچھ نہین مطلوب ہے مجھے
لے جاؤن اپنے ساتھ مین ایمان یارسول

کیا پیاری پیاری باتین تھین اصحاب پاک کی
ق
لائے تھے جب سے آپ پر ایمان یارسول

ہنگام عرض کہتے تھے ہاتھون کو جوڑ کر
مان باپ سب ہین آپ پہ قربان یارسول

مین بھی تو ہون غلام اسی در کا حکم ہو
روکین نہ مجھکو آپ کے دربان یارسول

خوان عطا سے مجھکو بھی ہون نعمتین عطا
سرکار سے زبان ہے مین مہمان یارسول

اولاد مین مری برکت کا ظہور ہو
آباد گھر مرا نہ ہو ویران یارسول

اس شوق مین کہ آپ کے دامن سے جا ملے
مین چاک کر رہا ہون گریبان یارسول

سب انبیا کی شان زمانے سے ہے بلند
ان سب سے برتر آپکی ہے شان یارسول

کافی ہے یہ وسیلہ شفاعت کے واسطے
عاصی تو ہون مگر ہون پشیمان یارسول

اس چاک مین مجھے درجنت نظر پڑے
وحشت مین چاک ہو جو گریبان یارسول

حیرت زدہ ہے آنکھ تو رخسار دیکھکر
دل کیون ہے شکل آئنہ حیران یارسول

مشکل کشا ہین آپ امیر آپ کا غلام
اب اِس کی مشکلین بھی ہون آسان یارسول

ردیفِ میم

خلق کے سرور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسلِ داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ مجسم نیّرِ اعظم سرورِ عالم مونسِ آدمؑ
نوحؑ کے ہمدم خضرؑ کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ جہان ہین عرش مکان ہین شاہِ شہان ہین سیفِ زبان ہین
سب پہ عیان ہین آپکے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ سخاوت کانِ مروّت آیۂ رحمت شافعِ اُمت
مالکِ جنت قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

قبلۂ عالم کعبۂ اعظم سب سے مقدم راز سے محرم
جانِ مجسّم روحِ مصوّر صلی اللہ علیہ وسلم

دولتِ دنیا خاک برابر ہاتھ کو خالی دل کے تونگر
مالکِ کشورِ تخت نہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم

رہبرِ موسیٰ ہادیِ عیسیٰ تارکِ دنیا مالکِ عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

سروِ خرامان چہرِ گلستان جنّۃ نازان مہرِ درخشان
سنبلِ پیچان زلفِ معنبر صلی اللہ علیہ وسلم

چشمۂ جاری خاصۂ باری گردِ سواری بادِ بہاری
آئنہ داری فخرِ سکندر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے معمور یہ شیشہ ریشۂ نعت امیر اپنا ہے پیشہ
وِرد ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

پہنچ ہی جائین گے محبوب کی دربار مین ہم
یہ شوق ہے کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کوئی چلے نہ چلے ساتھ ہم تو جاتے ہین
عبث درنگ کرین کس کے انتظار مین ہم

خیالِ حلقۂ گیسوے شاہ دلمین جو ہے
تمام راہ رہین گے اسی حصار مین ہم

برنگِ بانگِ درا سب سے پیچھے کیون چلین
ہین ایک تیز قدم لاکھ مین ہزار مین ہم

کیا ہے جذبۂ کامل نے قافلہ سالار
امامِ سجدہ تو ہین گو نہین شمار مین ہم

جو بحرِ قافلہ ہے زائرون کا ہم ہین حباب
کہ سر سے آنکھون سے ہین قطرہ زن قطار مین ہم

اگرچہ ہیچ ہین لیکن ہین تحت سب اپنے
ہر حساب مین گویا کہ اعتبار مین ہم

لگا دیے ہین یہ پر شوق نے کہ رکھتی ہین
نظر سے اپنے قدم پھونک کے گذارین ہم

خدا جو چاہے تو زائر ابھی ہون رستی ہین
پہنچکے روضہ مین مرقد کو لین کنارین ہم

کبھی سرہانے کبھی پائنتی کرے بوسے
چمن چمن گلِ تازہ چنین بہارین ہم

میر لیکے چلے داغِ عشقِ شاہ کا گل
کرین گے سیرِ جنان کو شہ مزارین ہم

ضعف سے گو ہے اٹھانا مجھے دشوار قدم
شوق کہتا ہے کہ ہے شہر نہی چار قدم

راہِ مولا مین مین چلتا ہون تو یون چلتا ہون
پڑ کے پڑتے ہین نظر سے مری ہر بار قدم

سر سے آنکھون سے کرون منزلِ مقصود کو طے
تھک کے رہجائین جو میری دمِ رفتار قدم

خوش ہین ایسے کہ نہین پھولے سماتے ہرگام
کیون نہ گرد اپنے پھرین صورتِ پرکار قدم

آپ کے در پہ نہ رکھتے وہ اگر فرقِ نیاز
لیتے یوسفؑ کے نہ پھر مردم بازار قدم

سوئے تو آپ کے کوچے مین پہنچکر سوئے
واہ رکھتے ہین عجب طالعِ بیدار قدم

یہ رہِ شہ مین چلے اُن مین رہا دامن شاہ
ہاتھ مجرم ہین ہمارے نہ گنہگار قدم

ساتھ جب تک کہ رہے لین گے گنہگارونکو
مصطفےٰ خلد مین رکھین گے نہ زنہار قدم

ہم ہین اور رہروی وادیِ یثرب ہے میر
کس کو پروا ہے جو کانٹون سے ہون افگار قدم

ردیف نون

چلہ منظور ہے تا روضۂ انور پہنچین
پر لگا دے ہمین ای شوق کہ اڑکر پہنچین

ناتوان ہم ہین مدینہ ہے بہت ہندسے دور
دیکھیے منزلِ مقصود کو کیون کر پہنچین

قبر مین سخت فرشتون نے ستایا ہے مجھے
ق آرزو ہے کہ مدد کے لیے یاور پہنچین

گر نہ ہو آپ کو دربارِ خدا سے رخصت
حکم کر دیجیے حیدرؑ کو کہ حیدر پہنچین

راہ یثرب کی مسافر جو ذرا بھی بھولین
خضرؑ و الیاسؑ یقین ہے کہ برابر پہنچین

ق

رہ روانِ رہِ حضرت کو اگر پیاس لگے — حورین جنت سے لیے ساغرِ کوثر پہنچین
تھا یہ اللہ کو منظور کہ معراج کی شب — خلوتِ خاص مین تنہا شہِ صفدر پہنچین
کیون نہ رہ جائین خیالاتِ جہان صورت گرد — جب نہ جبریلؑ بھی ہمراہِ پیمبر پہنچین

قبر ہی خوب ہے اس منزلِ ہستی سے امیر
ٹھوکرین کھاتے ہین غربت مین کہین گھر پہنچین

ڈوبے ہوے ہین لوگ جو عشقِ جناب مین — کیونکر جلین گے حشر کے دن آفتاب مین
سبطین مصطفےٰ ہین جو زہرا کے نورِ عین — رتبت کسے وہ یہ سورہی ہین اُمّ الکتاب مین
آئینہ ہے یہ پنجتن و چہار یار کا — ٹکڑے ہین چار حرف ہین پانچ آفتاب مین
جتنے سوال چاہین کرین منکر و نکیر — حضرت کا ایک نام ہی سب کی جواب مین
تو وہ حبیبِ حق ہے کہ یوسفؑ کو بھولجائین — یعقوبؑ دیکھ کر ترے جلوے کو خواب مین
چلیے برنگِ مہر زیارت کے واسطے — سر کو قدم بنائیے راہِ ثواب مین
حضرت ہوے شفیع تو دونون کو دی نجات — مجرم تھے کشمکش مین فرشتے عذاب مین
مجرم ہو پاک جاے جو حضرت کے سامنے — ہوتا ہے خشک داس تر آفتاب مین
اللہ بخش دے جو وہ شیطان کو ہون شفیع — ہم مجرمون کے جرم تو ہین کس حساب مین
جو کہہ دیا ہے آپ نے اُس کا یقین کر — بیجا ہے فکر دوزخ و جنت کے باب مین
عشقِ رسول شرط ہے اسلام کے لیے — کب ہے شراب کیف ہو جس شراب مین
کس قیدیِ بلا کا نہین آپ کو خیال — پہنچے خبر جو بند ہوا ہو حباب مین
جاے جو سوے عالمِ بالا نگاہِ قہر — پانی کا قطرہ قطرہ سٹر ہو سحاب مین
آیا خیالِ انجمن لامکان ہمین — دیکھے کبھی جو عاشق و معشوق ٹاب مین
حضرت چلے سوار جو ہو کر براق پر — تا سدرہ جبرئیلِ امین تھے رکاب مین

اُس زلف و رخ کی مدح و ثنا کی ہے جب امیر

لکھے ہین شعر مشک ملا کر گلاب مین

مقامِ امتحان مین دل جو اپنا تول لیتے ہین
وہی سودا ئے بازارِ محبت مول لیتے ہین

رقم کرتے ہین جب مضمون سوادِ چشمِ حضرت کی
سیاہی مردمک کی آنسوؤن مین گھول لیتے ہین

کشائش سب طرح کی ہے سرِ فرقانِ حضرت مین
اسی ناخن سے عاشق دل کی عقدے کھول لیتے ہین

کبھی بزمِ عزا کرتے ہین گہ میلاد کی محفل
کبھی رو پیٹ لیتے ہین کبھی ہنس بول لیتے ہین

فدا کرنے کو قدِ غیرتِ شمشادِ حضرت پر
بہت ہم سرو سے آزاد بندے مول لیتے ہین

جو دھیان آتا ہے دندانِ مبارک کی شہادت کا
بہا کر اشک ہم دامن مین موتی رول لیتے ہین

ترازو طبعِ سنجیدہ ہے اپنی فیضِ حضرت سے
نہین اچھے بُرے اعمال اپنے تول لیتے ہین

نہین نقصان سوائے نفع بازارِ محبت مین
جو اک جاتا ہے تو اسکے ہاتھ یوسف مول لیتے ہین

امیرِ الفت جو دل مین رکھتے ہین ابروئے حضرت کی
وہ اس کنجی سے قفلِ بابِ جنت کھول لیتے ہین

جو لوگ الفتِ حضرت مین جان دیتے ہین
ملک انہین کو جنان کی زبان دیتے ہین

بڑا پلید ہے منکر ہے جو نبوت سے
گواہی اس کی زمین آسمان دیتے ہین

اثر مین نام محمد کا اسمِ اعظم ہے
کلامِ حق مین یہ قاری نشان دیتے ہین

جہان اترتے ہین رستے مین آپکے زائر
روا ئے امن ملک سر پہ تان دیتے ہین

خیالِ روضۂ والا جو سر فراز کرے
تو ہم قیام کو دل سا مکان دیتے ہین

پکارتے ہین تمہین کو یہ یا رسول اللہ
جو مسجدون مین مؤذن اذان دیتے ہین

جو زیرِ سایۂ دیوارِ شاد کرتے ہین خواب
وہ اپنی آنکھ کو سونے کی کان دیتے ہین

برہمن آئے مسلمان ہو کچھ خطر نہ کرے
کہ کافرون کو یہ مومن امان دیتے ہین

بتون کو توڑ کے آئے تو پائے باغِ بہشت
خدا کو صاحبِ دین و ریمان دیتے ہین

نہین سمجھتے یہ جائے گا پہلے یثرب مین

امیر پیر کو طعنے جوان دیتے ہین

زخمیِ عشق دمِ تیغِ الم جانتے ہین
اس تڑپنے مین جو لذت ہے وہ ہم جانتے ہین

کہدو رضوان سے ہمین سیر کی تکلیف نہ دے
ہم مدینے ہی کو گلزارِ ارم جانتے ہین

ہمف کرنے لگے موسیٰ تو یہ آئی آواز
کوئی کیا جانے گا احمد کو تو ہم جانتے ہین

بادشاہی ہے ترے در کی گدائی جنکو
ٹھیکرا بھیک کا وہ ساغرِ جم جانتے ہین

خشک کیا فرعِ امید رہے گا اُن کا
جو ترے گیسوؤن کو ابرِ کرم جانتے ہین

نیستی ہے انہین ہستی جو تری پیرو ہین
عمرِ صد سالہ کا وقفہ کوئی دم جانتے ہین

اسمِ پاک آپکا ہے سب سے مقدم مرقوم
رتبہ جو آپ کا ہے لوح و قلم جانتے ہین

دلِ کفار مین پڑتے ہین اگر داغ حسد
ہم وہ پتھر ہین ترے نقشِ قدم جانتے ہین

تیرے گیسو سے ہے پیراہن کعبہ گاہ
تیری آنکھون کو غزالانِ حرم جانتے ہین

تشنۂ شوق ترے قدمِ ہمت کے حضور
بحرِ زخار کو قطرے سے بھی کم جانتے ہین

جلوۂ نورِ سیہ اور کوئی کیا جانے
تیرے گیسو تیری عارض کی قسم جانتے ہین

جا سکے اڑ کے نہ معراج مین ہمراہ براق
جبرئیل آپ کے توسن کا قدم جانتے ہین

غیب کے حال سے جو لوگ ہین آگاہ امیر
وہ اُسے مجمعِ امکان و قدم جانتے ہین

ہر چند کوئی گنج سے خالی زمین نہین
کوچے مین شاہ کے ہے جو دولت کہین نہین

کس کی ہے آنکھ ایسی کہ دیکھے جمالِ پاک
دریا سماسکے کوزے مین ہم کو یقین نہین

وہ دن بھی ہو کہ روضۂ اقدس پہ ہون مقیم
رضوان بلائے مجھکو کہون مین نہین نہین

بے شبہہ ہے سجود کے لائق وہ آستان
پر لائقِ سجود کسی کی جبین نہین

جس بزم مین کہ جمع ہین خاصان کردگار
وان آپ کے سوا کوئی مسند نشین نہین

ذرّے سے آفتاب تلک سب مطیعِ حکم
قبضے مین آسمان نہین یا زمین نہین

یثرب میں چل کے روضۂ اقدس کو دیکھ لے
دشوار کچھ نظارۂ عرشِ بریں نہیں

معراج جب ہوئی گئے حضرتؐ کہاں کہاں
واقف سوائے حضرتِ روح الامیں نہیں

لیتا ہوں کب کسی کے میں مضمون اے امیر
خرمن ہے میرے پاس کوئی خوشہ چیں نہیں

مرتے مرتے جو ترا نام نہیں لیتے ہیں
وہ رہِ کعبۂ اسلام نہیں لیتے ہیں

دستگیری نہیں کرتے ہیں محمدؐ کس کی
کون گرتا ہے کہ وہ تھام نہیں لیتے ہیں

اب تو للہ اُسے لیجیے رُخِ انور سے نقاب
دل جگر سینے میں آرام نہیں لیتے ہیں

خاکساروں کو ترے آبِ بقا سے کیا کام
خضرؑ دیتے ہیں انہیں جام نہیں لیتے ہیں

جان دیتے ہیں مریضانِ محبت لیکن
آپ کی یاد سے آرام نہیں لیتے ہیں

دل ہے مینائے محبت یہ ہی قُلقُل کی صدا
ہچکیاں نزع کے ہنگام نہیں لیتے ہیں

جان دیتا ہے جو حضرتؐ پہ وہ پاتا ہی بہشت
ایک کا مال وہ بے دام نہیں لیتے ہیں

آپ کا حاسدِ بدکیش ہے ایسا منحوس
صبح کو جس کا کبھی نام نہیں لیتے ہیں

یاد تیری جنھیں لے جاتی ہی غربت کی طرف
گھر کا وہ بھول کے بھی نام نہیں لیتے ہیں

آپ کے عارض و گیسو کی جو دیوانے ہیں
چین وہ صبح سے تا شام نہیں لیتے ہیں

وصفِ حضرتؐ میں کہا کرتے ہیں ہم شعر امیر
فکر سے اور کوئی کام نہیں لیتے ہیں

پہنچا امیر خیر سے در اکی جناب میں
ہے لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب میں

کہہ دو ملائکہ سے کریں اور پر کرم
میں ہوں شفیعِ روزِ جزا کی جناب میں

پستیِ بخت سے وہ چھٹا جو پہنچ گیا
محبوبِ خاص ربِّ علا کی جناب میں

دونوں جہاں کا امن ہی دونوں جہاں کا حفظ
اُس بادشاہِ ہر دو سرا کی جناب میں

پیاسو سنے کہو آئیں کہ ہی شریعتِ حیات
بحرِ کرم محیطِ سخا کی جناب میں

کہتا ہون اب بھی دیکھ اُٹھا ہاتھ جور سے ق اے چرخ ورنہ ہونگا مین شاکی جناب مین
مین تو ترے بیان کرون گا ہزار ظلم تو کیا کہے گا شاہد اکی جناب مین
جور و ستم کھلین گے تو مجھکو ضرور آپ بھیجین گے قید کر کے خدا کی جناب مین

نکلا نہ منہ سے کلمہ بیجا کبھی امیر
جو عرض مین نے کی وہ بجا کی جناب مین

شتاب آؤ کہ ہین صرف انتظار آنکھین لگی ہین در کی طرف شوق سے ہزار آنکھین
کرو ظہور کہ دل شاد ہون محبون کے ملین یہ پاے مبارک پہ بار بار آنکھین
خبر ہے شہر رمضان عشق کا ہی یہ حال کہ چھت سی لگ گئین اسے شاہ نامدار آنکھین
یہہ عشق عارض مولا نے پھل دیا ہی ہمین ابھی سے دیکھتی ہین خلد کی بہار آنکھین
بند ہے شہادت دندان پاک کا جو خیال تو کیون نہ صورت نیسان ہون اشکبار آنکھین
وہ دن بھی ہو کہ زیر داغ ندر دے تہمین دل قدم پہ اشک کے گوہر کرین نثار آنکھین
اجل بھی منتظرون کی جو ہجر مین آئے آگین گی صورت نرگس سر مزار آنکھین
یہ دی ہی آپنے قوت دل اہل دین کی ہین شیر محال ہے سنگ دنیا کرے جو چار آنکھین
کرین جو آپ قدم رنجہ قدسیون کی طرف بچھائین زیر قدم لاکھ دل ہزار آنکھین
جو مہر و مہ نہ لگائین وہ کحل خاک قدم خلل ہو نور مین پیدا کرین غبار آنکھین

امیر شاہ ضعیفون کو دین اگر قوت
نکالین شیر کی اطفال شیر خوار آنکھین

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہون حسرت آتی ہے یہ پہنچا مین رہا جاتا ہون
المدد المدد اے شافع روز محشر بوجھ بھاری ہے گناہون کا دبا جاتا ہون
ہے زیارت پہ فقط عشق سے افاقہ موقوف آپ آتے ہین تو مین آپ مین آ جاتا ہون
دو قدم بھی نہین چلنے کی ہے مجھ مین طاقت شوق کھینچے لیے جاتا ہی مین کیا جاتا ہون

قافلے والے چلے جاتے ہین آگے آگے
مدد اے شوق کہ پیچھے مین رہا جاتا ہون

کاروانِ رہِ یثرب مین ہون آوازِ درا
سب مین شامل ہون مگر سب سے جدا جاتا ہون

اِس لیے تا نہ ملے روکنے والون کو پتا
محو کرتا ہوا نقشِ کفِ پا جاتا ہون

فیضِ مولا سے ابھی صبر کی طاقت ہے امیر
جو کڑی سامنے آتی ہے اٹھا جاتا ہون

دل کو کب شوقِ مزارِ شہِ کونین نہین
بے زیارت مجھے آرام نہین چین نہین

ہو روان اے دلِ بیتاب کہ موقع یہی ہے
راستہ صاف ہے حائل کوئی بین نہین

جبہہ سائی کی مین مشتاق بشر ہون کہ ملک
جز درِ شاہ کوئی قبلہ گہ دارین نہین

وہی چکا اُسکو مین دل جسنے دیا تھا مجھ کو مین
فارغ البال ہون ذوقِ مرے اب دین نہین

ابرو صاحبِ معراج ہے یہان پیشِ نگاہ
نقش کب دل پہ مرے غیرِ تو سین نہین

ہے اشارہ کہ مین ہمراہ محمدؐ کے علیؑ
لفظِ معراج مین یہ میم نہین عین نہین

نورِ عینینِ شہِ ہر دو سرا ہین یہ امیر
سب مین آگاہ نہان رتبہ سبطین نہین

دودھ پیتے ہوے اطفال نہ کیونکر بولین
جب لبِ لعل کی تاثیر سے پتھر بولین

ہو گناہون کا نہ انجام بجز رسوائی
کیا چھپین جرم جو اعضاء مرے محشر بولین

دلِ زائرین جو کر کسیر کا آجاے خیال
بوٹیان آپ ہی جنگل مین برابر بولین

سبزہ زارِ حرمِ شاہ کی جو سیر کرین
طوطی اُن نیک خصالون کی نہ کیونکر بولین

عاشقِ شاہ ہون جھگڑین جو قیامت مین ملک
ہے یقین میری طرف سارے پیمبر بولین

آپ کی چشمِ سخندان کا ثنا خوان ہون مین
مُنھ سے ہے کیا آگے مرے اور سخنور بولین

دشمنِ شاہ وہ بدبین ہے جس گھر مین رہے
چھت کی کڑیان نہ کبھی چپ ہون برابر بولین

وہ مسیحا ہین کہ حضرتؑ جو پکارین اُن کو
جی اٹھین مردمِ تصویر مقرر بولین

باعثِ حفظِ جہان نام ہے حیدر کا امیر
حکمِ حیدر پہ نگہبان نہ کیونکر بولین

ہون تو مجرم پر نہین شبہ مرے اقبال مین
نامِ حضرتؐ بھی ہے میرے نامۂ اعمال مین

رشتے توڑے دامِ صیاد اپنے ہاتھ سے
نامِ حضرتؐ سے جو طائر قید ہو کر جال مین

جرم گو بے حد ہین پر مین عاشقِ مولا تو ہون
آیۂ لاتقنطوا کیونکر نہ نکلے فال مین

کیون نہ لکھ دے باغِ جنت کی سند مجھکو خدا
لکھے ہین دفتر کے دفتر آپکے احوال مین

ہین وہ عیسیٰؑ ہو مرقع مین جو حضرت کی شبیہہ
کیا عجب ہے جان پڑ جائی ہر اک تمثال مین

یادِ مولا مین جو روئین اپنی آنکھین اے امیر
ابر تر بھر بھر کے موتی لیگئے رومال مین

حضرتؐ کا خدا کے گھر مین جلوا دیکھون
مکے مین مدینے کا تماشا دیکھون

یارب ترے محبوب کا دامن ہاتھ آئے
اِس سائے مین محشر کا تماشا دیکھون

دل کہتا ہے جاتا ہون مدینے کی طرف
رو کے تو کوئی راہ مین اچھا دیکھون

جس دل مین حضور کی ہو حسرت اُس کو
کِن آنکھون سے خاک پہ نہ پیتا دیکھون

بیمار ہے عشقِ احمدی کا دلِ زار
یارب مین کبھی اِسے نہ اچھا دیکھون

جن آنکھون سے دیکھا ہی وہ روئے گلگون
اُن آنکھون سے کیا خونِ تمنا دیکھون

حیرت بھری آنکھ سے کبھی خواب ہی مین
وہ روضۂ پُر نور خدایا دیکھون

نیند آئے جو مجھ کو تو اُسی کی دھن مین
جب آنکھ کھلے اُسی کا جلوا دیکھون

وہ پھول سا چہرہ مین نے دیکھا ہی صبا
مین کیا ترے پھولونکا تماشا دیکھون

وہ درد محبت مین مزہ ہے کہ امیر
مر جاؤن مگر نسخہ نہ دوا کا دیکھون

شبِ معراج ہے مہمان رسولؐ اللہ آتے ہین
چلو حور و پڑھو غلمان رسولؐ اللہ آتے ہین

جلا جل رہی ہین مہر و مہ کی دھوم پھیلی ہے
خوشی سے دہر ہی رقصان رسول اللہ آتے ہین

کھلے جاتی ہین غنچے سبزہ کیا کیا لہلہاتا ہے
گل فردوس ہین خندان رسول اللہ آتے ہین

لگائین اچھے اچھے پھول چن کر ڈالیان جلدی
خبر حور و نکو دی رضوان رسول اللہ آتے ہین

فدا ہونے کو ہے تیار سارا عالم بالا
ملک صدقے فلک قربان رسول اللہ آتے ہین

لگائے آسرا تھے قدسیان عرش مدت سے
نکل جائینگے اب ارمان رسول اللہ آتے ہین

کسی کو اب نہین حاجت ہے اعجاز مسیحا کی
کہ ہر اک درد کی درمان رسول اللہ آتے ہین

کرینگے جان نثاران محبت دل نثار اپنا
سرور جان مشتاقان رسول اللہ آتے ہین

امیر اس وقت جو کچھ مانگنا ہو مانگ لے تو بھی
حبیب ایزد سبحان رسول اللہ آتے ہین

غل ہے معراج کی شب شاہ امم آتے ہین
مالک مہر و مہ و لوح و قلم آتے ہین

آپ بالائے براق آتے ہین اور روح امین
بوسے دیتے ہوے بالائے قدم آتے ہین

ہر قدم پر صفت خلق کا ہوتا ہے ظہور
بر سر لطف و عنایات و کرم آتے ہین

نکلے گی عالم امکان سے سواری شب کو
روشنی کرنے کو انوار قدم آتے ہین

تا نہ ہو منزل خورشید مین گرمی کا اثر
سایہ کرنے کے لیے ابر کرم آتے ہین

حورین یون ساتھ سواری کی ہین خوش خوش جیسے
شوخیان کرتے غزالان حرم آتے ہین

دونون حضرت کی جلو دار ہین تھامے ہین رکاب
آج جبریلؑ و سرافیلؑ بہم آتے ہین

شان و شوکت کوئی دیکھے تو شہنشاہی کی
کہ ملائک لیے ہاتھون مین علم آتے ہین

اہل ہستی کا تو کیا ذکر ہے ایسی ہی خوشی
تہنیت کے لیے ارباب عدم آتے ہین

غول کے غول ملائک ہین ادھر اور ادھر
واہ کس شان سے با جاہ و حشم آتے ہین

جو کڑی آتی ہے آواز یہ آتی ہے امیر
تو ہر اسان نہ ہو ہم آتے ہین ہم آتے ہین

نہین ہے آپ کے رُخ کا شمار پھولون مین
بسی ہوئی ہے عروسِ بہار پھولون مین

عرق جو اُس گلِ عارض سے باغ مین ٹپکے
چٹک کے غنچے پکارین بہار پھولون مین

نثار کر ہمین لے چل کے اے صبا اُس پر
پڑی ہوئی ہے یہ ہر سُو پکار پھولون مین

ہر ایک گل چمنِ فاطمہؓ کا ہے اِک باغ
یہہ انتخاب ہے ستّر ہزار پھولون مین

زمانے بھر مین ہے اصحابِ پاک کی خوشبو
مہک گیا چمنِ دہر چار پھولون مین

حضور کے رخِ نازک سے آگر آئین تو
نکال دون گا مین شاخین ہزار پھولون مین

ہر ایک گل ہے جو نرگس کی طرح چشم براہ
یہ کس کے آنے کا ہی انتظار پھولون مین

جو نیند آگئی طائف مین بول اُٹھے جبریلؑ
کہ سو رہا ہے مرا گلعذار پھولون مین

کسی مین آپ کی بُو ہے کسی مین آپکا رنگ
عیان ہے رحمتِ پروردگار پھولون مین

ہزارون داغ مرے دل کو عشقِ احمد سے
بھلا نہ ہوگا مرا پانچ چار پھولون مین

نہین ہین اشک یہ اُس رخ کی یاد مین جاری
امیر ہے یہ رواں آبشار پھولون مین

فرشتون مین ہے ہنگامہ رسولِ پاک آتے ہین
کھلین رحمت کے دروازے شہِ لولاک آتے ہین

ستارون سے کہو آنکھین بچھائین انکی آمد ہے
ملائک جن کے در پہ جھاڑو کی کو خاک آتے ہین

طلب معشوق کی عاشق نے کی ہی بھیجکر خلعت
لیے جبریلؑ سر پر آپ کی پوشاک آتے ہین

فرشتون کے پرون ہی پہ قدم پڑتے ہین مستی مین
فلک سے تازہ مہمان ہیں ہوئی ہی ڈاک آتے ہین

قدم لین دوڑ کر قدسی تو حاصل ہو سرافرازی
شرف جن سے زمین کو تھا سرِ افلاک آتے ہین

براقِ برق دم سے برق خوش ہو ہو کے کہتی ہے
چلن کیا کیا تجھے اے توسنِ چالاک آتے ہین

وہ آتے ہین کہ جن کی نرگسی آنکھون کی سودائی
پے تسکین دل خوردن کو جا کر تاک آتے ہین

عجب رنگین نشاط افزا چمن ہے حسنِ حضرت کا
کہ ہنس پڑتے ہین جو روتی ہوی غمناک آتے ہین

ہے آمد آمد اُن کی جن کے سودائی محبت مین
عدم سے سوئے ہستی گل گریبان چاک آتے ہین

اُٹھا کر اُنگلیاں کہتی ہین موجین بحرِ رحمت کی
کہ دریائے رسالت کی بڑی سیر اک آتی ہین

کرے فریاد امیر بے زبان اس دادرس کے سے
کہ ہر دم کھینچ کر خنجر گئے سفاک آتی ہین

موت ہے سر پہ کھڑی یا رحمۃ للعالمین
ہے مصیبت کی گھڑی یا رحمۃ للعالمین

حشر کا دن ہے سوا نیزے پہ آیا آفتاب
دھوپ پڑتی ہے کڑی یا رحمۃ للعالمین

سر اُٹھائین آپ سجدے سے شفاعت کیلیے
خلق ہے کب سے کھڑی یا رحمۃ للعالمین

آپ ہین مشکل کشا اُمت کو کچھ پروا نہین
لا کہ مشکل ہو بڑی یا رحمۃ للعالمین

خلق تڑپی جاتی ہے کھیتی ہوئی جاتی ہے خشک
ابرِ رحمت کی جھڑی یا رحمۃ للعالمین

ہو جو تارِ اشک پر میرے عنایت کی نظر
موتیون کی ہو لڑی یا رحمۃ للعالمین

اب مجھے جلدی مدینے مین طلب کیجیے
سخت ہے اک اک گھڑی یا رحمۃ للعالمین

راہِ اُلفت مین ملی جو شاخِ کانٹون سے بھری
تھی وہ پھولون کی چھڑی یا رحمۃ للعالمین

گو بڑا عاصی ہون پر حضرت شفاعت تو کرین
شانِ رحمت ہے بڑی یا رحمۃ للعالمین

حشر مین ہے اک ہجوم اور مین ہون نشانِ جمال
یہ بڑی مشکل پڑی یا رحمۃ للعالمین

آپ ہی کا ہے امیر آئین مدد کو آپ ہی
آئے جو اُس پر کڑی یا رحمۃ للعالمین

مدینے مین دلِ پُر داغ اپنا لے کے جاتا ہون
بڑے سرکار کے دربار کی ڈالی لگاتا ہون

مدینے کی زمین کو جھاڑتا پلکون سے جاتا ہون
جو کانٹے راہ مین ملتے ہین آنکھون سے لگاتا ہون

بہت ہی ناتوان ہون مین قدم مشکل سے اُٹھتا ہے
تو اے دل آگے آگے چل مین پیچھے پیچھے آتا ہون

ضعیف و نار ہون گو قافلے بھر سے مگر دیکھو
مین آوازِ جرس کی طرح آگے سب سے جاتا ہون

تصور کر رہا ہون سلکِ دندانِ مبارک کا
مین اپنی آتشِ دل آبِ گوہر سے بجھاتا ہون

کچھ ایسا ولولہ ہے راہ مین شوقِ زیارت کا
کہ دل بڑھتا ہے ہاتھون جب قدم آگے بڑھاتا ہون

تصدق اس عنایت پر مین اس اعجاز کے صدقے
کہین ہون آپ لیکن مین تو اپنے دل مین پاتا ہون

فلک جو داغ دیتا ہے مجھے عشقِ محمدؐ مین
اُسے آغوش مین لے کر کلیجے سے لگاتا ہون

عجب راحت عجب ٹھنڈک مرے دل کو پہنچتی ہے
غلافِ روضۂ حضرتؐ جو آنکھون سے لگاتا ہون

جلاتا ہون جو اسے دل آتشِ عشقِ محمدؐ مین
جہنم کی بھڑکتی آگ سے تجھ کو بچاتا ہون

مرے دل کو ہے جب سے یاد دندانِ مبارک کی
گہر بنتے مین آنکھون سے اگر آنسو بہاتا ہون

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ اُس در تک پہنچ جاؤن
کہین روح الامین تم آؤ مین پردہ اُٹھاتا ہون

الٰہی اب مین یہان گھبرا گیا ہون جی نہین لگتا
اُٹھا کر ہند سے بستر مدینے مین لگاتا ہون

مدینے کو سفر ہم اے دلِ ناشاد کرتے ہین
یہہ گھر برباد کرتے ہین وہ گھر آباد کرتے ہین

غمِ عشقِ نبیؐ سے گھر ترا آباد کرتے ہین
نہ گھبرا اے دلِ ناشاد تجھ کو شاد کرتے ہین

چلے جو سوئے یثرب اُس کے دامن سے یہ جا لپٹے
ہم اس حسرت مین اپنی خاک کو برباد کرتے ہین

تجھے افلاک اب تک خاک کا پیوند کر دیتے
مگر تیرا سمجھ کر رحم یہہ جلاد کرتے ہین

اِدھر عاشق یہ صدقے ہین اُدھر معشوق پر قربان
خدا کے ساتھ محبوبِ خدا کو یاد کرتے ہین

فدا کرنے کو حضرت پر لیے چلتے ہین اب اے دل
تو اک مدت کا قیدی ہے تجھے آزاد کرتے ہین

کلامِ عاشق و معشوق مین بھی رنگِ وحدت ہے
وہی ارشادِ باری ہے جو آپ ارشاد کرتے ہین

حضور آئے گیا دورِ ستم عہدِ کرم آیا
ستم کرنے سے توبہ اب ستم ایجاد کرتے ہین

خدا نے آپ کو پیدا کیا اولادِ آدمؑ سے
پری زادون پر اس سے ناز آدم زاد کرتے ہین

مدینہ جانِ جنت افضلِ ہے ہم کیون کہین جائین
ترے روضے مین سیرِ گلشنِ ایجاد کرتے ہین

دلِ بیمار کو لذت مسیحائی کی ملتی ہے
لبِ جانبخش حضرت کو جہان ہم یاد کرتے ہین

ہمین ہے کھینچا نقشہ سراپا سے محمدؐ کا
ہر اک موئے بدن کو خانۂ بہزاد کرتے ہین

شفیعِ عاصیان اب جلد آپ آئین شفاعت کو
گنہگارانِ اُمت دیر سے فریاد کرتے ہین

مدینے مین صبا لائی ہے مژدہ کس کی آمد کا
کہ مرغانِ چمن شورِ مبارکباد کرتے ہین

ملا ہے جن کو ذوقِ دردخوانِ عشقِ احمد سے
گلہ کیسا وہ شکرِ لذتِ بیداد کرتے ہین

جُدائی مین کٹی اِک عمر یارب وہ بھی دن آئے
کوئی کہدے کہ چل سرکار تجکو یاد کرتے ہین

غزل نعت مین کہتے ہین وہ مقبول ہوتی ہے
ملک صلِّ علیٰ کہہ کہہ کے اسپر صاد کرتے ہین

امیر اتنی حقیقت ہے ہماری نعت گوئی کی
ملا ہے مہربان فریادرس فریاد کرتے ہین

ہائے وہ جلوہ نظر آتا نہین
میری حسرت پر ترس کھاتا نہین

چلد یے ہوش و خرد صبر و قرار
دھیان لیکن آپ کا جاتا نہین

ہے وہی داغِ محبت کی بہار
اِس چمن کا پھول مُرجھاتا نہین

آپ مین آتا ہے جب مستِ عشق
ہائے اُس وقت آپ کو پاتا نہین

شرمِ عصیان سے مین روز باز پُرس
سامنے سرکار کے جاتا نہین

یہ عمل اور دعوئے عشقِ رسول
کچھ تو اے دل اُس سے شرماتا نہین

وصل اِک مدت سے حاصل ہے مگر
دل سے دھڑکا ہجر کا جاتا نہین

ملتی ہے سائل کو مُنھ مانگی مراد
کوئی تجھ سا اے سخی داتا نہین

رو نہ ہوتی ہے وہ ایسی بارگاہ
کوئی میری عرض پہنچاتا نہین

ضعف سے بے حس ہون بستر پر پڑا
درد بھی کروٹ بدلواتا نہین

جب تلک تڑپانے والا ہو نہ پاس
کچھ تڑپنے مین مزہ آتا نہین

درد اُٹھواتا ہے جب اُس بزم سے
ضعف بھی تو مجکو بٹھلاتا نہین

بیخودی ہی مین وہ جلوہ دیکھ لون
خواب کیسا غش بھی اب آتا نہین

المدد شوقِ مدینہ المدد
تھک گیا ہون اب چلا جاتا نہین

خاک اگر ہوتا نہین روئے ہی دل
کیون یہ پانی ہو کے بہہ جاتا نہین

اب بُلا لے اے شہنشاہِ عرب
ہند مین مجھ سے رہا جاتا نہین

کیا عدم مین بھی مدینہ ہے کوئی
جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

آہ بھی کرتا نہین ہون عشق مین
بات دل کی مُنہ پہ مین لاتا نہین

یاد مین معشوق کی رہتا ہے مست
دل کبھی عاشق کا گھبراتا نہین

عشق مین مجھ کو تو سمجھاتے ہین سب
میرے دل کو کوئی سمجھاتا نہین

یہ حیا در پردہ شوخی ہے امیر
خواب مین بھی بے نقاب آتا نہین

ہند مین جب یہ مصائب ہین امیر
کیون مدینے کو چلا جاتا نہین

دلِ دردمند کی داستان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون
تمہین غمزدون کی ہو قدردان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

تمہین بیکسون کے شفیق ہو تمہین بے بسون کے رفیق ہو
جو گزرتی دل پہ ہے جانِ جان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

مرے حال پر بھی کرم کرو جو کرو نہین عرض وہ سن تو لو
تمہین باپ مان سبھی ہو مہربان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

ہوئی جس تڑپ مین مری بسر جو گزر گئی مری جان پر
شبِ انس و جان مہ و دو جہان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

تمہین داد گر ہو یتیم کے تمہین چارہ گر ہو سقیم کے
یہ مہ تن ہون در و مین ناتوان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

مجھے در بدر یہ پھرائے گا نہ کبھی یہ راہ پر آئے گا
مجھے پیس ڈالے گا آسمان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

مرا ہمدم ایک تھا دل مرا اُسے بھی غمون نے گھلا دیا
نہین ملتا اُس کا بھی اب نشان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

دمِ نزع ایسی ہے بیکسی نہین ساتھ دیتی حواس بھی
مجھے چھوڑ ہی جاتا ہے کاروان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

جو لحد مین مجھ سے سوال ہو تمہین آ کے اُس کا جواب دو
یہ بہت ہی سخت سے امتحان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

نہ زمین سُنے نہ فلک سُنے نہ بشر سُنے نہ ملک سُنے
نہین سُنتا کوئی مری فغان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

کوئی دلنواز یہان نہین مجھے تابِ ضبطِ فغان نہین
مرے دل مین ہے جو غمِ نہان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

جو امیر دیکھین نبی اِدھر تو کہون یہ ہاتھون کو جوڑ کر
کہ تڑپ کو دل کی مین نیم جان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

آنسو مری آنکھون مین نہین آئے ہوے ہین
دریا تری رحمت کے یہ لہرائے ہوے ہین

ہم اور عبادات و ریاضات کی لذت
سب سختے یہ سرکار ہی کے لائے ہوے ہین

دے دیجیے پابوس کی اب ہم کو اجازت
کب سے دلِ بیتاب کو ٹھہرائے ہوے ہین

احکام تری شرع کے ہر نفس شقی کو
روکے ہوے ڈانٹے ہوے دھمکائے ہوے ہین

کیا پوچھتے ہو ٹوٹتے ہین کیون جگر و دل
یہ دونون تمہارے ہی تو ٹر پائے ہوے ہین

اللہ ری حیا حشر مین اللہ کے آگے
ہم سب کے گناہون پہ وہ شرمائے ہوے ہین

اُمت کا مری بال نہ بیکا ہو یہ ہٹ ہے
گیسو سر دوش اس لیے بل کھائے ہوے ہین

وحشی ہین ترے سرکشی نفس پہ برہم
آہو ہین مگر شیر پہ جھنجلائے ہوے ہین

جتنے ہین نبی حشر مین سب بیعتِ حق سے
مدہوش ہین بیہوش ہین گھبرائے ہوے ہین

یہ آپ ہی کا حوصلہ ہے خاص کہ اس وقت
اُمت کی شفاعت کیلیے آئے ہوے ہین

دیکھے ہوے ہین شمس و قمر اے شہِ خوبان
سب پائے نگہ کر مری ٹھکرائے ہوے ہین

مین نے چمنِ خلد کے پھولون کو بھی دیکھا
سب آگے ترے ہیچ کر مرجھائے ہوے ہین

کن آنکھون کا بیمار ہون یارب کہ مرے گھر
عیسیٰ بھی مجھے دیکھنے کو آئے ہوے ہین

عشاق کی آنکھون کو رُلاتے ہو تمہین تو
یہ جام تمہارے ہی تو چھلکائے ہوے ہین

شاخون مین یہ پتے نہین اے خیرتِ گلشن
سب ہاتھ ترے سامنے پھیلائے ہوے ہین

پھولون کی طرح ہجر مین عشاق کے دل بھی
افسردہ ہین پژمردہ ہین مرجھائے ہوے ہین

بھاتا نہین کوئی نظر آتا نہین کوئی
دل ہین وہی آنکھون مین وہی چھائے ہوے ہین

جی بھر کے ہین دیکھنے دو حشر مین دیدار
اک عمر کے ترسے ہوے ترسائے ہوے ہین

عشاق کی آنکھون ہی پہ موقوف نہین ہے
آئینے بھی اس حسن پہ للچائے ہوے ہین

روشن ہوے دل پر تو رخِ زیبا سے
یہ ذرّے اُسی مہر کے چمکائے ہوے ہین

شاہون سے وہین کیا جو گدا ہین ترے در کے
یہ اے شہِ خوبی تری شہ پائے ہوے ہین

آئے ہین جو وہ بیخودیِ شوق کو سُنکر
اُسوقت امیر آپ مین ہم آئے ہوے ہین

نظر مین وہ جب سے سمائے ہوے ہین
ہم آنکھون کو سب سے چھپائے ہوے ہین

وہ جلوے نظر مین سمائے ہوے ہین
کہ ہم چاند سورج پہ چھائے ہوے ہین

جھلک اُنکی دیکھی ہے ہم نے جو اسمین
کلیجے سے دل کو لگائے ہوے ہین

فشار اے زمین لحد دے نہ ہم کو
ترے گھر مین مہمان آئے ہوے ہین

صدا دے رہی ہے یہ گورِ غریبان
یہان سب فلک کے ستائے ہوے ہین

دکھادے خدا شمعِ رخسارِ حضرت
اُسی کی طرف لو لگائے ہوے ہین

دُکھا دل ہمارا نہ اے دورِ فرقت
کہ ہم عشق کی چوٹ کھائے ہوے ہین

تجھے چاند سورج ہین اُس رُخ کے آگے
ستارے بھی کچھ جھلملائے ہوے ہین

بہت تُند ہے بادۂ عشقِ احمد
ہم اِس کے مزے خوب اُٹھائے ہوے ہین

چمن ہے جو داغون سے سینہ ہمارا
یہ سب گل تمہارے کھلائے ہوے ہین

گھروندے یہ سب ہستی و نیستی کے
تمہارے بگاڑے بنائے ہوے ہین

ترے سامنے گل مین دامن سمیٹے
لجا لو کی صورت لجائے ہوے ہین

دل و دیدہ اُجڑے ہوے گھر تھے دونون
یہہ سرکار ہی کے بسائے ہوے ہین

دل آہین ہین کرتے ہین تیر سے دو پر
یہہ جوگی ہین دھونی رمائے ہوے ہین

خدا جانے کس وقت ہو کیا اشارہ
نظر سے نظر ہم ملائے ہوے ہین

کہان ڈھونڈنے اُنکو نکلا ہے اے دل
ارے وہ تو تجھ مین سمائے ہوے ہین

نہ پیر و جوان و نہ طفلِ عاشقون کو
یہ بیکس بہت دل دُکھائے ہوے ہین

جلو میری بالین سے ہٹکر کھڑی ہو
عیادت کو سرکار آئے ہوے ہین

قریب اُن کی اُلفت مین عالم ہے سارا
جو اپنے تھے وہ سب پرائے ہوے ہین

ہے اعمال سے یاس اے شانِ رحمت
مگر آس تجھ سے لگائے ہوئے ہین

بظاہر ہم اوروں کی سنتے ہین باتین
مگر کان اُدھر ہی لگائے ہوئے ہین

امیر آنکھ کیا روزِ محشر اُٹھائین
گنہگار ہین سر جھکائے ہوئے ہین

محبوبِ خاصِ حضرتِ سبحان یہی تو ہین
جانِ جہان یہی تو ہین جانان یہی تو ہین

عیسیٰ کا آسمانِ چہارم پہ ہے یہ قول
ہر دردِ لاعلاج کے درمان یہی تو ہین

خور و ملک زمین و فلک دیکھ کر چھلک
جن پر ہین لاکھ جان سے قربان یہی تو ہین

سنبل کی طرح سنبلہ بھی آسمان پہ ہے
جن کی ہوا مین چاک گریبان یہی تو ہین

اہلِ زمین و اہلِ فلک سب مین شور ہے
تھا جن کے دیکھ لینے کا ارمان یہی تو ہین

بیڑا یہی تو پار لگائین گے روزِ حشر
اُمت کے دستگیر و نگہبان یہی تو ہین

خورشید و ماہ و زہرہ و مریخ و مشتری
پھر پھر کے جن کی گرد مین قربان یہی تو ہین

اُڑتے ہین ہوش رعب سے حسن و جمال کے
پریان یہ کہہ رہی ہین سلیمان یہی تو ہین

ارواح کا ہجوم ہے پروانون کی طرح
بزمِ جہان مین شمعِ شبستان یہی تو ہین

کیا حسن کیا جمال ہے کیا آن بان ہے
محبوبِ خاص ہونے کے شایان یہی تو ہین

جتنے ہین حکمران وہ سبھی زیرِ حکم ہین
عالم ہے جن کا تابعِ فرمان یہی تو ہین

غلمان جو ہین غلام تو حوریں کنیز ہین
تاجِ شہانِ سرِ آمدِ خوبان یہی تو ہین

احکام لے کے آئین گے جبریلؑ جنکے پاس
جن پر اُتارا جائے گا قرآن یہی تو ہین

خوانِ کرم انہین کا ہے سیزبان ہین
سارا جہان جن کا ہے مہمان یہی تو ہین

شمعِ سبیلِ امامِ رسل فخرِ جز و کل
نازان ملک ہین جن پہ وہ انسان یہی تو ہین

کیونکر نہ بے حساب ہو اُمت کی مغفرت
روزِ حساب ماحیِ عصیان یہی تو ہین

جن کے فروغِ نور سے سراپا سرور ہے
قندیلِ عرش کی ہین فروزان یہی تو ہین

پوچھا جو انبیا نے یہی ہین حبیبِ حق | بولے یہ جبرئیلؑ کہ ہان ہان یہی تو ہین

پہنچا امیر جوشِ مسرت کہان کہان
سکتے مین غل ہے قبلۂ ایمان یہی تو ہین

ردیفِ واؤ

میری اُلفت نے دیا رتبۂ بیحد مجھ کو | کہ ملی خاکِ درِ شاہ کی مسند مجھ کو

پھول وہ چہرہ ہمیشہ ہے وہ قد مجھ کو | سیرِ گلزارِ جنان سے ہے یہ قصد مجھ کو

عمر بھر دولتِ کونین کی کرتا تھا تلاش | مل گئی آج تہِ دامنِ احمد مجھ کو

اب وجد فخرِ عرب آپ ہین فخرِ اب وجد | یاد ہے مکتبِ ایمان مین یہ ابجد مجھ کو

رتبہ یہ عشق سے پایا کہ ہون حضرت کی دعا | حشر کے روز کرے گا نہ خدا رد مجھ کو

ہین وہ محبوبِ خدا اس سے ہین سب کو محبوب | راست گو ہون نہین آتی ہے خوشامد مجھ کو

اُس خطِ سبز کا عاشق ہون مین مانندِ خضرؑ | کیون نہ جنت مین ملے قصرِ زبرجد مجھ کو

کسی دولت کسی ثروت کی نہین اب پروا | میرے اللہ نے دی اُلفتِ احمد مجھ کو

یا نبیؐ مکر سے شیطان کے حاصل ہو پناہ | روز آ آ کے ستاتا ہے یہ مرتد مجھ کو

آسمان پر کُلہِ فخر نہ پھینکون کیونکر | ہاتھ آیا ہے ترا گوشۂ مسند مجھ کو

شافعِ حشر کا احسان کہ دارین مین ہوا | کر چکے تھے مرے اعمال ندارد مجھ کو

ہون گنہگار مگر خوفِ معاصی سے نہین | بخشوا لین گے قیامت مین محمدؐ مجھ کو

نکہتِ گل کبھی گلشن سے جو لاتی ہے صبا | یاد آجاتی ہے اُس شاہ کی آمد مجھ کو

مست ہون بادۂ اُلفت سے مین منصور کی طرح | کیون نہ سمجھے صفِ عشاق سرآمد مجھ کو

قصرِ جنت مین جو دیکھونگا جواہر کا کلس | یاد آجائے گا وہ روضہ وہ گنبد مجھ کو

خلعتِ بادشہی حلۂ جنت سمجھون | دین جو زائر کفنِ پوششِ مرقد مجھ کو

گزرے چالیس برس عمر کے اے طالبِ دید | تا کجا ہند مین رکھے گا مقید مجھ کو

کم نہین ہے یہ شرف کچھ مری حق مین کہ امیر
نام میرا ہے یہی کہتے ہین احمد مجھ کو

اب کہان ہین خبر دی مرے جی نے مجھ کو
کہ مدینے مین بلایا ہے نبی نے مجھ کو

عاشقِ چہرۂ حضرت تھا گیا بے کھٹکے
درِ فردوس پہ روکا نہ کسی نے مجھ کو

بحرِ آفت مین نبی اور علی ہین حامی
پار اترنے کو ملے ہین یہ سفینے مجھ کو

عشق کر ختمِ رسل سے کہ خدا راضی ہو
کی یہہ تعلیم اویس قرنی نے مجھ کو

آتشِ عشق مین جلتا ہون مین شب بھر دم صبح
شمع سان موت کی آتے ہین پسینے مجھ کو

پرتوِ کل آئین جو طائر کی طرح دور نہین
ہمہ تن شوق بنایا ہے خوشی نے مجھ کو

شوقِ محبوبِ الٰہی مین نہین صبر کی تاب
لے چل اے جذبۂ دل جلد مدینے مجھ کو

ہے یقین راہ مین ملجائین گے جبریلِ امین
سب بتا دین گے زیارت کی قرینے مجھ کو

اب نہ ٹھہرون جو کری میری خوشامد بھی وطن
کہ پکارا ہے غریب الوطنی نے مجھ کو

مومن و زائر و حاجی ہون وہ ہے تین شرف
مکی و ہاشمی مطلبی نے مجھ کو

رات دن ہند مین رہتا ہے یہی دھیان امیر
اب کیا یاد رسولِ عربی نے مجھ کو

مدح خوان ہون مین جو آواز نہین ہی تو نہ ہو
سوز حاصل ہے مجھے ساز نہین ہی تو نہ ہو

مرتے ہی پھاند کے دیوار مین داخل ہون گا
بابِ فردوس اگر باز نہین ہی تو نہ ہو

ہے مے عشق سے حضرت کے مرا دل مخمور
جام مین بادۂ شیراز نہین ہی تو نہ ہو

دیکھ سکتا نہین کنجشک کو دہشت سے تری
بند اگر دیدۂ شہباز نہین ہی تو نہ ہو

زندہ دل جتنے ہین اقرار نبوت ہے انہین
مردہ دل قائلِ اعجاز نہین ہی تو نہ ہو

آپ کا نام تو لیتا ہے مؤذن ہر صبح
مثلِ داؤد خوشش آواز نہین ہی تو نہ ہو

دردِ الفت کا ہوا انجام الٰہی اچھا
خوبصورت اگر آغاز نہین ہی تو نہ ہو

آشیانہ ہے مدینے کے درختون پر مرا
اب اگر طاقتِ پرواز نہین ہے تو نہ ہو

دُور سے دیکھ لیا کرتے ہین حضرت کا جمال
پاس اگر جلوہ گہِ ناز نہین ہے تو نہ ہو

رہ نہین جانے کا مین وادیِ رحمت مین امیر
توسنِ فکر سبکتاز نہین ہے تو نہ ہو

یہ باعث تھا کیے سجدے فرشتون نے جو آدمؑ کو
کہ اُن کے صلب مین دیکھا ضیاءِ فخرِ عالم کو

جو عالم ہم نے اپنے دل مین دیکھا فیضِ مولا سے
نہ آیا تھا کبھی جامِ جہان بین مین نظرِ جم کو

شرف بخشا مدینے کو خدا نے ہفت کشور پر
بلندی جیسے دی ہفت آسمان سے عرشِ اعظم کو

نظارہ شاہ کا یون دامنِ تر خشک کرتا تھا
مٹا دیتا ہے جیسے پرتوِ خورشید شبنم کو

سفارش سے تمہاری قوتِ اعجاز دی حق نے
یدِ موسیٰ عصا ان کو لبِ عیسیٰ مریم کو

ہوے راکع تو محرابِ حرم کو یہ ہوئی حسرت
کہ لے لون دوڑ کر آغوش مین مین قدِ خم کو

تری محرابِ ابرو ہے ترا چاہِ زنخدان ہے
عزیز اس واسطے رکھتا ہون مین کعبہ کو زمزم کو

لبِ جان بخش کی تعریف سے پایا ہی یہ رتبہ
غنیمت جانتے ہین عیسیٰ مریم مرے دم کو

نکل سکتے نہین ہین ایک دم قیدِ محبت سے
لپیٹا ہے یہ دونون گیسوؤن نے دونون عالم کو

اگر اُس خاک کے دامنے کا بوسہ پہلے لے لیتے
نہ ہوتی کھا کے گندم احتیاجِ عذرِ آدم کو

وہان چالیس درمے ہین درِ فیض آپکر لاکھون
سخاوت مین بھلا کیا آپسے نسبت ہو حاتم کو

یقین ہے مثلِ خاتم شوق سے قالب تہی کرتی
سلیمانؑ دیکھتے دستِ مبارک مین جو خاتم کو

امیر آوازۂ جرأت پہنچتا ہے جو مولا کا
ہلا دیتا ہے اب بھی سیستان مین گورِ رستم کو

کہون کا حشر مین یہ تھام کر حضرتؐ کے دامن کو
الٰہی سیلِ رحمت سے بہا عصیان کے خرمن کو

غبارِ کوچۂ مولا کا سرمہ ہی عجب سرمہ
کیا ہے جسنے روشن دیدۂ خورشید روشن کو

جو دیکھین حلقۂ گیسو کہین آزاد حسرت سے
الٰہی قید ہون اس مین ملے یہ طوقِ گردن کو

یہ شوقِ دیدِ مرقد ہے کہ جب در بند ہوتا ہے
فرشتے جھانکنے پھر قبر مین دیوار و در کی روزن کو

اجازت طائرِ سدرہ کو ہو تو نخلِ یثرب پر
بنائے آشیانہ چھوڑ کر اپنے نشیمن کو

تمنّا ہے نہ نکلون مر کے بھی مین شہرِ یثرب سے
زمین تھوڑی سی ملجائے یہین یا شاہِ مدفن کو

تمہارا بوسۂ در یون بدون کو نیک کرتا ہے
بنا دیتا ہے سونا سنگِ پارس جیسے آہن کو

کرے دل کھولکر تا وصفِ باغِ روضۂ حضرت
خدا نے اس لیے دین دس زبانین نخلِ سوسن کو

لباسِ شاہ کے سینے کی ہو خیاط کو حرأت
جو رشتہ مانگ لے اور یس سی عیسیٰ سی سوزن کو

جنان سے روضۂ شہ تک جو حوریں آئین سکتین
بحسرت دیکھتی رہتی ہین دیوار و در کی روزن کو

ابھی تو اڑ کے آئے کوچۂ مولا مین گلشن سے
جو ملتے بلبلون کی طرح پر گلہائے گلشن کو

براق اڑتا ہوا قطعِ رہِ معراج کرتا تھا
ملا جب شہسوار ایسا غوشی ہو کیون نہ توسن کو

امیر آئے جو دل اُس شاہ کا عاشق نواز ہی
جھکا دے سرو یا سے فاختہ پر اپنی گردن کو

رکھتی ہے خاکِ کوچۂ مولا چمن کی بو
ذرّے وہ گل مین آتی ہے جیسے دلہن کی بو

سونگھے جو کوئی اُنکے لباسِ بدن کی بو
خوش آئے کیا دماغ کو اُسکے چمن کی بو

کیا حلقہ ہائے زلفِ مسلسل مین عطر بیز
آتی ہے صاف نافۂ مشکِ ختن کی بو

اُس چہرۂ صبیح کی دل کو جو یاد ہے
داغون سے آرہی ہے گلِ یاسمن کی بو

لکھون جو مدحتِ تنِ نازک کتاب مین
آئے ورق ورق سے گلِ نسترن کی بو

گویا زمینِ عطر سے ہے خاکِ جسمِ پاک
شبّو کی بو ہے زاف مین تن مین سمن کی بو

کافور کی جگہ تھی جو خاکِ مزارِ پاک
جھومے فرشتے سونگھ کے میرے کفن کی بو

خوشبو دہانِ پاک کی جس کو پسند ہے
سونگھین کبھی نہ غنچۂ گل کے دہن کی بو

یعقوب وار یوسفِ یثرب پہ مون فدا
روشن ہون آنکھین سونگھین اگر پیرہن کی بو

آئے شمیمِ باغِ جنان کی دماغ مین
لائے صبا جو آپکے سیبِ ذقن کی بو

فیضِ ثنائے شہ سے یہ رُتبہ ملا امیر
پہنچی بہشت تک مرے باغِ سخن کی بُو

طاعتِ حق ہے محمدؐ کی اطاعت مجھ کو
حج ہے کعبہ کا مدینے کی زیارت مجھ کو

کچھ نہیں زشتیِ اعمال سے دہشت مجھ کو
بخشوا لیں گے نبی روزِ قیامت مجھ کو

کون اب دولتِ دنیا کی ہے حاجت مجھ کو
میرے اللہ ذی دین کی ہے دولت مجھ کو

چہرۂ پاک کی تعریف کیا کرتا ہوں
ہے یہی تذکرہ قرآن کی تلاوت مجھ کو

روضۂ شاہ تلک ہند سے پہنچوں میں شتاب
یا خدا جلد دکھا روضۂ جنت مجھ کو

اُڑ کے پہنچوں گا میں طائر کی طرح یثرب میں
دی مرے شوق نے پرواز کی طاقت مجھ کو

فیضِ عشقِ شہِ والا سے تونگر ہوں میں
مال ہے گنج ہے دولت ہے یہ اُلفت مجھ کو

سُن لیا ہے کہ نبی نزع میں آئیں گے ضرور
اِس لیے مرگ کے آنے کی ہے حسرت مجھ کو

شاید آجائیں وہاں ختمِ رسالت کے قدم
جلد اے مرگ دکھا گوشۂ تربت مجھ کو

حشر کے روز نبیؐ ساقیِ کوثر ہوں گے
کیا غمِ تشنگیِ روزِ قیامت مجھ کو

جانتے ہیں کہ بہت تشنۂ دیدار ہوں میں
ہے یقیں بھر کے کریں جامِ عنایت مجھ کو

شکر ہے بیٹھ رہا میں درِ مولا پہ امیر
مل گئی سارے بکھیڑوں سے فراغت مجھ کو

اب تو رہ رہ کے یہی آتی ہے حسرت مجھ کو
کہ مدینے میں بلاتے نہیں حضرت مجھ کو

جلد اُٹھ لیجیے رُخِ پُرنور سے للہ نقاب
میرے مولا نہیں اب صبر کی طاقت مجھ کو

مُلکِ مدینے میں ہو وہ عاشقِ احمد آیا
لے اُڑے ہند سے یارب مری وحشت مجھ کو

کسی پردے میں تو موجود ہے دیدار نصیب
خواب ہی میں کہیں حاصل ہو زیارت مجھ کو

مظہرِ رحمتِ حق تو ہیں سراپا عصیاں
مغفرت کے لیے کافی ہے یہ نسبت مجھ کو

خاک ہونا تو ہے اک روز تمنا یہ ہے
پھونک کر خاک کرے گرمیِ اُلفت مجھ کو

گو گنہگار ہون پر آپ کا کہلاتا ہون
یا نبی حشر کے دن ہو نہ خجالت مجھ کو

دفن کے بعد اِدھر احباب پھرین اور اُدھر
حورین لے جائین لحد سے سوئے جنت مجھ کو

تیرے محبوب کی اُمت مین ہون اے ربِّ کریم
نارِ دوزخ سے بچا لے تری رحمت مجھ کو

کونسی چیز وہان ہے جو مدینے مین نہین
ہے یہ سرسبز زمین گلشنِ جنت مجھ کو

آرزومندِ مدینہ تھا وہان آ پہنچا
اب کہان لیکے چلی ہے مری قسمت مجھ کو

عشقِ محبوبِ الٰہی مین وہ لذّت ہے امیر
درد و درمان ہے غم و رنج ہے راحت مجھ کو

عشقِ شہِ والا و دلِ زار کو دیکھو
اِس کاہ کو اور کوہِ گرانبار کو دیکھو

کہتی ہے کہ مین پر تو چشمانِ نبی ہون
لو اور سنو نرگسِ بیمار کو دیکھو

ہے اُسکو نظارے مین ثواب اِس سے زیادہ
قرآن کے بدلے اِسی رخسار کو دیکھو

فاقونمین اُس ابرو کا ہے دھیان تو بہتر
ماہِ رمضان دیکھ کے تلوار کو دیکھو

اے اہلِ جنون سلسلہ بخشش کا یہی ہے
بل کھائے ہوئے گیسوئے خمدار کو دیکھو

جنّت مین یہ کہتے ہین فرشتون سے فرشتے
یثرب مین چلو شاہ کے دربار کو دیکھو

یثرب کو امیر آؤ چلو ساتھ ہمارے
اُس خرّم و شاداب چمن زار کو دیکھو

اشتیاقِ سجدہ مین تا چند دل بیتاب ہو
سرمرا ہو اور اُس دروازے کی خاک آب ہو

مدّتون سے آرزو رکھتا ہے یہ دلمین فلک
چادرِ مرقد کسی شب چادرِ مہتاب ہو

جسمِ حضرت کی صباحت کا کرون پیچھے مین ذکر
گلّیان کرنے کو پہلے موتیون کی آب ہو

حفظِ حضرت کا بچائے جسکو کیا اُس کو مضر
برق خاطف مزرعِ دہقان پہ گر کر آب ہو

آبیاری جس چمن کی لطفِ حضرت کا کرے
کیون نہ ہر کانٹا رگِ گل کیطرح شاداب ہو

شعلۂ نارِ غضب ایسا کہ جس شب ہو بلند
آسمان پر خاک جل کر خرمنِ مہتاب ہو

مہرِ مولا ہے یہ دلمین ہون جو اُس کوچے مین خاک
اُڑ کے ہر ذرّہ ہوا مین مہرِ عالمتاب ہو

دل جلانا عشقِ مولا مین ہے دولت کا سبب
صاحبِ اکسیر ہون کشتہ جو یہ سیماب ہو

ہون روانہ ہند سے جسدن مین یثرب کو امیر
جو مجاور شہ کے روضے کا ہو اُسکو خواب ہو

لے چل اے شوق سوے روضۂ مولا مجھ کو
مدتون سے ہے زیارت کی تمنّا مجھ کو

روضۂ پاک کا یثرب مین نظارہ مین کرون
اِس لیے حق نے دیے دیدۂ بینا مجھ کو

سر ہوا ورسنگِ درِ شاہ ہوتا آخر عمر
جب سے پیدا مین ہوا ہی یہی سودا مجھ کو

شوقِ دیدار ہے اُس برقِ تجلّی کا کمال
یا خدا جلد ملے رتبۂ موسیٰ مجھ کو

جانِ قالب مین نہین دردِ جدائی کے سبب
زندہ ہو جاؤن جو مل جائین سیما مجھ کو

کیا کہون چرخِ ستمگر نے کیا ہے کیسا
صورتِ دفترِ ابتر تہ و بالا مجھ کو

بادہ پیمائیِ گردون سے نہین کچھ مطلب
تو ہی اے شوق کر اب بادیہ پیما مجھ کو

خضر پھرتے ہین کہان آئین بتائین مجھے راہ
نہین معلوم رہِ یثرب و بطحا مجھ کو

راہِ خشکی ہوا گر راہ روون سے مسدود
گریۂ شوق دکھا تو رہِ دریا مجھ کو

کور آنکھین جو کرے راہ مین آندھی تو کرے
کم نہین دیدۂ دل بہر تماشا مجھ کو

سستیِ بخت ہے یثرب نہ چلون اب جو امیر
سارے اسباب سفر کے ہین مہیّا مجھ کو

ردیفِ ہاے ہوز

آنکھون مین ہے گھر دلمین مرے جاے مدینہ
اِن تین مدینون مین ہے اما اے مدینہ

موسیٰ کو مبارک ہو تجلّی سرِ طور
اللہ مری آنکھون کو دکھلاے مدینہ

ہے قصرِ جنان روضہ ستون طوبیِ فردوس
جنّت کا تماشا ہے تماشاے مدینہ

فیضِ قدمِ شہ سے ضیا پائی ہے ایسی
خورشید ہے اِک ذرّہ صحراے مدینہ

محشر مین ہوا لالہ گلزار شفاعت
جس دل مین پڑا داغ تمنائے مدینہ

بازار محبت مین کہان مجھ سا خریدار
سر بیچ کے لیتا ہون مین سودائے مدینہ

ہر صبح بندھا رضۂ حضرت کا تصور
جب آنکھ کھلی کھل گئے دروازے مدینہ

فردوس سے وہ روضۂ پر نور ہے بہتر
رضوان سے ہی بڑھ کر ہین آرائے مدینہ

کثرت مین فرشتون کی صفین ہین صف محشر
ہے شرق سے تا غرب مصلائے مدینہ

موسےٰ ہین اگر محو تجلائے سر طور
ہے روح مری محو تجلائے مدینہ

مالک ہے امیر اس کا مہ مصر سے بہتر
زیبا ہے اگر مصر ہے شیدائے مدینہ

یہہ بستگی ہے دل مین تمنائے مدینہ
ہر سانس سے آتی ہے صدا ہائے مدینہ

ہے مجھ کو ہوائے چمن آرائے مدینہ
جنت مین کرون کیا مجھے بلجائے مدینہ

آنکھین ہون یہہ محو رخ زیبائے مدینہ
کعبہ کو بھی دیکھون تو نظر آئے مدینہ

اے حسرت دیدار دکھا جذب کی تاثیر
پتلی کی طرح آنکھ مین کھنچ آئے مدینہ

خضر رہ مقصود ہو اے ولولۂ شوق
دکھلا دے مجھے گنبد خضرائے مدینہ

عاشق کے کلیجے سے لگی رہتی ہے ہر دم
کیا پیاری تمنا ہے تمنائے مدینہ

سوتے مین بھی آ آ کے دکھا جاتا ہے جلوہ
غش ہے انہین باتون پہ تو شیدائے مدینہ

ہے وصل مین بھی شوق وہی وصل کا باقی
کہتا ہون مدینے مین بھی ہین ہائے مدینہ

یارب یہہ جمے رنگ تمنا مرے دل مین
سینے سے کھلے لالۂ صحرائے مدینہ

اس دل پہ مین سو جان سے قربان ہون جسمین
ہو جلوہ نما ماہ دل آرائے مدینہ

یارب وہ عطا کر مری آنکھون کو بصیرت
گھر بیٹھے رہون محو تماشائے مدینہ

سو جان سے اس جینے و دی شوق کے صدقے
جب آپ سے باہر ہوے دیکھ آئے مدینہ

ہو سلسلۂ آنکھون کے ترا روضۂ پر نور
اور شوق سے دیکھا کرے شیدائے مدینہ

تھی برقِ سرِ طور سی میری ہی تجلی
کہتا ہے یہہ ہر ذرّہ صحرائے مدینہ

کیون بزمِ ولادت مین نہ مشتاق ہون مدت
مہکی ہوئی ہے نکہتِ گل ہائے مدینہ

روضے سے امیر آتی ہین جھونکے جو ہوا کے
کیا جھومتے ہین مست شجر ہائے مدینہ

اُس روضے پہ ہے گنبد اخضر کا اشتباہ
اُس شمسی پر ہے مہرِ منوّر کا اشتباہ

کرسیِ در بلند ہے ایسی کہ جسپہ ہے
عالم کو عرشِ خالقِ اکبر کا اشتباہ

رفعت سے کسقدر ہے فلک مرتبہ وہ زمین
ہے جسکے ذرّے ذرّے پہ اختر کا اشتباہ

کیا خوب پیشِ روضۂ والا ہے سائبان
ہوتا ہے جبرئیلؑ کے شہپر کا اشتباہ

روضہ نہین ہے غور سے دیکھو تو باغ ہے
زیبا ہے ہر ستون پہ صنوبر کا اشتباہ

کتنے ملک خصال مجاور وہان کے ہین
سلمان کا ہے گمان ابو ذر کا اشتباہ

روشن جو رات کو ہے دو ساختہ مزار پر
ہے آسمان پہ برجِ دو پیکر کا اشتباہ

شعلہ جو شمع کا ہے وہ اختر سے کم نہین
ہر قمقمے پہ ہے سرِ انور کا اشتباہ

جسا کر وہان جو دیدۂ زائر پر آب ہو
اُس پر ہو صاف چشمۂ کوثر کا اشتباہ

ہر آبدارِ بزمِ معلّٰی کا ہے خضرؑ
آئینہ دار پر ہے سکندر کا اشتباہ

باہر نہین ہین بزم سے یہ انجم و فلک
اِس پر سپند اُس پہ ہے مجمر کا اشتباہ

در پر جھکے جبین تو ہو اس درجہ تابناک
ہو آسمان کو خورِ خاور کا اشتباہ

وہ باغ لطفِ شاہ ہے جسمین صبا کو ہے
شبنم کے قطرے قطرے پہ گوہر کا اشتباہ

پہنچا ہے سر مرا جو درِ قصر تک امیر
مجھ پر بھی لوگ کرتے ہین قیصر کا اشتباہ

فلک ہے بر سرِ بیداد یا رسول اللہ
بچائیے مجھے فریاد یا رسول اللہ

مین احتقار مین در پے ہو دین کے ابلیس
یہی تو ہے دمِ ایجاد یا رسول اللہ

تمہین ہو دا ورس جملہ انبیاے سلف
مجھے بھی تم سے ملے دا دیا رسول اللہ

جہان مین جتنے تھے نا شاد اُن کو شاد کیا
مجھے بھی کیجیے اب شاد یا رسول اللہ

شتاب رفع ہو ویرانیِ دلِ ویران
ہو یہہ دیار بھی آباد یا رسول اللہ

عبادتین ہون مری آپ کے سبب سے قبول
یہہ محنتین نہ ہون برباد یا رسول اللہ

گرون کسی کی نظر سے نہ دونون عالم مین
پڑے نہ مجھ پہ یہ اُفتاد یا رسول اللہ

خدا نے خلق کیا ہے تمہاری خاطر سے
تمام عالمِ ایجاد یا رسول اللہ

ہر ایک سرو ہے اِس بوستانِ عالم مین
تمہارا بندۂ آزاد یا رسول اللہ

وہی ہے حکمِ خدا خوب جانتا ہون مین
جو کچھ ہے آپ کا ارشاد یا رسول اللہ

ہمیشہ آپ کا ہے نام مجھکو ورد زبان
ہمیشہ آپ کی ہے یاد یا رسول اللہ

فلک کو منع کرو جان امیر کی نہ بچ جاے
ستارہا ہے یہہ جلّاد یا رسول اللہ

نہین ہے اسرا کوئی ہمارا یا رسول اللہ
تمہارے ہین تمہارا ہی سہارا یا رسول اللہ

زمین ہوتی نہ بالاے زمین یہ آسمان ہوتا
تمہارا ہی کرشمہ ہے یہ سارا یا رسول اللہ

نہ دنیا کے رہین جھگڑے نہ عقبیٰ کی رہین دھڑکے
نگاہِ لطف سے ہو اِک اشارا یا رسول اللہ

مدد فرمائیے اب تابِ گویائی نہین باقی
چلی جب تک زبان مین نی پکارا یا رسول اللہ

دل نومید پر بھی اِک نگاہِ لطف ہو جاے
ہزارون حسرتون کا ہے یہ مارا یا رسول اللہ

دکھا دو اِک جھلک رخسار کی مشتاق کو اپنے
چمک جائے مقدّر کا ستارا یا رسول اللہ

بڑی بندہ نوازی کی جو وقتِ نزع آپ آئے
ذرا ٹھہرین کہ مین کر لون نظارا یا رسول اللہ

شہیدِ جلوۂ دیدار ہو جاؤن تو یہ سمجھون
کہ مین نے زندگی پائی دوبارا یا رسول اللہ

نہ حور و نے مجھے مطلب نہ جنت کی مجھے خواہش
مری آنکھین ہون اور تیرا نظارا یا رسول اللہ

بہت ہی سخت رگڑے مین تمہاری تیغِ فرقت کے
یہ کڑوی گھونٹ کیونکر ہون گوارا یا رسول اللہ

امیرؔ مینوا عقبیٰ مین کس کا اسرا ڈھونڈے
رہا مدّاح دنیا مین تمہارا یا رسول اللہ

زہے ہمّت میزبانِ مدینہ
خدائی ہے سب میہمانِ مدینہ

وہ گردش کرا اے آسمانِ مدینہ
کہ یہہ سر ہو اور آستانِ مدینہ

مدینے مین اِک اِک سے مین پوچھتا ہون
کہان ہے وہ بانکا جوانِ مدینہ

مجھے اور قصون سے کیا کام واعظ
سُنا دے کوئی داستانِ مدینہ

کہین قصرِ جنت سے بہتر ہے رضوان
مری آنکھ مین ہر مکانِ مدینہ

یہ ہے رشک دل کو کہ قاصد جو ہیجون
بتاؤن نہ ہرگز نشانِ مدینہ

فصاحت ہو صدقے بلاغت ہو قربان
کچھ ایسی ہے پیاری زبانِ مدینہ

مرا دل تصدّق مدینے کے دل پر
مری جان قربان جانِ مدینہ

برستا ہے یہ نور دیوار و در سے
کہ ہے لامکان ہر مکانِ مدینہ

یہہ عطرِ فصاحت وہ عطرِ بلاغت
زبانِ مدینہ بیانِ مدینہ

بدلتی ہین نیکی سے بدیان عجب کیا
ترانہ بنے گر فغانِ مدینہ

معطر ہین گلیان معنبر ہین آئین
یہہ اے نامہ بر ہی نشانِ مدینہ

مری آنکھ مین ہفت گلزارِ جنت
ہے اِک گوشۂ بوستانِ مدینہ

نہین خلد کو نسبت اِس گلشن سے
یہہ تشبیہ ہے کسر شانِ مدینہ

امیرؔ اُس پہ کیونکر نہ ہو جان صدقے
کہ جانِ دو عالم ہے جانِ مدینہ

رہتی ہے زبان پر صفتِ شانِ مدینہ
ہون مرغِ نوا سنج گلستانِ مدینہ

جنت ہے حقیقت مین گلستانِ مدینہ
طوبا ہے جنان سروِ خیابانِ مدینہ

اللہ نے بخشی ہے جسے شاہی کونین
سلطانِ مدینہ ہے وہ سلطانِ مدینہ

زیرِ قلمِ شاہ ہے ہر ایک قلمرو
کس ملک میں ہماری نہیں فرمانِ مدینہ

حاصل ہے مجھے زیست میں بھی سایۂ طوبیٰ
بستر ہے تہِ ظلِ جیبانِ مدینہ

ہے شوق بہت گھر مجھے نذدان سے نہیں کم
یارب نظر آئیں کہیں ایوانِ مدینہ

حوریں ہیں فدا مجھ پہ میں حضرت پہ فدا ہوں
قربان ہیں ملک مجھ پہ ہیں قربانِ مدینہ

اے شوق ہو رہبر کہ پہنچ جاؤں میں جلدی
مدت سے مرے دل میں ہے ارمانِ مدینہ

ہیں دیو و پری تابعِ فرمانِ سلیمانؑ
حاکم ہے سلیمان کا سلیمانِ مدینہ

مہمانوں کے حصے میں وہاں کیوں نہ لذت
ہے حسنِ ملاحت نمکِ خوانِ مدینہ

قالب ہیں دو عالم کے مدینہ ہے اگر جان
ذات اُس شہِ کونین کی ہے جانِ مدینہ

نغمہ ہے مرا نغمۂ داؤد سے بہتر
مجھ سا ہے کہاں مرغِ خوش الحانِ مدینہ

روضہ شہِ کونین کا کعبے سے نہیں کم
اللہ کا مہمان ہے مہمانِ مدینہ

کہتا ہے امیر اسلیے عالم مجھے حسّان
ہوں حسنِ طبیعت سے ثنا خوانِ مدینہ

گھڑی نباست کی سر پہ آئی الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ترے ہی محبوب کی دہائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ہزاروں آلیٹی ہیں بلائیں معاف کردی مری خطائیں
سنر گناہوں کی میں نے پائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نسیمِ رحمت کو حکم فرما ادھر بھی چل جائے کوئی جھونکا
گھٹا ہے عصیاں کی سر پہ چھائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ کچھ جہنم کا مجھ کو ڈر ہے نہ گرمیِ حشر کا خطر ہے
جلا رہی ہے تری جدائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہیں ہے راحت کا کوئی سامان کہ دل کو گھیرے ہیں یاس و حرماں
کہاں تلک اب یہ بینوائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

گنہ کیے ہیں یہ مرتے مرتے کہ شرم آتی ہے توبہ کرتے
ہیں اور دعوائے یارسائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

عدو ہے ابلیس نفس رہزن فلک مخالف زمانہ دشمن
کمی غنیموں کی ہے چڑھائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

امیر کے حال پہ کرم کر نہ کر ذلیل اسکو روزِ محشر
دکھادے یہ شانِ کبریائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہیں خلق ہی میں یہ غلغلا تری شان جل جلالہٗ
سرِ عرش بھی ہے لکھا ہوا تری شان جلّ جلالہٗ

تری ذات مالکِ کن فکاں تری ذات خالقِ انس و جاں
تری در کے شاہ بھی ہیں گدا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا نام پاک دوائے دل ترا ذکر پاک غذائے دل
ترا شکر کس سے ہوا ادا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے کریم تو ہے رحیم تو ہے علیم تو ہے قدیم تو
ہے محال حصرِ صفات کا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے زمانے بھر پہ کرم ترا ہے ترے کہوں زمانہ نہ دم ترا
درِ فیضِ خلق پہ ہے کھلا تری شان جلّ جلالہٗ

مری دل کو صبر و قرار دے مری بگڑے کام سنوار دے
مجھے ہے ترا ہی اک آسرا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے امیرؔ اس میں بھی اک مزا کہ شہود و غیب ہے ایک جا
ہے عجیب جملہ ردیف کا تری شان جلّ جلالہٗ

ردیف یائے تحتانی

قبر گلزار جو حضرت کے قدم سے ہوگی
راہ در پردہ اسے باغِ ارم سے ہوگی

زندہ جب خلقِ خدا صور کے دم سے ہوگی
رونق اُس بزم کی حضرت کے قدم سے ہوگی

دل سے نکلے گی نہ حضرت کی محبت ہرگز
حور با حسرت کبھی باغِ ارم سے ہوگی

کاتبِ صنع نے نام اس لیے پہلے لکھا
لوحِ راضی نہ کسی طرح قلم سے ہوگی

نزع کے وقت کوئی کام نہیں آئے گا
مشکل آسان مری تیرے کرم سے ہوگی

جادۂ عشق نبی ہے دمِ تشریف فرما
قطع یہ راہ اگر ہوگی تو ہم سے ہوگی

تذکرے ہونگے دیار جو کہ حضرت کے
جب ملاقات نصیب اہلِ عدم سے ہوگی

ہوں وہ زائر کہ زیارت کو سمجھتا ہوں حج
بحث اس مسئلے میں اہلِ حرم سے ہوگی

حکم تم دوگے تو توڑے گا مسلمان ہو کر
نفرت اس درجہ برہمن کو صنم سے ہوگی

چاہیے فقر میں بھی سنّتِ حضرت پہ عمل
رفع کچھ گرسنگیِ سنگِ شکم سے ہوگی

کھینچ لے جائیں گے کسطرح فرشتے سونا
خلق لپٹی ہوئی حضرت کے علم سے ہوگی

حق نے اس واسطے آراستہ کی بزمِ حدوث
روشنی اس میں کبھی شمعِ قدم سے ہوگی

ہوں نبی خواہ ولی حشر کے میداں میں امیرؔ

التجا سب کو شہنشاہِ اُمم سے ہوگی

جاتے تھے جب براق پہ حضرت چڑھے ہوئے
قدسی پکارتے تھے کہ آگے بڑھے ہوئے

جُھک جُھک کے چُومتی ہیں جنت کی ڈالیاں
کیا بیل بُوٹے بین سرِ سندر کڑھے ہوئے

تعلیمِ جب جبرئیلِ امین تھی برائے نام
حضرت وہین سے آئے تھی لکھے پڑھے ہوئے

پایا ہے بوسہ نقشِ کفِ پا کا خواب مین
ہین اب دماغ عرش پہ برین چڑھے ہوئے

اے شوق قافلہ حرمین کو ہو روان
بانگِ جرس سے پاؤن ہون آگے بڑھے ہوئے

رہرو کو گل زمینِ مدینہ لی راہ مین
تھالے ریاضِ خلد کے سارے گڑھے ہوئے

پلّہ جو نیکیون کا گھٹا ہے تو غم نہین
اُمت کا دل ہین تیری بدولت بڑھے ہوئے

اللہ رے شوق پہنچے مدینے مین دن رہی
منزل سے ہم اگرچہ روان دن چڑھے ہوئے

حضرتؐ کا علم علم لدنی تھا اے امیر
دیتے تھے قدسیون کو سبق پڑھے ہوئے

مجھے کچھ خوفِ عصیان کا نہین ہے
کہ حضرت سا شفیع المذنبین ہے

مزارِ پاک ہے آنکھون سے نزدیک
عجب یہ چشمِ بینا دُور بین ہے

زمین ہے آسمان بھی اُس کے آگے
عجب برتر مدینے کی زمین ہے

ہوا ہے نقش جب سے نامِ حضرت
مرا دل بھی سلیمانؑ کا نگین ہے

پیمبر کیا ہو کوئی بعد حضرت
لقب حضرت کا ختم المرسلین ہے

گناہون سے نہین محشر مین کچھ خوف
کہ حامی رحمت للعالمین ہے

بُری کہیے امیر اس مین غزل کیا
ذرا سی بحر چھوٹی سی زمین ہے

عمل کرین گے یہ ہمین دیکھ کے حشر والے
غول کے غول وہ آتے ہین پیمبر والے

ہو گئے نامۂ اعمال شفاعت سے سفید
اپنے دفتر لیے بیٹھے رہین دفتر والے

لطفِ حضرت سے زحل کی ہو سیاہی کافور
قہرِ مریخ سے شمشیر و سپر دھر والے

حشر مین دین گے یہ ہم ساقیِ کوثر کو صدا
ایک ساغر ہمین او شیشہ و ساغر والے

دشمنِ شاہ ابوجہل ہو عاشق ہون اویسؓ
حیف گھر والون سے اچھے رہین باہر والے

ہے جو محبوبِ خدا ہے وہ ہمارا محبوب
حق تو یہ ہے کہ کہان ہم سے مقدر والے

ملگیا سب سے مقدم ہمین جامِ کوثر
ہاتھ پھیلاے کھڑے رہ گئے کوثر والے

انبیا کب شرفِ قرب مین تم کو پہنچے
غیر تو غیر رہے دور برابر والے

ق
ہو سکے کس سے بیان پختنِ پاک کا وصف
ہین یہی لوگ حقیقت مین پیمبر والے

بہرِ اعزاز شرف چرخ سے اُتری جو عبا
یہی دو چار شریک اُسمین ہوے گھر والے

کوچہ حضرت کا وہ کوچہ ہے جہان بیٹھے ہین
سلطنت چھوڑ ہوے سیکڑون کشور والے

خوف کیا حشر مین اُمت کے سیہ کارون کو
کہ لپٹین گے انہین بال وہ گھونگر والے

دعوتِ تنگ ہوئی دستِ مبارک سے فراخ
سیر سب ایک طبق مین ہوے لشکر والے

آپ ہی کی طرف آخر کو ہے دونون کی رجوع
جو ہین سلمان کی طرف جو ہین ابوذر والے

زور یہہ قوتِ بازوے محمدؐ نے کیا
کہ جسے دیکھ کے ششدر ہوے خیبر والے

ہین نے دیکھا ہے وہ آئینہ رخسار امیر
کیون نہ قسمت کی قسم کھائین سکندر والے

ہے نبیؐ کو نسا اُس شاہِ عرب سے آگے
پیش امام آپ ہی اس صف مین ہین سب سے آگے

کیا ہوا آئے رسولون مین جو سب سے پیچھے
نُور تو خلق ہوا آپ کا سب سے آگے

دُور ہی منزلِ حضرت نہین سدرہ شوق
دو قدم پر ہے جو ہو ہین وطلب سے آگے

کیا سخاوت تھی کہ جب صورتِ سائل دیکھی
اُٹھ گیا دستِ کرم دستِ طلب سے آگے

انبیا کا ہے مرا ساتھ رہ یثرب مین
کیا کرون بڑھ نہین سکتا ہون ادب سے آگے

ق
شوق کہتا ہے ہر اک گام جو ہونا ہو سو ہو
ہو روان جلد پہنچ جا کہین سب سے آگے

کب کمی شوق نے کی راہِ مدینے مین امیر
زائرون مین رہے ہم رحمتِ رب سے آگی

خاتم الانبیا جناب ہوے
خیلِ انجم مین آفتاب ہوے

عشقِ مولا نے کر دیا بے خود
ہم سیہ مست بے شراب ہوے

ہم نے پایا مے ولا کا مزہ
جل کے سب مدعی کباب ہوے

بیخودی ایسی دے خدا سب کو
پی کے مے داخلِ ثواب ہوے

قطعۂ چہار بیت

جتنے بھیجے خدا نے پیغمبرؑ
سب کے سب یون تو لاجواب ہوے

موسےؑ و نوحؑ و عیسےؑ و آدمؑ
ایسے دس پانچ انتخاب ہوے

یا یا کتبون نے امتیازِ صحف
کچھ نبی صاحبِ کتاب ہوے

پر محمدؐ کہ ہین حبیبِ خدا
سب رسولون مین آفتاب ہوے

کیسے اچھے رہے امیر جو لوگ
داخلِ امتِ جناب ہوے

چاہیے مجھپہ عنایت شہِ دین تھوڑی سی
دیجیے قبر کو یثرب مین زمین تھوڑی سی

آرزو ہے کہ محبت مین تمہاری کٹ جاے
عمر باقی ہے جو اے خسروِ دین تھوڑی سی

ہے وصیت کہ کفن مین مرے رکھدین احباب
خاک روضے کی جو ملجاے کہین تھوڑی سی

زعم مین اپنے ہے یہ بات کہ الفت شہ کی
ہم بہت رکھتے ہین جبریلِ امین تھوڑی سی

سنگِ در آپ کا ملجاے تو سجدے کرون
سودہ ہو کر مری رہجاے جبین تھوڑی سی

سیر تھی نعمتِ دنیا سے طبیعت ایسی
کہ غذا آپ کی تھی نانِ جوین تھوڑی سی

طول کیا دون کہ مری طبع یہ کہتی ہے امیر
شعر تھوڑے سے کہو ہے یہ زمین تھوڑی سی

جس روز مدینے کی طرف گھر سے چلین گے
آنکھون سے روان ہونگے کبھی سر سے چلین گے

وہ ہم نہین رہ جائین جو پیچھے صفت گرد
اڑتے ہوے بڑھتے ہوے سرسر سے چلین گے

کمتر مہ و خورشید کلس سے ہین یہ افلاک
کیا جوڑ ترے روضۂ انور سے چلین گے

یثرب سے ملک آئین گے لینے ہمین ہاہند
یثرب کو جو ہم ہند کے کشور سے چلین گے

حضرت ہوے شافع تو گنہگار ہی پہلے
جنت کی طرف وادیِ محشر سے چلین گے

کفار کے سر پاؤن پہ لوٹین گے دم جنگ
کیا چال تری تیغ دو پیکر سے چلین گے

دہشت سے گھٹے جاتی ہین دل عرب ایسا
کیا بڑھ کے مخالف صف لشکر سے چلین گے

ٹوٹین گے جہازون کی طرح قلعۂ آہن
انصار جدھر حکم پیمبر سے چلین گے

جس روز کھلے گا درِ مے خانۂ الفت
مشتاق ملک جنت و کوثر سے چلین گے

پیمانون کو شیشون کو بلائین گے جو یہ مست
آنکھون سے وہ آئین گے تو یہ سر سے چلین گے

حاجت جو گزک کی ترے میخوارون کو ہوگی
انمار ترے اُن کے مقدر سے چلین گے

مرقد مین امیر آئین نکیرین تو ہم بھی
نعرے جو پرانے مین ترے سر سے چلین گے

جنت ہے درِ خسروِ ذی شان مرے آگے
کہہ دو کہ نہ لے دون کی رضوان مرے آگے

پہنچا ہون جو اُس در پہ تو پائی ہے یہ شوکت
دارا کو نہین رتبہ دربان مرے آگے

حضرت کی عنایت نے وہ دی ہے مجھے قوت
ہے زال سے کم رستم دستان مرے آگے

شاہی ہے مجھے کوچۂ حضرت کی گدائی
کیا مال ہے گنجینۂ سلطان مرے آگے

ہوتی ہے جو ہمراہی یثرب تو ادب سے
چلتے نہین رستے مین سلیمان مرے آگے

ابرو و رخ شہ کو سمجھتا ہون مین ایمان
مومن ہون یہ کعبہ ہے وہ قرآن مرے آگے

فیض شہ والا نے وہ بخشی ہے قناعت
ہین کاسۂ کیف قیصر و خاقان مرے آگے

وہ سیر طبیعت ہون کہ پتھر سے ہین کمتر
دُرِ عدن و لعلِ بدخشان مرے آگے

رستے مین کیا شوقِ زیارت نے یہ اڑدھا
ہو چاہ تو ہے چاہِ زنخدان مرے آگے

سدِّ رہِ حضرت نہین کوئی ہو مصیبت
آندھی ہے نہ کچھ چیز نہ باران مرے آگے

حائل ہو جو دریا بھی تو شبنم کی ہے اِک بوند
قطرے سے ہے کم نوحؑ کا طوفان مرے آگے

صدمہ جو ذرا پیاس کا ہو دور کے آئے
ظلمات سے خود چشمہ حیوان مرے آگے

شدّت ہو اگر بھوک کی جنت سے فرشتے
لائین طبقِ نعمتِ الوان مرے آگے

اندیشہ نہین راہ مین کچھ بہرِ حفاظت
پیچھے ہین خضرؑ موسیٰ عمران مرے آگے

ہر گام مین ہون روضۂ اقدس کی قرین مین
ہر وقت ہے وہ کعبۂ ایمان مرے آگے

حضرت کی شفاعت ہے تو ہی ظلمتِ عصیان
دم بھر صفتِ دُودِ پریشان مرے آگے

لے جاؤ حضورِ شہِ ذی جاہ فرشتو
لاؤ نہ مرا نامۂ عصیان مرے آگے

بھیجے ہو سے حضرت کے سب اصحابؓ مین بہتر
ہین راہنما بوذرؓ و سلمانؓ مرے آگے

اوصافِ معلیٰ سے امیرؔ ایسی ہے الحان
ہین مرغِ چمن سر بہ گریبان مرے آگے

ناجی ہو کیون نہ حشر مین اُمت رسول کی
حضرتؐ نے کی دعا تو خدا نے قبول کی

جائے عجب نہین جو بہا اُنگلیون سے آب
بحرِ کرم تھی ذاتِ جنابِ رسول کی

وہ ابرِ رحمت کہ ترادت اُسی سے ہے
ایک ایک برگِ گل کی ایک ایک پھول کی

غم مین شریکِ یونسؑ و یعقوبؑ کے ہوئے
ان کے سوا بھی لی نہ خبر کس ملول کی

کافی ہے یہ ثنا کہ حبیبِ خدا تھے وہ
حاجت نہین ہے مدحتِ مولا مین طول کی

مریمؑ سے آسیہؑ سے کسی طرح کم نہ تھی
فضّہ کنیز تھی جو جنابِ بتولؑ کی

کہتی ہے صاف عقل کہ ایسا نہین خدا
بہتان ہے اتحاد کا تہمت حلول کی

بوجہل پھر کے آپ سے سرسبز کب ہوا
طوبیٰ سے سرکشی نہ چلی نہ کچھ پیول کی

دل مین تصورِ رخِ حضرت بندھا امیرؔ

اس آستانے مین کی ہے زیارت رسول کی

آستے تھے یون ملائکہ حضرت کے سامنے
جیسے فقیر صاحب دولت کے سامنے

قطرہ ہے بحر آپ کی ہمت کے سامنے
ذرّہ ہے مہر مہر و مروت کے سامنے

کیا مرتبہ ہے مہر سلیمان ہے خطرو
ختم رسل کی مہر نبوت کے سامنے

جتنے جری تھے خندق و بدر و حنین کے
سب مُردہ دل تھے آپکی جرأت کے سامنے

پھنکتے تھے دل کہ نعرۂ قرنا تھا نفخ صور
رہتے تھے کانوں کو قیامت کے سامنے

چلّا کے بولنے کا وہان حکم ہے نہین
کاٹون زبان کڑی ہو جو حضرت کے سامنے

چاہے جسے وہ دولت کونین بخشدے
یہ بات کیا ہے اُسکی سخاوت کے سامنے

ہو سامنا اجل کا تو یہ شب مین یا خدا
مرقد بنے تو شاہ کی تربت کے سامنے

عاشق نبی کا ہون گل و شبنم ہین اشک و داغ
کوثر کے روبرو کہون جنت کے سامنے

چڑ ہتے تھے منہ جو بے ادبی سے زبان در آز
کھاتے تھے منہ کی تیغ شجاعت کے سامنے

ممکن نہین رکون مین مدینے کی راہ مین
ہر چند سینکڑون ہون قیامت کے سامنے

اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنوان
کچھ سوجھتا نہین ہے محبت کے سامنے

مشکل نہین ہے خشکی دامان تر امیر
اُس آفتاب مہر و مروت کے سامنے

یاد شہ مین جو کوئی رات گزر جائے گی
بہت اچھی مری اوقات گزر جائے گی

دیر ہوتی ہے زیارت مین تو کہتا ہی یہ دل
عمر اسی طرح سے یہیہات گزر جائے گی

ہوگا اللہ کا فرمان بھی موافق اُس کے
آپ کے ذہن مین جو بات گزر جائے گی

صلہ ہر شعر کا حضرت سے عطا ہوگا ضرور
جب نظر سے یہ مناجات گزر جائے گی

جس طمطراق ہوگا روان ہونگا مدینے کی طرف
اے امیر اب کی جو برسات گزر جائے گی

سوے یثرب بنکے ہم زائر چلے
شکر کی جا ہے دن اپنے پھر چلے

راہِ حضرت کا ہے ایسا اشتیاق
پاؤن تھک جائین تو اپنا سر چلے

یارسول اللہ جلدی آیئے
لشکرِ اندوہ مین ہم گھر چلے

تھل دل مین تھے گناہونکی جو برگ
حُبِّ حضرت کی ہوا سے گر چلے

کیا میسّر اِن کو ہوتی راہِ راست
چال پر کب آپ کی کامزن چلے

پھر رسائی کی رسا تقدیر نے
پھر مدینے ہو کے ہم زائر چلے

شوقِ دل نے کی دوبارہ رہبری
آگے بھی ہو آئے تھے اب پھر چلے

راہِ حضرت مین مین اُڑتا ہون امیر
اُڑ کے کیا مجھ سے کوئی طائر چلے

گھر خوشی سے رہِ خالق مین لُٹانے والے
چند صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

بیٹنے پائے نہ گھر مین بھی مگر شکر کیا
ایسے ہوتے ہین مصیبت کے اُٹھانے والے

اُن کے پیرو جو ہوے وہ سرِ منزل پہنچے
رہ گئے وہ جو نہ تھے راہ پر آنے والے

لکھ گئے اپنی کتابون مین نبوت کے نشان
علماء موسیٰ و عیسےٰ کے زمانے والے

گنجِ پرویز کی جانب جو ہوا شہ کا گزر
کُنجیان لائے پئے نذر خزانے والے

کربلا مین جو ہوے کور دل اک جا لاکھون
یہ دلاور تھے کوئی آنکھ چُرانے والے

بھوک مین پیاس مین ایک ایک ہزارون سے لڑا
کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

حیف صد حیف رہے خود لبِ دریا پیاسے
حشر مین چشمۂ کوثر کے لُٹانے والے

کیسے پچتائین گے دوزخ مین جلین گے جسدم
خیمۂ آلِ محمدؐ کے جلانے والے

جلوۂ نورِ خدائی بھی کوئی چھپتا ہے
کیسے کیسے ہوئی نادم نہ چھپانے والے

آج تک نقشِ شریعت نہ مٹا پر نہ مٹا
مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے

تو بھی راہی ہو مدینے کی طرف جلد امیر

غول کے غول چلے جاتے ہین جانے والے

کبھی جو دیدۂ دل مین فضا مدینے کی
نسیم خلد کو سمجھا ہوا مدینے کی

ہر ایک چیز ہے کیا خوشنما مدینے کی
پری کی شکل ہے مردم گیا مدینے کی

خزانہ معرفت حق کا دفن ہے اسمین
خدا کا گنج ہے دولت سرا مدینے کی

دماغ بوے حبیب خدا کا ہے مشتاق
ادھر بھی آئے الٰہی ہوا مدینے کی

خدا کی راہ جسے اہل دل سمجھتے ہین
وہ راہ راست ہے مکی کی یا مدینے کی

حسنؓ کو بہتر تونگست ملی حسینؓ کو سرخ
بٹی نواسون مین کیسی حنا مدینے کی

کہو کرین ملک الموت نزع مین نرمی
وگرنہ گرم ہے دار القضا مدینے کی

جدا ہو دل مرے سینے سے کچھ نہین پروا
پر آرزو نہ ہو دل سے جدا مدینے کی

تمام جرم معاصی کے ہون مرتکب اکمل
ملے ذرا بھی جو خاک شفا مدینے کی

مقدم آپ کا ہی نور سارے عالم پر
ہوئی ہے عرش سے پہلی بنا مدینے کی

جو زائر آئین یہان ہون بہشت مین داخل
خدا کے گھر سے یہ ہی التجا مدینے کی

ہمیشہ کلک تصور سے صفحۂ دل پر
شبیہین کھینچتے ہین انبیا مدینے کی

کمال ہند مین دل تنگ ہو رہا ہے امیر
دکھا دے وسعت اسے یا خدا مدینے کی

کافر ہوے جو اس شہ ذیشان سے پھر گئے
برگشتہ بخت قبلۂ ایمان سے پھر گئے

ٹلتی ہے نام پاک سے آئی ہوئی بلا
اکثر ٹکل کے شیر نیستان سے پھر گئے

کافی اشارہ قتل عدو کے لیے ہوا
خنجر گاون پہ جنبش مژگان سے پھر گئے

برگشتگی کا حال کھلا اہل کفر پر
پہیے جو دور گنبد گردون سے پھر گئے

غالب ہوا یہ رعب نبوت دم نبرد
آئے بھی پہلوان تو میدان سے پھر گئے

اصحاب شہ کو قلت و خالف کثیر تھے
منھ سب کے لشکر شہ ذیشان سے پھر گئے

مارا چمک کے ذرّون نے میدان دم بخود
کیا دن طلوعِ مہرِ درخشان سے پھر گئے

ٹھہرے مقابلے پہ نہ اہلِ مباہلہ
بد عہد کیسے قول سے پیمان سے پھر گئے

آسودہ دل ہوا نہ زیارت سے اے امیر
سو بار آئے شوقِ فراوان سے پھر گئے

غزل درشان جناب سید الشہدا علیہ السلام

جو کربلا مین شاہِ شہیدان سے پھر گئے
کیسے سے منحرف ہوے قرآن سے پھر گئے

نصرانیون نے حضرتِ عیسیٰ سے کی وفا
گویا یہود موسیٔ عمران سے پھر گئے

اُمت کہ سرکشون نے نہ کی نوح سے وفا
کیا روسیاہ دیو سلیمان سے پھر گئے

کافر ہوے کہ کعبۂ دین کو کیا خراب
مرتد ہوے کہ قبلۂ ایمان سے پھر گئے

مطلق کیا نہ پاس خدا اور رسول کا
کیسے فریب بازیِ شیطان سے پھر گئے

ہر چند تھا مقابلہ لاکھون کا ایک سے
منھ سب کے تیغِ شاہِ شہیدان سے پھر گئے

آئے مدد کو واسطے جن و ملک مگر
انکارِ بادشاہِ غریبان سے پھر گئے

دیندار تھے جو لوگ وہ شہ پر فدا ہوے
بے دین جو تھے وہ دینِ مسلمان سے پھر گئے

ثابت قدم جو تھے وہ رہے کربلا مین ساتھ
سُست اعتقاد سُستیِ ایمان سے پھر گئے

حجت تمام شاہ نے کی لاکھ اے امیر
کچھ بھی سُنا نہ ایسے وہ ایمان سے پھر گئے

دل کبھی قصدِ زیارت مین جو دم لیتا ہے
چل کھڑی ہونے کی شوق اُس سے قسم لیتا ہے

جو مدینے سے رہِ ملکِ عدم لیتا ہے
کب ٹھہرتا ہے کہین خلد مین دم لیتا ہے

قصدِ ہستی کا بھی کرتا ہے جو ہمسر اُس کا
راستے ہی سے وہ پھر راہِ عدم لیتا ہے

جسکو ملتا ہے مئے اُلفتِ حضرت کا مزہ
پھر وہ کوڑی کو نہین ساغرِ جم لیتا ہے

گھر سے چلتا ہے مدینے کی طرف جو زائر
ہر قدم بڑھ کے ثواب اُسکے قدم لیتا ہے

حکم دیتے ہین جو حضرت تو برہمن کیسا
اُٹھ کے بتخانے سے بُت راہِ حرم لیتا ہے

مین بھی ہون سبطِ محمدؐ کے عزاداروں مین
تعزیہ رکھتا ہے دل نالۂ غم لیتا ہے

کیون نہ سمجھے گا وہ طاعت مین کسیکی محنت
مول شدّاد سے جو باغِ ارم لیتا ہے

ملے ہو کسطرح سے میدانِ صفت حضرت کا
ٹھوکرین راہ مین رہوارِ قلم لیتا ہے

مین ترے دَور مین خونریز یہانتک خالقؔ
کہ لہو پیر کا فصّاد بھی کم لیتا ہے

مدح حضرت سے ملا ہے مجھے رتبہ یہ امیرؔ
نام تعظیم سے حسّانِ عجم لیتا ہے

ہن آئی تیری شفاعت سے روسیاہون کی
کہ فردِ اعمال دفترِ ہوئی گناہون کی

ترے فقیر دکھائین جو مرتبہ اپنا
نظر سے اُترے چڑھی بارگاہ شاہون کی

ثواب جملہ عبادت کا ہے زیارت مین
یہ ایک راہ ہے اے دل ہزار راہون کی

نہین ہے گرد و نواحِ مدینہ نخلستان
قطار ہے یہ ترے عاشقون کی آہون کی

ذرا بھی چشمِ کرم ہو تو لے اُڑین حورین
سمجھ کے سرمہ سیاہی مرے گناہون کی

نظارہ کر کے رُخِ پاک کا جو پھر لیتے ہین
بلائین لیتی ہین آنکھین مری نگاہون کی

خوشا نصیب جو تیری گلی مین دفن ہوے
جنان مین روحین ہین اُن مغفرت پناہون کی

فرشتے کرتے ہین دامانِ زلفِ حور سے صاف
جو گرد پڑتی ہے اُس روضے پر نگاہون کی

یقین ہے چشمِ درِ خلد کی بنین پلکین
ترے کرم سے صفین ہمسر روسیاہون کی

کرے گی آ کے شفاعت تری خریداری
کھلین گی حشر مین جب گٹھریان گناہون کی

مین ناتوان ہون پہنچون گا آپ تک کیونکر
کہ بھیڑ ہوگی قیامت مین عذرخواہون کی

نگاہِ لطف ہے لازم کہ دُور ہو یہ مرض
دوبارہی ہے سیاہی مجھے گناہون کی

خدا کریم محمدؐ شفیع روزِ جزا
امیرؔ کیا ہے حقیقت مری گناہون کی

اعجازِ مصطفےٰ تھے ہر بار کیسے کیسے
اِس پر تھے منکرون کو انکار کیسے کیسے

فرمان ہوا تو بولے مُٹھی مین کنکریزے
ایما ہوا تو دوڑے اشجار کیسے کیسے

اندھونکو دی بصیرت مُردی بہت جلائے
اچھے کیے نبی نے بیمار کیسے کیسے

تدبیر کا تھا ناخن شمشیر سے زیادہ
کھولے جری نے عقدی دشوار کیسے کیسے

کچھ بھی چلی نہ ایسے دل ہو گئے شکستہ
ہر چند تھے بتونکو بندار کیسے کیسے

پامال روزِ بیجا کیا کیا ہوے نہ سرکش
لوٹے لہو مین اپنے خونخوار کیسے کیسے

کیا کفر کو مٹایا توڑے صنم کدون مین
ناقوس کیسے کیسے زنار کیسے کیسے

تائید کی خدا نے غلبہ انہین کو بخشا
دبکر ہوے مسلمان کفار کیسے کیسے

سچ ہے کہ تھے دلاور اصحابِ شاہ کیا کیا
الحق کہ تھے بہادر انصار کیسے کیسے

لیتے تھے مول جنت سر بیچتے تھے اپنا
غازی جری مجاہد دیندار کیسے کیسے

وقتِ غضب جو آیا دریا مین خاک اڑائی
جنگل کیے عطا سے گلزار کیسے کیسے

یہ بھی امیرِ فیضِ توصیفِ مصطفےٰ ہے
طبعِ رسا سے ٹپکے اشعار کیسے کیسے

بیتِ خدا شرف مین ہے تربتِ رسول کی
کچھ کم نہین ہے حج سے زیارت رسول کی

منکر ہے جو نبی کا وہ منکر خدا کا ہے
توحید ہے خدا کی نبوت رسول کی

اُن کے کرم سے داخلِ اسلام ہم ہوے
دولت ملی یہ ہم کو بدولت رسول کی

اُمت کا ذکر کیا ہے یہ بندے ہین آپکے
واجب ہے انبیا پہ محبت رسول کی

نفسی سے اُمتی سے یہ ثابت ہوا ہمین
اُمت ہر اک نبی کی ہے اُمت رسول کی

ہوتا نہ کوئی عرصۂ محشر مین رستگار
ہوتی جو درمیان نہ شفاعت رسول کی

پڑھتے ہین پانچ وقت نمازین جو اہلِ دین
یہ بھی ہے پانچ وقت یہ نوبت رسول کی

ظاہر ہے بعد شاہ کے کوئی نبی نہین
جاری ہے تا بحشر شریعت رسول کی

پنہان نہین ہے مرتبہ قرآن و آل کا ق وہ حجتِ خدا ہے یہ حجت رسول کی
خائن ہے جو نجات کہان اُس کی روزِ حشر اُمت کے ہی سپرد امانت رسول کی
آتے تھے سامنے تو لرزتے تھے دست و پا غالب تھی کافرون پہ یہ ہیبت رسول کی
تنہا تھے آپ سارا زمانہ پھرا ہوا جرأت تھی واہ کیا دمِ بعثت رسول کی
توفیق راہبر ہوئی اُس کی خضر کی طرح کی اختیار جس نے رفاقت رسول کی
کیا جلد قبضہ شرق سے تا غرب کر لیا تھی کہکشان کہ تیغِ شجاعت رسول کی
ایمان لاتے جاتے ہین اب بھی ہزارہا تقسیم ہوتی رہتی ہے دولت رسول کی
کون و مکان ہون درہم و برہم جہان تباہ ضامن نہ ہو جو آج بھی تربت رسول کی
پھیلی ہے دو جہان مین شریعت کی روشنی قندیل در ہے شمعِ ہدایت رسول کی
اِس سے سوا ہے کونسی دولت جہان مین یارب نصیب ہو سکو زیارت رسول کی

مفتاحِ بابِ خلد جسے کہتے ہین امیر
اُلفت رسول کی ہے وہ اُلفت رسول کی

بندہ بھی جانبِ لحدِ مصطفےٰ چلے یثرب کو ہند سے جو کوئی قافلا چلے
سب خلق سُوے روضۂ شاہِ ہدا چلے باغِ جہان مین ایسی الٰہی ہوا چلے
جسکو کہ دل سے شوقِ زیارت ہو شاہ کا آئے ہمارے ساتھ وہ یثرب چلا چلے
آتی ہے زنگِ قافلۂ دین سے یہ صدا کافر ہمارے ساتھ نہ آئے جُدا چلے
باندھی کمر سفر کا سر انجام ہے درست اب دیر کیا ہے صبح چلے یا مسا چلے
یہ راہِ مغفرت ہے یہ ہے جادۂ ثواب جاتے ہین ہم اُدھر کو جدھر انبیا چلے
گھر سے ہے قصد روضۂ پُرنور کی طرف زندان سے جانبِ چمن و لکشا چلے
شدت اگر ہو آپ کے زائر پہ پیاس کی خود لے کے خضر ساغرِ آبِ بقا چلے
گھیرا جو ہر نون نے تو عیسیٰ نے پئے مدد چوتھے فلک سے ہاتھ مین لیکر عصا چلے

دشمن ضعیف آپ کے احباب ہین قوی
جو کاہ زیر کوہ ہو زور اُس کا کیا چلے

دیکھے عدو تمہین نگہِ بد سے کیا مجال
گردن پہ سر اُٹھا تی ہی تیغ قضا چلے

امید ہے یہ آپ کے مستون کو روزِ حشر
کوثر پہ جامِ بادۂ طہور دلا چلے

حضرت ہی بخشوائین گے سب اُمتین امیر
شافع نہ ہو تو کام شفاعت کا کیا چلے

وہ بزمِ خاص جو دربارِ عام ہو جائے
اُمید ہے کہ ہمارا اسلام ہو جائے

اِدھر بھی اِک نگہِ لطفِ عام ہو جائے
کہ عاشقون مین ہمارا بھی نام ہو جائے

ترے غلام کی شوکت جو دیکھ لے محمود
ابھی ایاز کی صورت غلام ہو جائے

مین قائل آپکے روضے کا ہون وہ قائل طور
کلیم سے نہ کسی دن کلام ہو جائے

مدینہ جاؤن پھر آؤن دوبارہ پھر جاؤن
تمام عمر اسی مین تمام ہو جائے

ثنائے زلف و رخِ شاہ کا ہے شوق ایسا
کہ بیٹھون صبح سے لکھنے تو شام ہو جائے

وہ نشہ مئے اُلفت سے کیا رہے خالی
جسے کہ عادتِ شربِ مدام ہو جائے

جو بہرِ قتل عدو آپ آستین اُلٹین
یقین ہے تیغ قضا بے نیام ہو جائے

بلائیے اِسے محشر مین حوضِ کوثر پر
کہ سیر آپ کا یہ تشنہ کام ہو جائے

شکستہ لاکھ ہو دل بادۂ ولا نہ گرے
یہ شیشہ ٹوٹ بھی جائے تو جام ہو جائے

بلاؤ جلد مدینے مین ہے امیر کو خوف
کہین نہ عمرِ دو روزہ تمام ہو جائے

لحد مین ہم کو سزائے گناہ کیا ہو گی
وہ ناخدا ہے تو کشتی تباہ کیا ہو گی

کھلی جو آنکھ ہماری دوسرا قدم دیکھا
بلند اِس سے زیادہ نگاہ کیا ہو گی

پہنچ ہی جائین گے یثرب مین ہین جو تیز قدم
ہوا کو سختیِ رہ سنگِ راہ کیا ہو گی

مقابل آپ کے یوسف کو کون پوچھے گا
کنارِ جوئے روان قدرِ چاہ کیا ہو گی

رہے گا خلق میں جاری اگر نہ آپ کا فیض
شکستہ حال ہے خلقت رفاہ کیا ہوگی

نہ کی جو تیز روی ہم نے راہِ یثرب میں
ہمارے پاؤں کی پھر دستگاہ کیا ہوگی

خدا نے آپ کو پیدا کیا سمجھ کے یہ بات
رفاہ خلق کی بے بادشاہ کیا ہوگی

ہوا نہ فائزِ دیدار اگر یہ پیرِ فلک
تو پھر یہ عینکِ خورشید و ماہ کیا ہوگی

سر نہ حشر میں جن کی ہوئی حفاظتِ شاہ
انہیں جحیم سے حاصل پناہ کیا ہوگی

جو روئے میں غمِ شہ میں وہ میں گناہ سے پاک
برس چکی ہے جو بدلی سیاہ کیا ہوگی

نظر سے آپ کی اُترے ہوئے ہیں جو مجرم
جہان میں اُن کی چڑھی بارگاہ کیا ہوگی

شفاعت اُن کی ہے جو قابلِ شفاعت میں
جو سر ہی تن پہ نہ ہوگا کلاہ کیا ہوگی

بغیر شوقِ زیارت نصیب ہوتی ہے کب
عطش نہ ہوگی تو پانی کی چاہ کیا ہوگی

کبھی نہ حشر میں سرسبز ہوں گے زاہدِ خشک
زمینِ تفتہ سے پیدا گیاہ کیا ہوگی

امیرِ مستیِ مضمون سے ہے امیدِ ثواب
کہی جو مست غزل واہ واہ کیا ہوگی

دل آپ پر بتصدق جان آپ پر سے صدقے
آنکھوں سے سر ہو قربان آنکھیں میں سر سے صدقے

کہتے ہیں گردِ عارض باہم یہ دونوں گیسو
میں ہوں اِدھر سے قربان تو ہو اُدھر سے صدقے

بولے ملک جو آدمؑ نازاں ہوئے دلاور
تم آج ہو فدائی ہم پیشتر سے صدقے

کہتا ہے مہر سے رُخ دیکھ کر نبی کا
تو شام سے ہو قربان میں ہوں سحر سے صدقے

نافِ زمیں ہے شہ کا مانندِ کعبہ روضہ
شرقی اِدھر سے قربان غربی اُدھر سے صدقے

ٹکڑوں سے پل گئے سب جتنے تھے اہلِ حاجت
شاہ و گدا نے پائے حضرت کی در سے صدقے

جو مال امیر کا ہے مالک ہیں آپ اُس کے
دل آپ پر سے قربان جان آپ پر سے صدقے

زبان ہے منہ میں خشک ایسی نہیں طاقتِ تکلم کی
ہمیں بھی کوئی ساغر میر کو تر خیر موخم کی

پسند آتا ہے کتنا سکرانا غنچۂ گل کا
شباہت دل کو یاد آتی ہے حضرت کی تبسم کی

زہے رحمت جو گرمی مہرِ محشر کی ہوئی غالب
سیہ کاروں کے سر پر چھا گئی بدلی ترحم کی

کرو تر دامنوں کو پاک دامن جنبشِ لب سے
اِدھر بھی موج آجائے کوئی رحمت کے قلزم کی

مگر میری طرح ہے انتظارِ شاہ اِن کو بھی
سپید آنکھیں نظر آتی ہیں گردوں پر جو انجم کی

وہ عاشق ہوں پڑی جسدم گلستاں میں نو طفلی میں
پسند آئی نہایت ہر حکایت باسِ پیچم کی

کہیں رتبہ مسیحا سے ہے برتر اُس مسیحا کا
بلندی عرش کے آگے ہے کیا چرخِ چہارم کی

ملی بحرِ سخن کو مدحتِ حضرت سے یہ وسعت
کہ موجیں میری دریا کی ہیں جلدیں ہفت قلزم کی

ترے منکر کے مُردے کو جلانا ہو نہیں سکتا
گرہ ہو جاتی ہے حلقوم عیسیٰ میں صدا تم کی

بڑے وہمی ہیں جن کو ہے تری معراج میں شبہہ
نہیں ہے پاس لقماں کے دوا اُنکے توہم کی

غذائے نانِ جَو اس واسطے شہ کو پسند آئی
حقیقت جانتے تھے آدمؑ و تحریمِ گندم کی

رہے خود جلوہ آرا بوریائے فقر پر حضرت
ہزاروں کو عطا کیں مسندیں سنجاب و قاقم کی

جو حضرت ناخدا ہیں بحرِ طوفاں خیز محشر میں
امیرؔ اپنے سفینے کو نہیں وحشت تلاطم کی

درِ شہ پر اجل اے کاش میسر ہوتی
میری تربت بھی شہیدی کے برابر ہوتی

تھی جو اے برقِ سرِ طور تمنا تیری
آ کے قندیلِ درِ روضۂ انور ہوتی

جلوۂ نور ترا پیشِ نظر تھا دمِ نزع
جسمِ خاکی سے جُدا روح نہ کیونکر ہوتی

راستہ کون مدینے کا بتاتا مجھکو
ہمدمِ دل نہ خضرؑ بن کے جو رہبر ہوتی

ہے ترے پیرہنِ پاک کی حسرت اسکو
ورنہ کیوں نکہتِ گل جامے سے باہر ہوتی

معرکہ مجھ کو نکیرین سے درپیش ہے آج
آپ تشریف جو لاتے تو مہم سر ہوتی

گرمیِ مہرِ قیامت سے نہ جی گھبراتا
سایہ افگن جو تری زلفِ معنبر ہوتی

زرد رُو تجھ سے کیا مجھ کو سیہ کاری نے
کیوں نہ آنکھ اشکِ ندامت سے تری تر ہوتی

خاک کچھ بھی ترے کوچے کی جو ہوتی شامل
روح پھر قالبِ خاکی مین نہ محبوس ہوتی

روضۂ پاک کی خاک آنکھون سے ملتا مین المیر
کاش جاروب کشی وان کی میسر ہوتی

صبا بیشک آتی اُدھر ہی سے تو ہے
کہ تجھ مین رہنے کے پھولون کی بُو ہے

سُنین ہم نے طوطی و بلبل کی باتین
ترا تذکرہ ہے تری گفتگو ہے

جیون تیرے در پر مرون تیرے در پر
یہی مجھ کو حسرت یہی آرزو ہے

جسے جسطرف آنکھ جاوے ہے اُس کا
جو یکسو ہو دل تو وہی چار سو ہے

تری راہ مین خاک ہو جاؤن مرکر
یہی میری حسرت یہی آبرو ہے

زلیخا کو یوسفؑ کا نقشہ مبارک
کہ تصویرِ احمدؐ مرے روبرو ہے

مئے عشقِ حضرت سے ہون مست مجھ کو
جو تسنیم ساغر تو کوثر سبو ہے

یہان ہے ظہور اور وہان نُور تیرا
مکان مین بھی تو لامکان مین بھی تو ہے

شبِ قدر مین کیون نہ مہکے زمانہ
کہ یہہ سایہ گیسوئے مشک بُو ہے

سوا تیرے جتنے حسین جہان مین ق
کوئی تند خُو ہے کوئی تنگ جو ہے

نہین کوئی بے عیب اِس بوستان مین
جو پھولون کی بُو ہے تو کانٹون کی خُو ہے

جو بے داغ لالہ جو بے خار گل ہے
وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے

المیر گنہگار کو کچھ نہین ڈر
حمایت کو حیدرؑ شفاعت تو ہے

یا خدا جسم مین جب تک کہ مری جان رہے
تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے

دل وہی دل ہے کہ جس دل مین ترا دھیان رہے
جان وہ جان ہے جس مین ترا ارمان رہے

سایہ پر جبریلؑ کا ہو تربت پر
کشتۂ عشقِ محمدؐ کی یہہ پہچان رہے

کوئی محشر مین نہین پوچھنے والا شاہا
اِس گنہگار سیہ کار کا بھی دھیان رہے

قامت سرورِ کونین کے کشتون مین اٹھونگا
یا خدا ہاتھ مرے حشر کا میدان رہے

ریش و رخسارِ مبارک کا پتا ملتا ہے
آگے آنکھون کے کھلا رحل پہ قرآن رہے

دین و دنیا مین جو پایا وہ وہین سے پایا
ہم تو جس گھر مین رہے آپکے مہمان رہے

ما عرفناک سے مقصود تھا یہ حضرت کا
بے خبر اپنی حقیقت سے نہ انسان رہے

امتحان گاہِ والامین نہ ہون تیور میلے
وقت پر نوک رہے آن رہے شان رہے

نا امیدی سے بچا مرے دل کو یا رب
وصل ممکن نہین تو وصل کا ارمان رہے

مین ترے در کی گدائی سے رہون مستغنی
شان مجھکو نہین درکار مری آن رہے

آپ کے نعم کو کلیجا نہ کھلاؤن کیونکر
شرم کی بات ہو فاقے سے یہ مہمان رہے

بے نیازی کی وہ درگاہ ہے طاعت کیسی
شان بندے کی یہی ہے کہ پشیمان رہے

ہم گنہ کرکے بھی شرمندہ نہین کیا تھے وہ لوگ
کہ گنہ بھی نہ کیا اور پشیمان رہے

تو ہے کیا اور ترے اعمال ہین کیا اے غافل
اُسکی رحمت کی عنایت کی طرف دھیان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

لے کے جنت سے خبر بادِ بہاری آئی
اُٹھو تعظیم کو حضرت کی سواری آئی

پردۂ رحم مین اے برقِ تجلی ہو ظہور
دورِ موسےٰ گیا اب مری باری آئی

واہ کیا شانِ کرم ہے جو مین رویا دمِ نزع
مسکراتی ہوئی تصویرِ تمہاری آئی

جسم سے جان نکلتے ہی مدینے پہنچی
کام کچھ آئی تو حسرت ہی ہماری آئی

یادِ حضرت مین امیر اشک بہائے مین نے
جب طبیعت طرفِ گریہ وزاری آئی

یون مدینے سے نسیمِ سحری آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جس طرح پری آتی ہے

غش جو آجائے گا کس طرح مین دیکھونگا جمال
لیجیے جلد خبر بے خبری آتی ہے

ہائے وہ دن کہ تمنا مین رواں تھے آنسو
اب بشکل کبھی آنکھون مین تری آتی ہے

اِس تمنا مین کہ ہو خواب مین دیدار نصیب
نیند بے ساختہ آنکھون مین بھری آتی ہے

چاند سورج سے یہ کہتا ہے دمِ نظارہ
کہ بتا تجھ کو بھی یہ جلوہ گری آتی ہے

ایسی گردش نہین آتی کہ مدینہ پہنچون
اے فلک بس تجھے بیداد گری آتی ہے

کیسی محبوب ہے محبوب خدا کی رفتار
چال ایسی تجھے اے کبکِ دری آتی ہے

نعتِ رخسارِ مبارک کے صلہ مین مجھ کو
ڈالی فردوس کے پھولونسی بھری آتی ہے

یادِ گیسوے مبارک مین جو سوتا ہون امیر
خواب مین شب کو نظر مجھ کو پری آتی ہے

بہار آئی ہے گل پھولے ہین بادل گھر کے آیا ہے
مدینے کا سپن اِس وقت آنکھون مین سمایا ہے

مدینے مین یہ ہم نے صبح و شام آرام پایا ہے
کہ پریون نے جگایا ہے تو حورون نے سُلایا ہے

حقیقت پوچھ اِس عجمے کو ئی فردوس و طوبےٰ کی
رخِ احمدؐ کا پرتو ہے قدِ احمدؐ کا سایا ہے

تجلی حسنِ یوسفؑ کی رُخِ پرنور مین دیکھی
جو کانون نے سنایا تھا وہ آنکھون نے دکھایا ہے

بنے شمس و قمر لوح و قلم سب نور سے تیرے
خدا نے خاص اپنے نور سے تجھکو بنایا ہے

شبِ معراج جبریلِ امین نے یہہ کہا آکر
حضور اُٹھیے شہنشاہِ دو عالم نے بُلایا ہے

نہ مہکے کیون غلافِ روضۂ پُرنور کی خوشبو
اِسے فردوس کے پھولونمین حورون نے بسایا ہے

مدینے ہو کے آئی ہے نسیمِ صبح تو شاید
کہ شادی کا ہر اک طنبے نے نقارہ بجایا ہے

ترا جلوہ نظر آیا تھا اک دن خواب مین اب تک
وہی آنکھون مین پھرتا ہے وہی دل مین سمایا ہے

قدم رکھتا نہین وہ نانسے تختِ سلیمان پر
ترے کوچہ مین جس درویش نے بستر لگایا ہے

عرب سے تا عجم بجتا ہے ڈنکا دینِ احمدؐ کا
مٹا کر نقشِ کفر اسلام کا سکہ بٹھایا ہے

ملے گا ایک موتی کا محل فردوس مین اُس کو
غمِ حضرت مین جس نے ایک بھی آنسو بہایا ہے

غمِ حضرت مین جو رویا وہ ہنستا خلد کو پہنچا
یہ وہ پھینتا ہے جس نے نارِ دوزخ کو بجھایا ہے

امیرؔ دردمند آیا ہے فریادی ترحم ہو
کہ اِس کو درد نے اے عیسیٰ دوراں ستایا ہے

عجب بستی مدینہ ہے جہاں رحمت برستی ہے
زیارت کو ہماری روح مدت سے ترستی ہے

تصور مین ہے تصویرِ محمدؐ گرد پھرتے ہین
ہماری بُت پرستی درحقیقت حق پرستی ہے

پری کو حور کو کیا دیکھین تیرے دیکھنے والے
کن آنکھون مین یہ شوخی ہے کن آنکھون مین یہ مستی ہے

مزہ ہے زندگی کا یادِ محبوبِ الٰہی مین
جو غفلت مین بسر ہو موت سے بدتر وہ ہستی ہے

چلا چل بند آنکھین شوق سے راہِ مدینہ مین
زمین ہے صاف آئینہ بلندی ہے نہ پستی ہے

دو عالم کی حقیقت کیا ہے جنسِ عشق کے آگے
عجب لغت ہے جس قیمت کو ہاتھ آجائے سستی ہے

محبِ ساقیِ کوثر کو کیسا دھڑکا قیامت کا
جسے کہتے ہین کوثر وہ مقامِ مے پرستی ہے

مدینے کو امیرؔ اب ہند سے چل چونک اے غافل
یہ کیسی نیند سوتا ہے یہ کیسی تیری مستی ہے

غزل جو نعت مین کہتے ہین ہم رسولون کی
ہمارے شعر نہین ڈالیان ہین پھولون کی

حضور کے جو ہوا خواہ ہین وہ جنت مین
ہوائین کھائین گی کیا ٹھنڈی ٹھنڈی جھولون کی

یہ مشتِ خاک مدینے کے گرد پھر پھر کر
کروں نثار جو قسمت ملے بگولون کی

دکھائیے گلِ رخسارِ دل ہری ہو جائین
بہت فسردہ طبیعت ہے ہم ملولون کی

خضر ہے شوقِ مدینے کو جا ہی پہنچون گا
چلے گی مجھ سے کچھ اِس راہ مین نہ بھولون کی

گمانِ سایۂ رحمت ہوا مدینے مین
کہین جو چھاؤن نظر آگئی ببولون کی

مہک رہا ہے مدینے مین ہر گلی کوچہ
وہ بھینی بھینی ہے خوشبو دہان کی پھولون کی

اُنہین پہ ختم ہین مسکین نوازیان ساری
خبر وہ لیتے ہین سب اندھے لنگڑے لولون کی

امیرؔ شافعِ محشر ہین احمدِ مختار
وہ بخشوائین گے سب اُنکین رسولون کی

بُو گیسوے حبیبِ خدا کی سنگھا مجھے
عاشق ہون چل اُڑا نی سمجھ کیا اے صبا مجھے

بالین پہ حضرت آئے ہین تڑپا نہ اِس قدر
اے دردِ دل سنبھلنے تو دی اِک ذرا مجھے

سمجھون اگر مدینے کی خاکِ شفا ملے
عیسیٰؑ نے میرے درد کی بھیجی دوا مجھے

آئے لحد مین غش جو تجلی سے آپ کی
دامن سے اپنے حورِ جنان دی ہوا مجھے

یارب ترے حبیب کے در کا فقیر ہون
محتاج کر کسی کا نہ اُس کے سوا مجھے

کب سے بھٹک رہا ہون مین ہندوستان مین
اے خضر اب مدینے کا رستہ بتا مجھے

لپٹون غبارِ بن کے مدینے کے شوق مین
جاتا ہوا ملے جو کوئی قافلا مجھے

وہ سامنے سے روضۂ اقدس ہوا نمود
اے شوق اب تو ساری سی آگی بڑھا مجھے

منھ رکھ کے جالیون پہ حرم کی مین سو گیا
جنت کی اِن جھروکون سے آئی ہوا مجھے

آ پہنچی ہے قریب سواری حضور کی
تھوڑی سی فرصت اور بھی دی ای قضا مجھے

ستار تیری ذات ہے صدقہ حبیبؐ کا
رُسوا نہ کر ذلیل نہ کر اے خدا مجھے

اعضا نے بھی جواب دیا اے مرے کریم
اِس وقت ہے کرم کا ترے آسرا مجھے

پھولے جو گل وہ پھول سا ئخ یاد آ گیا
تڑپی جو عندلیب تو تڑپا دیا مجھے

مین شیفتہ ہون اور کرشمون کا اے امیر
پریان دکھائین ناز نہ حورین ادا مجھے

اللہ اللہ مدینہ جو قریب آتا ہے
خود بخود سر پہ تسلیم جھکا جاتا ہے

جو مدینے کی طرف جاتے ہین انکو رضوان
دل مین دیتا ہے جگہ آنکھون پہ بٹھلاتا ہے

اِک ذرا روضۂ پُر نور کا رتبہ دیکھو
عرش قندیل چڑھانے کے لیے لاتا ہے

واہ رے شوق جب آتا ہی زیارت کا خیال
دل تڑپ کر مرے پہلو سے نکل جاتا ہے

ہندسے کوئی کہین جائے یہی کہتا ہون
کہ مسافر یہہ مدینے کی طرف جاتا ہے

اب تو ایسا کوئی سامان الٰہی ہو جائے
کہ مدینے کو چلون جی مرا گھبراتا ہے

ق

مین کہون روضۂ پُرنور رہا کتنی دُور
ساتھ والے کہین اب آتا ہی اب آتا ہے

دونون بیتاب ہین حضرت کی زیارت کیلیے
دل کو سمجھاتا ہون مین دل مجھے سمجھاتا ہے

جلوہ فرما ہون جو حضرت ابھی روشن ہو جائے
دم مرا تیرگیٔ قبر سے گھبراتا ہے

دل مرا کہتا ہے منھ کرکے مدینے کی طرف
اِس طرف کوئی مجھے کھینچے لیے جاتا ہے

اِس گنہگار کو محشر مین نہ بلوائین حضور
روسیہ سامنے آتے ہوے شرماتا ہے

کیون نہ ہر روز تصور پہ ہون مین اپنے نثار
تیری تصویر یہ شب بھر مجھے دکھلاتا ہے

میرے عیسیٰ نہین اب صبر کی طاقت باقی
دردِ شانون نہایت مجھے تڑپاتا ہے

کسی کروٹ کسی پہلو نہین لیٹا جاتا
دن کو آرام نہ راتون کو قرار آتا ہے

ضد ہے راحت سے اِسے نیند کا یہ دشمن ہے
جب ذرا آنکھ جھپک جاتی ہے چوکاتا ہے

سب سے بدتر ہے امیر آپ مین نہین شک لیکن
لاج اس کی ہے ضرور آپ کا کہلاتا ہے

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہون تو جنت کی ہوا آتی ہے

کثرتِ جرم سے ایسا ہون مین مجرم نادم
توبہ کرتے ہوے بھی مجھ کو حیا آتی ہے

شمع پر روضۂ اقدس کی جو گرتے ہین پتنگ
پرِ جبریلؑ کی کانون مین صدا آتی ہے

یاد جب آتی ہے حضرت کے تبسم کی شبیہہ
حورِ عین پڑھتی ہوئی صلِّ علیٰ آتی ہے

خاک چھانین تو رہِ عشقِ نبیؐ مین چھانین
ذرّے ذرّے سے یہان بُوے وفا آتی ہے

غمِ احمدؐ مین مرے دل سے نکلتا ہی دھوان
یا اُمنڈتی ہوئی قبلہ سے گھٹا آتی ہے

مُردہ جی اُٹھتے ہین عیسیٰؑ بھی تڑپ جاتے ہین
بات جب نالبِ اعجاز نما آتی ہے

روضۂ پاک مین سب ضبطِ نفس کرتے ہین
اِس گلستان مین دبی پاؤن صبا آتی ہے

نامِ پاک آپ کا لیتی ہے جو فردوس مین حور
دوڑ کر چشمۂ کوثر مین نہا آتی ہے

آپ کے عشق مین مرنا بھی عجب دولت ہی
فاذکُرُونی کی درجنت سے صدا آتی ہے

موت کو دیکھ کے کہتا ہو دینے مین مریض
حور آتی ہے الٰہی کہ قضا آتی ہے

خونِ ناحق شہدا کا مجھے یاد آتا ہے
پس کے جب سامنے آنکھو نکے حنا آتی ہے

پردۂ برقِ تجلی ہے ضیائے رُخِ پاک
ہوش موسیٰ کے سرِ طور اُڑا آتی ہے

شوقِ بابوس مین حضرت کے لہو روتی ہے
ہاتھ ملتی ہوئی گلشن مین حنا آتی ہے

جب مین جاتا ہون تو اُس روضۂ اقدس سے اے میر
پھول دامن مین بھرے بادِ صبا آتی ہے

زہے رحمت کہ ختمِ انبیا کی آمد آمد ہے
حبیبِ خاص و محبوبِ خدا کی آمد آمد ہے

ملائک مژدہ دیتے ہین گنہگارانِ اُمت کو
کہ خوش ہو شافعِ روزِ جزا کی آمد آمد ہے

زمانہ تیرہ و تاریک تھا اب روشنی ہوگی
مٹین گی ظلمتین شمعِ ہدا کی آمد آمد ہے

بہار آئیگی گل پھولین گے بلبل چہچہائین گے
چمن مین دھوم ہی بادِ صبا کی آمد آمد ہے

بھٹکتے پھرتے تھے جو قافلے راتونکو راہ مین
اب اُن کے دن پھرین گے رہنما کی آمد آمد ہے

عدم کی راہ لین کہدو فساد و فتنہ و شر سے
یہان خیر البشر خیر الورا کی آمد آمد ہے

یہ کیون ہین حسرتونکے کاروان مین عید کی خوشیان
الٰہی آج کس یوسف لقا کی آمد آمد ہے

زمین و آسمان سے متصل ہے نور کی بارش
جہان روشن ہے نورِ کبریا کی آمد آمد ہے

ازل سے تا ابد ہو جائینگے حل جتنے ہین عقدے
مبارک ہو شہِ عقدہ کشا کی آمد آمد ہے

یہ مہر و مہ ہین جس کے فرشِ پا انداز کے ٹکڑے
اُسی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی آمد آمد ہے

عبادت کو جماعت کی مزے اٹھین گے جی بھر کر
کہ اہلِ اقتدا ہین مقتدا کی آمد آمد ہے

ستم پامال ہوگا دورِ عدل و داد آتا ہے
جفا جاتی ہے دنیا سے وفا کی آمد آمد ہے

کہو شوخی سے اب جا کر چھپے حوروں کی آنکھون مین
کہ یان سر تا قدم شرم و حیا کی آمد آمد ہے

جو سُنتے حضرتِ یوسف بھی یہ مژدہ تو فرماتے
ہمارے دلنواز و دلربا کی آمد آمد ہے

ادب آواز دیتا ہے سنبھل بیٹھو سنبھل بیٹھو
کہ فخرِ اولیا و انبیا کی آمد آمد ہے

خدا دے لاکھ جانین تو امیر اسدم کردن قربان
مرے مولیٰ مرے حاجت روا کی آمد آمد ہے

جو نگاہِ غمزہ و عالی مکان سے گر پڑے
لاکھ سرکش ہو زمین پر آسمان سے گر پڑے

اشک دامن پر گرا مژگانِ دشمن سی تو یون
صحن مین جیسے کوئی بامِ مکان سے گر پڑے

آئے جب دنیا مین حضرت دیر مین جتنے تھے بُت
منھ کے بھل سب خوفِ شاہِ انس و جان سی گر پڑے

رُعب سی میلاد کے جب کانپ اُٹھے تو مشیروان
کیون نہ ایوان ہیبتِ شاہِ زمان سے گر پڑے

لطفِ حضرت نے یہ باندھی باغِ عالم مین ہوا
دوستدارون کی گنہ برگِ خزان سے گر پڑے

جو پھرا ہی آپ سی اُس کو کہان رفعت نصیب
بام پر چڑھنے لگے تو نردبان سے گر پڑے

آنکھ اُٹھا کر بامِ عالی کو لگے جب دیکھنے
مہر کی دستار فرقِ آسمان سے گر پڑے

گنبدِ مرقد پہ چڑھنے کا کرے کیوان جو قصد
بام تک جانے نہ پائی درمیان سے گر پڑے

آپ کی آمد جو ہو سیدان مین چھائے یہ رُعب
ق گرز دستِ پہلوانِ سیستان سے گر پڑے

مردمک آنکھون سی دل سینے سے پہلو سے جگر
جان ہو تن سی جدا مغزِ استخوان سے گر پڑے

ہو نگاہِ قہر حضرتؐ کی اگر اس کی طرف
تاجِ رفعت کیون نہ فرقِ فرقدان سے گر پڑے

آپ کی رحلت کی پہنچی آسمان پر جب خبر
ق اشکِ ماتم دیدۂ روحانیان سے گر پڑے

وحشیون نے خاک پہنچون سی اُڑائی دشت مین
سارے طائر اپنے اپنے آشیان سے گر پڑے

چھا گئی بالکل ریاضِ دہر مین افسردگی
خاک پر برگ و ثمر بادِ خزان سے گر پڑے

تیرہ عالم ہو گیا آئے گہن مین مہر و ماہ
آنسوؤن کی طرح تارے آسمان سے گر پڑے

چاہیے ایامِ پیری مین خموشی اے امیر
بات کا کیا لطف جب دندان دہن سی گر پڑے

گلِ مہتاب سے اُس رُخ کا پتا ملتا ہے
بُو تو کچھ بھی نہین پر رنگ ذرا ملتا ہے

روضۂ پاک بھی رُتبے مین نہین عرش سے کم
جو پہنچتا ہے اُسے آبِ بقا ملتا ہے

زائرون کے لیے ہے جہدِ زیارت مین ثواب
مر بھی جائین تو ثوابِ شہدا ملتا ہے

جذبِ حضرت کا پہنچتا ہے جو صحرا مین اثر
کاہ کو بھی اثرِ کاہ رُبا ملتا ہے

فخرِ ہم فقر کی کملی کو نہ کیونکر سمجھین
سلسلہ تم سے کھما ای اہلِ عبا ملتا ہے

ہر ورق مین مری دیوان کی ہو وصفِ رخِ پاک
پتے پتے سے گلستان کا پتا ملتا ہے

چاہتے ہین جو گدا خاک ترے کوچے کی
صورتِ خضر انہین آبِ بقا ملتا ہے

اوجِ ہمت سے ہوا آپ پہ قرآن نازل
فکرِ عالی ہو تو مضمون نیا ملتا ہے

شوق ہے دل مین مدینے کی زیارت کا امیر
گھر سے بڑھ کر ہمین غربت مین مزا ملتا ہے

امیر

اے حبیبِ گردگار میری طرف بھی دیکھیے
آنکھین ہین غم سے اشکبار میری طرف بھی دیکھیے

رحمتِ عالمین ہین آپ شافعِ مذنبین ہین آپ
مین ہون بڑا گنہگار میری طرف بھی دیکھیے

ہے نظر آپ کی شفا آپ کی آنکھ معجزہ
حال مرا بہت ہے زار میری طرف بھی دیکھیے

شافعِ عاصیان حضور عفو مرے بھی ہون قصور
ہون مین گنہ سے سرمسار میری طرف بھی دیکھیے

پیش ہین مشکلین بڑی منزلِ گور ہے کڑی
سخت ہے وقت اختصار میری طرف بھی دیکھیے

سینہ ہے غم سے اشکبار داغ ہین عجب بہار
خون سے آنکھین لالہ زار میری طرف بھی دیکھیے

نزع ہے بے بسی قبر ہے اور بے کسی
یار نہ کوئی غمگسار میری طرف بھی دیکھیے

حشر مین ہوگی بھیر بھاڑ سر پہ گناہون کا پہاڑ
عرض کرونگا بار بار میری طرف بھی دیکھیے

دیکھنے والے آپکے لوٹ رہے ہین دیر سے
چار طرف سے ہے یہہ پکار میری طرف بھی دیکھیے

لالہ و گل مین داغِ عشق زخمون سے دل ہے باغِ عشق
اشکِ روان ہین آبشار میری طرف بھی دیکھیے

سر و مین ہاتھ پاؤن سب دل کو کمال ہے تعب
آنکھ نہین اب ہے جانِ زار میری طرف بھی دیکھیے

خلق نے مجھ سے پھیری آنکھ نیچی ہو کیون نہ میری آنکھ
اپنی نظر مین بھی ہون خوار میری طرف بھی دیکھیے

بھولے ہین جن کے تم گناہ اُن کو تو مل گئی پناہ
جرم ہین میرے بے شمار میری طرف بھی دیکھیے

بگڑے ہوے سنور گئے ڈوبتے پار اُتر گئے
میری بھی کشتی اب ہو پار میری طرف بھی دیکھیے

چشمِ کرم ہے خلق پر اب تو ادھر بھی اِک نظر
مین ہون پیاوہ سب سوا میری طرف بھی دیکھیے

سینہ ہو داغون سے چمن خون سے تر ہے پیرہن
رنگ پہ ہے مری بہار میری طرف بھی دیکھیے

پہنچی نگہ جو سوے دل بولی یہہ جانِ مضمحل
مین بھی بہت ہون بیقرار میری طرف بھی دیکھیے

مظہرِ حسنِ ذوالجلال پھولون کو دیکھکر نہال
ہیچ رہی ہے یہہ ہزار میری طرف بھی دیکھیے

جو مین فدا حضور پر اُن پہ ہے لطف کی نظر
مین بھی ہون ایک جان نثار میری طرف بھی دیکھیے

اے شہِ ختمِ مرسلین آنکھین سفید ہوگئین
کب سے ہون محوِ انتظار میری طرف بھی دیکھیے

سُنیے امیر کی ذرا کہتا ہے چپکے چپکے کیا
مین ہون غریب امیدوار میری طرف بھی دیکھیے

یون تو حسن ابرو مین ہی مژگان مین ہی گیسو مین ہی
حسن کا اعجاز لیکن نرگسِ جادو مین ہے

ہجرِ حضرت مین یہہ کافی ہے مری تسکین کو
آپ کی تصویر دل مین دل مرے پہلو مین ہے

واہ رے خلقِ نبی بالون مین بھی ہے میل جول
ہے یہی تو وجہ جو یوسفی ابرو مین ہے

دیکھ لین رونا اگر میرا دکھا ہی دین جمال
حسرتِ دیدارِ حضرت میری ہر آنسو مین ہے

بال بھی بیکا نہ ہوگا دشمنون سے آپ کا
جوشنِ حفظِ الٰہی آپ کے بازو مین ہے

عرش کے موتی بچھے جاتے مین پٹی ہی جو چھوٹ
کیا چمک شیدائیانِ خاص کے آنسو مین ہے

عطر ہو گلہاے جنت کا کہ مشکِ زلفِ حور
بڑھ کے اِن سب سے پسینا آپکا خوشبو مین ہے

آپ ہی تسکین دین میری تو دل سنتا نہین
میرے کہنے مین نہین یہ آپ کی قابو مین ہے

کہتی ہین پریان بلائین لیکے اِک اِک بال کی
ہائے کیا دلکش اثر اِن بالون کی خوشبو مین ہے

گلشنِ فردوس مین سنبل سے کہتا ہے یہہ گل
سایۂ عارض مین مین تو سایۂ گیسو مین ہے

آپ کے شیدائیون کی آنکھ مین طوبیٰ ہے کیا
ایک وہ بھی عاشقانِ قامتِ دلجو مین ہے

دیکھتی ہے کس ادب سے آپکے مُنھ اِس مین حیا
کیا صفائی کیا چمک آئینۂ زانو مین ہے

زشتیِ اعمالِ اُمت دیکھتے ہی مٹ گئی
اللہ اللہ کیا اثر حسنِ رُخِ نیکو مین ہے

آپ ہو یا تم ہو دونون ہین تکلف کو خطاب
مشربِ عشاق مین تو جو مزہ ہی تُو مین ہے

وہیان رہتا ہے اُسی کا یاد رہتا ہے وہی
بڑھکے سب ذکرون سے لذت مجکو ذکرِ مُو مین ہے

نرگسی آنکھون کا تیری سہر رسیلا ین کہان
اِک فقط شوخی ہی شوخی دیدۂ آہو مین ہے

زلف نے حور و پری کی یہ مہک پائی کہان
بھینی بھینی ہائے کیا خوشبو تری گیسو مین ہے

کیون تڑپ جائے نہ سنکر عاشقِ قدِ امیر
دُہرے پھل کا نیشکر قمری تری کو مین ہے

خوبانِ عالم کی تجھے خالق نے دی ہی دلبری
کاکلون پر غش ہی حوریں بالون پہ صدقے ہی پری

اے کلکِ صوت آفرین صد آفرین صد آفرین
اِس بانکپن اِس نوک کی دیکھی نہین ہوگی گری

جن و بشر تسخیر مین سب صورتِ تصویر مین
مارا غ کی سرمہ سے ہین آنکھین تری شوخی بھری

حسنِ خداداد آپ کا ہر حُسن پر بالا ہوا
قربان ہین شمس و قمر صدقے مین زہرہ مشتری

دنیا مین جتنے ہین حسین وہ سب ہین تیری خوشہ چین
پریون نے کیا حورون نے بھی سیکھی ہی تجھ سے دلبری

اللہ رے حُسنِ جانفزا جسپر خدا شیدا ہوا
ایسا کھرا یہ مال تھا مالک ہوا خود مشتری

معراج مین سب انبیا تھے مقتدی تو مقتدا
اے شاہِ دین کس کو ملی اِس شان کی پیغمبری

اللہ رے شانِ مصطفےٰ مجرے کو تھرّاتا ہوا
ہر صبح روضے کی طرف آتا ہے مہرِ خاوری

شیدائے ختم المرسلین کہتے ہین وقتِ واپسین
جواب تو ای جانِ جہان اِس جانکنی سے جانبری

اونچی ہے شاخِ آشیان اور طائرِ دل ناتوان
قابل ترس کھاتی کہ ہے کس کی پر و بال و پری

تم مشکل دکھلاتے نہین آنسو بھی اب آتی نہین
جب آگ ہو دل مین بھری کیونکر ہو آنکھون مین تری

یا رحمۃ للعالمین غیرت سے آنکھ اُٹھتی نہین
گٹھری گناہون کی مری سر پر ہے محشر مین دھری

مجھ پر ترحم کیجیے کوثر کے چھینٹے دیجیے
ہو جائے یہ اعمال کی سوکھی ہوئی کھیتی ہری

دل مین ہی دست اسقد بارہ اماموں کا ہے گھر
کیا پُر فضا کیا دلکشا ہے واہ یہ بارہ دری

اے اہلِ بیتِ مصطفےٰ اے چار یارِ باصفا
ناچار امیر بے نوا ہے قابلِ چارہ گری

دو عالم کے سرتاج اللہ والے
مجھے اب تو قدمون مین اپنے بلا لے

یہ عالم ہے داغِ جدائی سے دل کا
پڑے ہین مجھے اپنے جینے کے لالے

کھٹک سی کھٹک ہے تپک سی تپک ہے
زبان پر ہین کانٹے جگر مین ہین چھالے

جفا کار دنیا جفا جو زمانہ
پڑے ہون مین رو رو فغان کے پالے

یتیمون کے وارث غریبون کے والی
مین بے بس ہون بیکس ہون مجکو سنبھالے

کہین مجکو ٹھنڈا نہ کر دین جلا کر
مری سرد آہین مرے گرم نالے

لحد کی اندھیری نے گھیرا ہے مجکو
سوا تیرے کون اس مصیبت کو ٹالے

نکیرین آنکھین دکھانے نہ پائین
مجھے آ کے دامن مین اپنے چھپالے

کرے کوئی فریاد کس سے تمہین ہو
مصیبت زدون پر ترس کھانے والے

دھڑکتا ہے دل ہجر کی دشمنی سے
یہہ بے درد ایسا نہ ہو مار ڈالے

مری جان نکلے تو قدمون پہ تیرے
خدا یہی ارمان میرا نکالے

نکلتے تھے تنہا بھی حضرت جو گھر سے
ملک ساتھ چلتے تھے دامن سنبھالے

کہین دفن ہون عاشقانِ محمد
مگر سب مدینے کو ہین جانے والے

رخ و زلف کا سایہ رہتا ہے سر پر
نکلتا ہون جب مین اندھیرا اجالے

پئے خاطرِ صحرا سے شب چلے ہین
بھری چھاگلین لیکے پاؤن کے چھالے

رسولِ خدا سے جدائی ہے آفت
خدا یہہ مصیبت کسی پر نہ ڈالے

کہے نعت کے شعر صد چاک دل سے
عجب لعل گدڑی سے ہمنے نکالے

مسلسل ہین مضمونِ دندانِ حضرت
مرے شعر سب موتیون کی ہین مالے

رسولِ خدا کا مین اک اُمتی ہون
مرے کام سب مین خدا کے حوالے

کرم ساقیِ کوثر اُمت کے پیاسے
لبِ کوثر آئے زبانین نکالے

مری روح نکلے بدن سے تو حورین
کھڑی ہون درِ خلد پر منہ نکالے

جُدائی کے صدمے ضعیفی کا عالم
کہان تک امیر اپنے دل کو سنبھالے

حشر مین اُمت جو آئی آپ کی
ہر زبان پر تھی دُہائی آپ کی

وصل اگر ممکن نہین تو ہو وصال
اب نہین اٹھتی جدائی آپ کی

مین جدھر چلتا ہون ہو لیتی ہے ساتھ
خضر بنکر رہنمائی آپ کی

خلد مین دلوائیے مجھکو مکان
لامکان تک ہی رسائی آپ کی

زہد و تقویٰ پر بھروسا خالق کو
مجھکو کافی آشنائی آپ کی

حلم تھا حضرت کی گھٹی مین پڑا
تھین حلیمہؓ نام دائی آپ کی

اِک جھلک پر دین و دنیا سب نثار
دونون عالم رُونمائی آپ کی

شوق نے برسون مجھے تڑپا لیا
تب کہین صورت دکھائی آپ کی

حور بنکر روح نکلی جسم سے
نزع مین جب یاد آئی آپ کی

سونگھنے والے جو پڑھتے ہین درود
بُو کہان پھولون نے پائی آپ کی

ساری اُمت ہوگئی اُس سے نہال
کام آئی کیا کمائی آپ کی

موتی اشکون کے کیے اُسنے نثار
جسکے دل مین یاد آئی آپ کی

بند آسانی کا دروازہ ہے کیون
کھول دیتے مشکل کشائی آپ کی

کچھ یہی اُمت نہین ہے جان نثار
ساری خلقت ہے فدائی آپ کی

لاکھ جانین اِس ادا پر ہون نثار
دلربائی ہے دلربائی آپ کی

کیا کرے گا دولتِ کونین امیر
بادشاہی ہے گدائی آپ کی

شان اللہ کی ہے شانِ رسولِ عربی
کیون خدائی نہ ہو قربانِ رسولِ عربی

ذاتِ اقدس ہی تو ہے باعثِ ایجادِ جہان
ساری مخلوق ہے مہمانِ رسولِ عربی

چاند سورج بھی رواں رہتے ہین روضے کیطرف
کس کے دل مین نہین ارمانِ رسولِ عربی

چترِ رحمت کی طرح حشر مین ہین سایہ فگن
کس کے سر پر نہین احسانِ رسولِ عربی

دونون عالم ہین حسینؓ اور حسنؓ سے خوشبو
خوب مہکے گلِ ریحانِ رسولِ عربی

اہلِ محشر سے مجھے دیکھ کے بولے یہ ملک
اُٹھ آتا ہے ثنا خوانِ رسولِ عربی

لختِ دل ذاتِ حسنؓ لختِ جگر ذاتِ حسینؓ
حضرتِ فاطمہؓ ہین جانِ رسولِ عربی

حشر مین شہرۂ آفاق نہ ہوتے کیونکر
آن یوسفؑ کی تھی اک شانِ رسولِ عربی

کیون نہ دن رات مدینے مین ہو حوروں کا ہجوم
دیکھنے آتی ہین سب آنِ رسولِ عربی

خلق سمجھی ہے جسے سایۂ ابرِ رحمت
ہے وہ اک گوشۂ دامانِ رسولِ عربی

مہر و مہ ارض و سما جن و بشر حور و ملک
ہین یہ سب تابعِ فرمانِ رسولِ عربی

ہو کسی شعر مین تو خونِ جگر کی رنگت
کوئی تحفہ تو ہو شایانِ رسولِ عربی

دم گھٹا جاتا ہے اب ہجر کی تاریکی مین
اک جھلک اے مہِ تابانِ رسولِ عربی

جب کھلا پھول کوئی باغِ جنان مین تو مجھے
یاد آئے لبِ خندانِ رسولِ عربی

واہ کیا نوک پلک ہے کہ جب آئی دلمین
رگِ جان بن گئی مژگانِ رسولِ عربی

آب و تاب اور بڑھی جنگِ اُحد مین اِن کی
دُرِ غلطان ہوے دندانِ رسولِ عربی

نعرہ یا ساقیِ کوثر کا جہان سنتے ہین
لوٹنے لگتے ہین مستانِ رسولِ عربی

حشر مین نامۂ اعمال ہون جس دم تقسیم
ہو مرے ہاتھ مین دامانِ رسولِ عربی

اسرا ہے مجھے محشر کا تو اتنا ہے امیر
کہ مین ہون دل سے ثنا خوانِ رسولِ عربی

حلقے مین رسولون کے وہ ماہِ مدنی ہے
کیا چاند کی تنویر ستارون مین چھپنی ہے

کہدے مرے عیسیٰ سے مدینے مین یہ کوئی
اب جان پہ بیمارِ محبت کے بنی ہے

محبوب کو بے دیکھے ہوے لوٹ رہی ہین
عشاق مین کیا رنگ اویسِ قرنیؓ ہے

گھر سے کہین اچھا ہے مدینے کا مسافر
یان صبح وطن شامِ غریب الوطنی ہے

معراج مین حوروں نے جو دیکھا تو یہہ بولین
کس نوک پلک کا یہ جوانِ مدنی ہے

اِک عمر سے جلتا ہے مگر جل نہین چکتا
کس شمع کا پروانہ اویسِ قرنیؓ ہے

عشاق سے پوچھے نہ گئے حشر مین اعمال
کیا بگڑی ہوئی بات محبت سے بنی ہے

یاد احمدِ مختار کی ہے کعبۂ دل مین
کعبے مین عیان جلوۂ ماہِ مدنی ہے

کس شوق سے جاتے ہین مدینے کے مسافر
محبوب وطن سے کہین یہ بے وطنی ہے

کہتا ہے مسافر سے یہہ ہر نخل مدینہ
آرام ذرا لے لو یہان چھاؤن گھنی ہے

یہ بھی ہے تری آنکھ ہی کی دیکھنے والی
حسرت سے بھری چشمِ غزالِ ختنی ہے

آغوشِ تصور مین بھی آتا نہین ممکن
حورون سے بھی بڑھکر تری نازکبدنی ہے

اللہ کے محبوب سے ہے عشق کا دعوے
بندون کا بھی کیا حوصلہ اللہ غنی ہے

کیون شمع نے روضے مین پتنگون کو جلایا
گلگیر سے کہہ دو کہ یہہ گردن زدنی ہے

جو داغ ہے دل مین وہ مدینے کا ہی اِک پھول
جو سانس ہے میری وہ مدنی ہے

آنکھون سے ٹپکتا ہے مری رنگِ اویسیؓ
جو لختِ جگر ہے وہ عقیقِ یمنی ہے

مین اُس کے غلامون مین ہون جو سبکا ہی آقا
سردارِ رسل سیدِ مکی مدنی ہے

اعدا نے جہان مانگی امان رک گئی چلکر
شمشیرِ حسینی مین بھی خُلقِ حسنی ہے

ہر دل مین ہے محبوبِ الٰہی کی تجلی
ہر آئنے مین عکسِ جمالِ مدنی ہے

مقتل ہے چمن نقش پہ حورون کا ہے مجمع
کیا رنگ مین ڈوبی مری خونین کفنی ہے

پہنچی ہین کہان آہین اویسؓ قرنی کی
باغون مین مدینے کے ہوائے یمنی ہے

کچھ مدح پڑہون روضۂ پرنور پہ چلکر

یہہ بات امیر اب تو مری دل مین بٹھنی ہے

بدن پر خاکِ پا جب سی ملی ہے
مری رگ رگ مدینے کی گلی ہے

کھنچی جب سے تری تصویر مژگان
چھری عشاق کے دل پر چلی ہے

پسِ مُردن مدینے کو گئی روح
یہہ ڈالی ٹوٹ کر پھولی پھلی ہے

عجب لیلیٰ ہی تیری زلفِ شبگون
کہ مجنون کیا ہی لیلےٰ باولی ہے

وہ در پردہ مرا دل ہے نہین شمع
ترے روضہ مین جو شب بھر جلی ہے

شہادت گاہِ اُلفت سے مری جان
دُلہن بنکر مدینے کو چلی ہے

تری ہی بُو مجھے آئی ہے اُس سے
کلی جب کوئی چٹکی مین مَلی ہے

چمک دیکھی ہے جب سی دردِ دل کی
تو کیا کیا رشک سی بجلی جلی ہے

دلِ شیدا سے احمد ہی تو ہے دل
یہی تو اِس چمن مین اِک کلی ہے

بہارِ بوستانِ ہر دو عالم
مدینے کے چمن کی اک کلی ہے

پسند آنا خدا کو حُسنِ احمد
نہالِ عشق کی پہلی کلی ہے

جبینِ ماہ مین ہے یہ چمک کیون
وہ خاکِ آستان شاید مَلی ہے

لبِ شیرین حضرت کا جو ہے ذکر
مرا ہر شعر مصری کی ڈلی ہے

عجب معشوق ہے شمشیر حضرت
کہ مہندی خونِ اعدا کی ملی ہے

امیر اشعارِ نعت اور ایسے رنگین
غزل یہہ خوب ہی پھولی پھلی ہے

تری نازبردار ہر نازنین ہے
پری تجھ پہ صدقے فدا حورِ عین ہے

مصور کو تیرے ہزار آفرین ہے
کہ تصویر بھی تیری ناز آفرین ہے

جو دنیا کے پردے پہ خلدِ برین ہی
تو مکے مدینے کی وہ سرزمین ہے

ازل سے جو محبوبِ حُسن آفرین ہو
اُسے کیا کہو کوئی کیسا حسین ہے

تری نذر کو اور یان کچھ نہین ہے
دلِ غمزدہ ہے کہ جانِ حزین ہے

بہت سر کو ٹکرا چکا ہر طرف مین
اب اُس کا ہی در اور میری جبین ہے

کھلا پھول شبو کا تو دل نے پوچھا
یہ کس گل کی نکلی ہوئی آستین ہے

حرم مین ہون یا دیر مین ہون جہان ہون
اُسی آستانے پہ میری جبین ہے

کیا کیا نہال اشکِ خونین نے مجکو
بھری پھولون سے جیب اور آستین ہے

ہماری نظر مین تو یہ چاند سورج
وہی مہر طلعت وہی مہ جبین ہے

یہ کس کے درِ فیض پر جبہہ سا ہون
کہ اب لوحِ محفوظ میری جبین ہے

زہے شان دیوانگانِ محمد
گریبان ہے ٹکڑی پھٹی آستین ہے

اُدھر رقص کرتا ہے اُس در پہ سجدہ
اِدھر اپنی قسمت پہ نازان جبین ہے

ستارے ہوے نُور سے جسکے پیدا
خدا جانے وہ ماہ کیسا حسین ہے

قیامت مین کام آئی کیا جبہہ سائی
ستارہ سی کیسی چمکتی جبین ہے

نہین یاس کے وقت کوئی سہارا
فقط آس تیری دمِ واپسین ہے

دمِ نزع پھر جاتی ہین پُتلیان تک
بُرا وقت کا کوئی ساتھی نہین ہے

کلیجے مین کفار کے تیرتی ہے
غضب کی چُھری تیری چین جبین ہے

خدا کی ہے قدرت مزارِ مقدس
اسی گھر مین خورشید سایہ نشین ہے

وہان ہان ہی ہان ہی فقیرون سے اپنے
نہین کا کہین تذکرہ تک نہین ہے

مدینے کی دلچسپیان کچھ نہ پوچھو
مکان دلکشا ہی مکین دلنشین ہے

نہین خوف ابلیس کی شیطنت کا
ترے نام کا وِرد حصنِ حصین ہے

بلائین تری زلف کی لُون کرُخ کی
یہان ایک سی ایک بڑھکر حسین ہے

بھرا ہو تری حسرتون سے مراول
سوا تیرے اِس گھر مین کوئی نہین ہے

مین ہر چند ہون زشت اعمال لیکن
گنہگار جس کا ہون وہ نو حسین ہے

کسی گوشے مین وہ مدینے کے ہوگا — بغل مین مری اب مراد دل نہین ہے
ترے در کے خادم ہین جتنے ہین غلمان — تری گھر کی باندی ہی جو حورِ عین ہے
تجھے دیکھ کر کہتے ہین ماہِ کنعان — عجب شان کا یہ جوانِ حسین ہے

امیر اب ہو ذکرِ خدا و محمد
وہ کہف و متین ہی یہ حصنِ حصین ہے

آنکھون مین ہی اب جانِ مضطر مرے احمد پیارے مین صدقے — دیدار کے ترسون پر ہو نظر مری احمد پیارے مین صدقے
ہی کون جو تم پر لوٹ نہین کس دل پہ نگہ کی چوٹ نہین — اک دھوم مچی ہی یہ گھر گھر مری احمد پیارے مین صدقے
تم ابرِ کرم مین تشنہ جگر ہی پیاس سی دم اب ہونٹون پر — آنسو بھی نہین جو آنکھ ہو تر مری احمد پیارے مین صدقے
جو سانس ہی آسین جھٹکا ہی سینے مین اب دم اٹکا ہی — بس ایک نگہ بس ایک نظر مری احمد پیارے مین صدقے
ہی ضعف کا میری یہ عالم دشوار ہے چلنا چار قدم — پہنچونگا مدینے تک کیونکر مری احمد پیارے مین صدقے
جتنے تھے غرّہ چھوٹ گئے پرواز ہو کیا پر ٹوٹ گئے — اب دل ہی شکستہ خستہ جگر مری احمد پیارے مین صدقے
طاعت پہ کسی کو غرّہ ہی تقوی کا کسی کو دعوی ہی — مجکو تو بھروسا ہے تم پر مری احمد پیارے مین صدقے
ساتھی نہین کوئی ہاے مرا طاقت نے بھی صاف جواب دیا — منزل ہی کڑی مشکل ہے سفر مری احمد پیارے مین صدقے
اب آنکھ اٹھاتا ہو نہین جدھر ہی یاس کی صورت یاس نظر — کوئی نہین لیتا میری خبر مری احمد پیارے مین صدقے
تقصیر پر اپنی نادم ہون محمد و ہو تم مین خادم ہون — ہو پروش ای بندہ پرور مری احمد پیارے مین صدقے
دکھ سن لو ذرا دکھیاری کا اس درد و الم کی ماری کا — دکھ ہی مری جان مضطر مری احمد پیارے مین صدقے
دیدار کا شربت پلوا دو جام کوثر اب چھلکا دو — پیاسا ہون بہت مین تشنہ جگر مری احمد پیارے مین صدقے
اپنی ہی گلی مین رہنے دو گردش کی نہ صدی سہنے دو — پھر واؤ نہ اب مجکو در در مری احمد پیارے مین صدقے
قبلہ ہی یہی کعبہ ہے یہی ملجا ہی یہی ماوا ہے یہی — ہی اب تو یہ در اور میرا سر مری احمد پیارے مین صدقے
اُمت کے غم کھانے والے بیڑا پار لگانے والے — تم بھولے بھٹکون کے رہبر مری احمد پیارے مین صدقے
یان کوئی نہین میرا پرسان مین کس سی مدد کا ہون خواہان — تو میری خبر روزِ محشر مری احمد پیارے مین صدقے

دم نکلے تمہاری چوکھٹ پر میں جس سے سوؤں تا محشر
فردوس کے در پر ہو بستر مرے احمد پیارے میں صدقے

نکلیں جو دعائیں دل سے مری پہنچائیں فرشتے پاس تری
چمٹا لیں انہیں آغوشِ اثر مرے احمد پیارے میں صدقے

پھیلے دامن تو تری آگے ہاتھ نہ سوکھے تری قسمت جاگے
اور دن کا ہنوں میں دست نگر مرے احمد پیارے میں صدقے

مداح میں دل سے تیرا ہوں مدحت کا صلہ کس سے چاہوں
اعزاز بڑا خلعت دے کر مرے احمد پیارے میں صدقے

چھوٹی ہو مصیبت خواہ بڑی آئے نہ امیر پہ کوئی گھڑی
بہرِ اصغر بہرِ اکبر مرے احمد پیارے میں صدقے

روشِ باغِ جنان کی کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
مجھے تو یہ مدینے کی گلی معلوم ہوتی ہے

تصور میں وہ صورت کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
کوئی تصویر سانچے کی ڈھلی معلوم ہوتی ہے

بلا کر دیکھتا ہوں جب تمہارے روئے روشن سے
تو صورت چاند کی بھی سانولی معلوم ہوتی ہے

جہاں دل لوٹتا ہے درد سر باقی نہیں رہتا
زمین روضے کی ساری صندلی معلوم ہوتی ہے

ملی یہ صبر میں لذت کہ ہر تلخی ہے شیرینی
بُری بھی اب مرے دل کو بھلی معلوم ہوتی ہے

مدینے کی فضا کے سامنے وسعت دو عالم کی
بہت ہی تنگ و تاریک اک گلی معلوم ہوتی ہے

مدینے کے پہنچنے پر بہارِ آرزو دیکھو
یہ ڈالی آج کیا پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

بہارِ ہر دو عالم اُس گلِ رخسار کے آگے
مری آنکھوں میں چھوٹی سی کلی معلوم ہوتی ہے

ولا ایسی ہے غالب جب کسی کی بات سنتا ہوں
مرے کانوں کو آوازِ علیؑ معلوم ہوتی ہے

رہِ عشقِ نبی میں چل کے آگے دیکھنا وسعت
یہ پہلے یوں ہی چھوٹی سی گلی معلوم ہوتی ہے

زہے حبِ علیؑ ہر باغ میں مجھکو ہرا اک پتی
خطِ گلزار میں نادِ علیؑ معلوم ہوتی ہے

خیالِ عارضِ گلرنگ میں ہر ایک پگڈنڈی
سفر میں پھول والوں کی گلی معلوم ہوتی ہے

امیر اس حسن کی کلیاں ہیں شاخِ گلِ تیرہ میں
گلے میں حور کے چمپا کلی معلوم ہوتی ہے

یہ دنیا میں غفلت ہوئی ہوتے ہوتے
کہ دن عمر کا ڈھل گیا سوتے سوتے

فنا نے بقا کا تماشا دکھایا
اُسے پا گئے آپ کو کھوتے کھوتے

جگانے مین کی شورِ محشر نے جلدی
لگی تھی ذرا آنکھ ابھی روتے روتے

سیاہی گناہون کی دل سے نہ چھوٹی
تھکے دیدۂ تر مرے دھوتے دھوتے

ریاضت کا ملتا ہے دنیا مین بھی پھل
یہ کھیتی اُبھر آتی ہے بوتے بوتے

تڑپنے کا بسمل تماشا دکھاتے
گھڑی بھر جو چین اگر موتے ہوتے

سُلا دیتی ہے ہائے پھر مجھکو قسمت
امیر آنکھ کھلتی ہے جب سوتے سوتے

کشتی مری تباہ ہے پار اے خدا لگے
ایسی ہوا چلے کہ مدینے کو جا لگے

مین گھل رہا ہون دردِ محبت سے رات دن
کوئی دوا لگے نہ بدن کو غذا لگے

ڈرتا ہون مین زمین مدینے کی چوم کر
ایسا نہ ہو کہ یہ بھی فلک کو بُرا لگے

ہو عرش پر دماغ مری خاک کا حضور
دامن کی آپ کے جو ذرا بھی ہوا لگے

اے دل شبِ فراق سے روزِ وصال ڈر
ایسا نہ ہو کہ یہ ترے پیچھے بلا لگے

حضرت جدھر نکالتے تھے غل کرتے تھے فقیر
ہم بیکسون غریبون کی تم کو دعا لگے

لے جا سلام امیر کا روضے پہ شاہ کے
لیکن زمین پر نہ قدم اے صبا لگے

خاصِ حبیبِ ذوالجلال مری خبر بھی لیجیے
مین بھی ہون عاشقِ جمال مری خبر بھی لیجیے

آنکھین ہین آنسوؤن سے تر رنگ ہے فق تو شق جگر
دیکھیے کیا مرا ہے حال مری خبر بھی لیجیے

ہون مین گناہون سے خجل اپنے کیے پہ منفعل
تر ہے عرق سے بال بال مری خبر بھی لیجیے

آپ ہی کا گدا ہون مین آپ ہی پر فدا ہون مین
آپ ہی سے ہے یہ سوال مری خبر بھی لیجیے

دل ہے بہت ہی بیقرار شاق ہے اب تو انتظار
ایک گھڑی ہے ایک سال مری خبر بھی لیجیے

سیکڑون ہین تعلقات ملتی نہین رہ نجات
چار طرف سے پھنسے ہین جال مری خبر بھی لیجیے

خشک ہی شاخِ آرزو رنگ ہے اِس مین اب نہ بُو
مجکو بھی کیجیے نہال میری خبر بھی لیجیے

آپ ہی چارہ ساز ہین آپ ہی دلنواز ہین
آپ کو سب کا ہی خیال میری خبر بھی لیجیے

جتنے ہین رنج و غم سے چُور سب کے ہین چارہ گر حضور
مین بھی ہون غم سے پائمال میری خبر بھی لیجیے

عمر تمام ہو گئی صبح سے شام ہو گئی
نکلی نہ حسرتِ وصال میری خبر بھی لیجیے

غم مین گھرا ہی ہی بال بال دلمین ہین سیکڑون ملال
اب تو ہے زندگی وبال میری خبر بھی لیجیے

داغ جگر مین دل مین ہین درد ضعف سے ہاتھ پاؤن سرد
جی ہے مرا بہت نڈھال میری خبر بھی لیجیے

نفس کا ہاتھ سے ہون تنگ روز ہی صلح روز جنگ
کرتا ہے بے چھری حلال میری خبر بھی لیجیے

کچھ تو ہو درد دل سے دُور کچھ تو ہو راحت و سُرور
رنج گھٹے مٹے ملال میری خبر بھی لیجیے

ہون مین گناہون کا مقرّ آنکھ جھکی ہے خم ہی سر
دیکھیے میرا انفعال میری خبر بھی لیجیے

داورِ حشر ہے رحیم آپ کی ذات ہی کریم
مجھ سے ہو جس گھڑی سوال میری خبر بھی لیجیے

سخت ہے نزع کی گھڑی منزلِ گور ہے کڑی
ہے یہی آخری سوال میری خبر بھی لیجیے

آپ ہین شافعِ اُمم عام ہے آپ کا کرم
مین ہون بہت شکستہ حال میری خبر بھی لیجیے

سب کی تو لیتے ہین خبر میری طرف نہین نظر
مجکو ہے سخت انفعال میری خبر بھی لیجیے

گم ہین حواس وقت اخیر کہتا ہے بار بار امیر
بے خبری ہے اب کمال میری خبر بھی لیجیے

حشر مین وزنِ عمل کا مجھے کھٹکا کیا ہے
احمدِ پاک مین پلّے تو پروا کیا ہے

آنکھ جب عارضِ روشن کی تمنا کرتی ہے
دل یہ کہتا ہے کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے

بے حجابانہ اُٹھا دو رخِ روشن سے نقاب
دل مین جب آئی تو پھر آنکھ سے پردا کیا ہے

مین نہ کہتا ہون کہ پردے مین ہی احمدؐ کے احد
اور یہہ بھی جو نہین ہے تو پھر اچھا کیا ہے

ہند سے مجکو مدینے مین بُلا لین سرکار
پھر یہہ مین عرض کرون گا کہ تمنّا کیا ہے

وجد مین ہے کہ زیارت ہوئی روضے کی نصیب
لوٹتا ہے دلِ بیتاب تڑپتا کیا ہے

دیکھ کر کہتے ہین روضے کی جھلک حور و ملک
فرش پر عرش اُتر آیا ہے یہہ نقشا کیا ہے

دیر سے اُسّتِ مرحومہ کھڑی روتی ہے
اب شفاعت مین توقف مری مولا کیا ہے

گرمیِ حسن سے رُخسار کی پھیلی ہے مہک
عطر ہے نکہت کے پھولونکا پسینا کیا ہے

درد اُٹھ اُٹھ کے مرے دل کو یہ سمجھاتا ہی
چل مدینے کو چلین ہند مین رکھا کیا ہے

نقل اُس مُہرِ نبوت کی یہہ ہاتھ آئی ہے
پوچھو موسیٰؑ سے حقیقت ید بیضا کیا ہے

دلِ حسرت زدہ کو ہے تو یہ حسرت باقی
پوچھ لین آپ کبھی تیری تمنا کیا ہے

آپؐ عیسیٰ ہین مین بیمار جو چاہین سو کرین
مین سمجھتا نہین حق مین مری اچھا کیا ہے

خاص ملبوس اویسِ قرنیؓ نے پایا
دین اللہ کی ہے اسمین اجارا کیا ہے

نوکِ مژگانِ محمدؐ کا اگر دھیان نہین
پھر یہہ رہ رہ کے کلیجہ مین کھٹکتا کیا ہے

میری شہرت کا سبب مدحِ پیمبر ہے امیر
ورنہ ارباب سخن مین مرا رتبا کیا ہے

دامن مین ترے گل بھی ہین جنت کی ثمر بھی
اُو مالکِ فردوس ہرین کچھ تو اِدھر بھی

اُٹھ جائے کبھی آنکھ ترحم سے اِدھر بھی
بسمل نگہِ ناز کا دل بھی ہے جگر بھی

اِک خلق ترے فیض سے مقصود کو پہنچی
قربان ترے اِک نگہِ ناز اِدھر بھی

پرتو سے ترے نُور کے محروم نہ جائے
حاضر ہے تری بزم مین یہ شمع سحر بھی

ناسوت سے لاہوت تلک نُور ہے تیرا
ہے ایک ہی جلوہ کہ اِدھر بھی ہے اُدھر بھی

آرام نہ گھر مین ہے نہ توشہ ہے کمر مین
دشوار اقامت بھی ہے مشکل ہے سفر بھی

ظاہر مین نہ طاقت ہے نہ باطن مین ہے قوت
ٹوٹا ہوا دل بھی ہے شکستہ ہے کمر بھی

ٹکراتا ہون فرقت مین تری سر جو تڑپکر
دیوار بھی روتی ہے مری چال پہ در بھی

فرقت مین تری کب سے ہے برباد مرا دل
آباد کرم سے ترے ہو جائے یہ گھر بھی

ہے چشمِ کرم سب کی طرف ساقیِ کوثرؐ
مشتاق ہے اِک جام کا یہ تشنہ جگر بھی

دنیا سے تعلق کو تماشوق مٹا دے — یہہ کیا ہے توجہ کہ اِدھر بھی ہے اُدھر بھی
اِک مین ہی نہین چہرۂ پُرنور کے صدقے — خورشید بھی پھرتا ہے ترے گرد قمر بھی
نازک ہے بہت نزع کا وقت اے مری مولیٰ — ہے بے خبری لیجیے اب میری خبر بھی
دنیا سے جو مین جاؤن تو یارب صفتِ روح — کھولے ہوے آغوش ہو فردوس کا در بھی
ہو خاتمہ بالخیر مدینے مین الٰہی — چوکھٹ پہ ترے روضۂ اقدس کی ہو سر بھی

بیچارہ امیر اب ہے ترس کھانے کے قابل
ہے ضعفِ بصیرت بھی اُسی ضعفِ بصر بھی

ترا کرم جو شہِ ذی وقار ہو جائے — گدائے خاک نشین تاجدار ہو جائے
ہوائے عشق سے دونی بہار ہو جائے — جگر بھی دل کی طرح داغدار ہو جائے
یہہ آرزو ہے کہ ہر عضو عشقِ احمد مین — تڑپ تڑپ کے دلِ بیقرار ہو جائے
بہت ہی پیاری ہی نوک اُن کی تیرِ مژگان کی — خدا کرے یہ کلیجے کے پار ہو جائے
یہان تک اُس گلِ رخسار کا تصور ہو — ہر ایک سانس نسیمِ بہار ہو جائے
یہ مشتِ خاک بھی مشتاقِ پائمالی ہے — اِدھر بھی اک نظر او شہسوار ہو جائے
مری حیات کی کشتی بھنور مین ہے دمِ نزع — لگا دو ہاتھ تو بیڑا یہہ پار ہو جائے
بڑے ہے جوشِ رحم ترا سوے اُمتِ عاصی — شریکِ رحمتِ پروردگار ہو جائے
پلا دو خواب ہی مین آکے شربتِ دیدار — یونہی علاجِ دلِ بیقرار ہو جائے
جو دیکھ پائے گلِ داغہاے عشقِ رسول — گلے کا ہار نسیمِ بہار ہو جائے
ہزارون ایسے ہین احسان کہ گر دیکھ پھر کر — ہزار جان سے اُمت نثار ہو جائے
ہوا سے عشق کا جھونکا کوئی چلے ایسا — کہ کھِل کے پھول دلِ داغدار ہو جائے
کرشمے اُس کی کریمی کے دیکھنے ہون اگر — گنہگار ذرا شرمسار ہو جائے
ادب جو روضۂ پُرنور کا اجازت دے — اُتر کے چاند چراغِ مزار ہو جائے

ہوائے عشق نئے رنگ لائے پیری مین
کھلے یہ گل کہ خزان مین بہار ہو جائے

تڑپ رہی ہے دمِ نزع روح دیکھ لو تم
کہ بیقرار کو دم بھر قرار ہو جائے

اُٹھا دو محفلِ میلاد مین جو رُخ سے نقاب
نثار شمع بھی پروانہ وار ہو جائے

وہ دیکھ لیتے ہین ناکامِ عشق کو سرِ بزم
کہ دل شکستہ نہ امیدوار ہو جائے

لگائے سُرمہ کی جا اُس کو حور آنکھون مین
تری گلی مین جو پس کر غبار ہو جائے

رُلائے جوشِ محبت تو ایک ایک آنسو
چمک چمک کے دُرِ آبدار ہو جائے

غبار بھی جو مدینے کی راہ سے اُٹھے
تو ابرِ رحمتِ پروردگار ہو جائے

حضورِ حشر مین رونق فروز ہون تو امیر
کرم سے عام چلو یہ پکار ہو جائے

رباعیات

گذرے سرِ عرش جب جنابِ والا
اللہ رے شوق دیدِ قدِ بالا

طوبیٰ نے یہ سر اُٹھا کے حسرت سے کہا
مضمونِ قیامت گیا بالا بالا

رباعی

دل بزمِ محبت مین ادیب اپنا ہے
عشاق مین کیا خوب نصیب اپنا ہے

سب عشق مجازی مین حقیقی ہے یہ عشق
اللہ کا محبوب حبیب اپنا ہے

رباعی

ہون دل سے فدائے رُخِ نیکوئے نبیؐ
یارب مری آنکھون کو دکھا روئے نبیؐ

سجدے بھی کرون سدِ شفاعت کی بھی لون
سر پاؤن پہ ہو ہاتھ مین گیسوئے نبیؐ

رباعی

احمدؐ کو شرف خدائے سرمد سے ملا
اعزاز سب انبیاؑ کو احمدؐ سے ملا

جان بخشیِ عیسےٰؑ ید بیضائے کلیمؑ
جو کچھ جس کو ملا محمدؐ سے ملا

رباعی

ہین زیرِ مزار خوابِ راحت مین حضور
اب بھی ہے مگر فیض سے عالم معمور
یہہ سرِّ خفی ہے عین اعلان ظہور
فانوس مین شمع ساری محفل مین ہے نور

رباعی

عیش آپ کی اُلفت مین فراوان پایا
بندہ آنکہ ہوئی روضۂ رضوان پایا
کیونکر نہ ہمین داغِ محبت ہو عزیز
اِس پھول کے فیض سے گلستان پایا

رباعی

لکھا ہے مدینے کو محبت نامہ
آجائے گا آج کل عنایت نامہ
مرجاؤن اگر مین اُس کے آنے آگے
رکھ دو وہ مزار مین شہادت نامہ

رباعی

ہے مدحتِ شہ وردِ زبانِ خامہ
ہے اور سے اور اب تو شانِ خامہ
برگِ شجرِ طورِ رضا سے ہو ورق
ہے طور کا شعلہ کہ لسانِ خامہ

رباعی

اعجاز بھری آنکھون کا جلوہ دیکھون
یا ناز بھرا قامتِ زیبا دیکھون
سر تا بقدم حُسن مین تو یکتا ہے
حیران ہون کہ دو آنکھ سے کیا کیا دیکھون

رباعی

اِس عشق سے نعمان گیا ایسا ہوا
مرقد بھی مجھے روضۂ جاوید ہوا
اللہ رے یادِ روئے حضرت کا اثر
ہر ذرہ مری خاک کا خورشید ہوا

رباعی

مجرم جو مجھے حشر مین پائین گے نبیؐ
لب حرفِ شفاعت مین ہلائین گے نبیؐ
عاشق کہلا کے مین جلون دوزخ مین
بخشا ہے شرف تو بخشوائین گے نبیؐ

رباعی

جاؤن گا مین مجرم جو سوے باغِ جنان
سب میری طرف دیکھ کے ہون گے حیران
پوچھین گے جو قدسی تو کہے گا رضوان
بھیجا ہوا احمد کا یہہ آیا ہے یہان

رباعی

کیا عشقِ نبی مین ہم نے پایہ پایا
رحمت کا خطِ جبین کو آیہ پایا
راحت ہوئی مرگ و زندگی مین حاصل
خورشید یہان عدم مین سایہ پایا

رباعی

صد شکر کہ نزع مین بھی آئے حضرت
تشریف جنازے پہ بھی لائے حضرت
محفوظ عذابِ قبر سے ہون مین کہ ہے
تعویذ لحد کا نقشِ پائے حضرت

رباعی

جاری ہے زبان پہ صفتِ شاہِ اُمم
لکھتا ہے قلم بھی یہی رحمت ہر دم
خالق نے کیا ہے فیضِ حضرت سے مجھے
اقلیمِ سخن مین صاحبِ سیف و قلم

رباعی

مقصود نہین ہے چترِ شاہی میرا
مطلوب نہین ہے بکلاہی میرا
یا ختمِ رسل زبان پہ ہو وقتِ خیر
ہو خاتمہ بالخیر الٰہی میرا

رباعی

اے راہ رو مرحلۂ صدق و صفا
یثرب کو رواں ہو خواہ سوے بطحا
کعبہ ہے وہی روضۂ حضرت ہے وہی
رستہ ہے ایک کچھ ہے نیچا اونچا

رباعی

اعزازِ مدینہ شرفِ عرشِ معلا
دانش کی ترازو مین جو اک دن تولا
پلّہ تو مدینے کا رہا دی زمین
اور پلّۂ عرش آسمان سے اونچا

رباعی

مجرم ہون گنہگار ہون خاطی ہون — کس منہ سے کہے امیر مین ناجی ہون
ہان ایک خیال ہے کہ خالق ہے کریم — تم شافعِ عاصیان ہو مین عاصی ہون

ترجیع بند بطورِ مناجات بحضرتِ سرورِ کائنات علیہ التحیہ والصلوٰۃ

فکرِ بلند و قسمت کوتاہ المدد — منزل کڑی مین نا بلد راہ المدد
غولون کا خوف راہ مین جانکاہ المدد — خس پوش ہے ہر ایک قدم چاہ المدد

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

لٹکا ہوا ہون چاہ مین مین موردِ بلا — اک رشتہ خام ہے وہ رسن جسمین ہون بندھا
کھولے ہے چاہ مین دہنِ حرص اژدہا — جلاّد تیغ کھینچے لبِ چاہ ہے کھڑا

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

بدلی کبھی چھٹی جو الم کی تو پھر گھری — سیدھی ابھی ہوئی تھی نہ قسمت کہ پھر پھری
چکر دیے بھنور نے جو کشتی مری تری — پایا جو امن سیل سے برقِ بلا گری

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

بیدار ہو کے خواب سے ہر ایک صبح گاہ — ہوتے ہین میرے دیدۂ و دل مائلِ گناہ
شامت سے نفسِ شوم کے دن ہو شبِ سیاہ — ہر وقت وسوسے ہین شیاطین کی سنگِ راہ

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

خالی شر و فساد سے نیت بخیر ہے — رہتا ہون پیر مین کہ دورا ہی کی سیر ہے

سائل خدا سے دل سوا دادِ غیر ہے
منھ کعبے کی طرف تو نگر سوے دیر ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

عارض وہ عارضہ کہ امیدِ شفا نہین
وہ درد لا دوا ہے کہ جسکی دوا نہین
در پیش راہِ سخت کوئی رہنما نہین
منجدھار مین سفینہ ہے اور ناخدا نہین

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

پھولون سے دُور خار سے دامن قریب ہے
بے بال و پر ہون دام مین گلشن قریب ہے
منزل بہت بعید ہے رہزن قریب ہے
جلّاد سر پہ تیغ سے گردن قریب ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

باغِ جہان کا اور سے کچھ اور رنگ ہے
ہر موجۂ نسیمِ بہاری خدنگ ہے
دل باغبان کا غنچے کے مانند تنگ ہے
بلبل کو آشیان نہین کامِ نہنگ ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ابرِ سیہ سے سارا زمانہ سیاہ ہے
بجلی وہ کوندتی ہے کہ خیرہ نگاہ ہے
اُس مین یہ دل مسافر گم کردہ راہ ہے
آندھی مین پڑ کے صورتِ طائر تباہ ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ایسا تھکا کہ اب نہین چلنے کا حوصلہ
مدّت ہوئی کہ چھوٹ گیا مجھ سے قافلہ
لنگر ہے میرے پاؤن مین پڑ کر ہر آبلہ
جادو لپٹ لپٹ کے پنہاتا ہے سلسلہ

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

دریا کا ہوا رادہ تو خوفِ نہنگ ہے
صحرا مین مجکو دہشت و گرگ و پلنگ ہے
گلشن مین شاخین تیر ہین غنچہ تفنگ ہے
چلنا پہاڑ پر مری چھاتی پہ سنگ ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

مانگون دعا جو ابر کی تھم برس پڑین
شاخون سے پھول چاہون تو اخگر برس پڑین
پیکان نجوم کے مرے سر پر برس پڑین
دیکھون جو ماہِ نو کو تو خنجر برس پڑین

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ہو جل کے خاک ہاتھ لگاؤن جو زر کو مین
قطرہ بنے پگھل کے جو دیکھون گہر کو مین
حنظل صفت ہو تلخ چکھوؤن جس شکر کو مین
دون داغ اک نگاہ مین شمس و قمر کو مین

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ہے شغل اشکِ گرم کا یا آہِ سرد کا
مہرِ فلک ہے عکس مرے رُوے زرد کا
بلوہ ہے لشکرِ غم و اندوہ و درد کا
گھر ہو گیا مرا مجھے میدان نبرد کا

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

مین اور مُلکِ ہند مین در در پھرون خراب
کاسہ لیے گدائی کا گھر گھر پھرون خراب
دے دور آسمان مجھے چکر پھرون خراب
حامی ہو تم سا اور مین مضطر پھرون خراب

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد

آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

اٹھا وہ دل مین درد کہ بجلی چمک گئی
ٹپکا لہو مژہ سے کہ رینی ٹپک گئی
نکلی جو آہ دل سے مرے تا فلک گئی
فریاد کرتے کرتے زبان میری تھک گئی

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

الٹا ہوا ہے دم کہ دمِ اختصار ہے
کس کشمکش مین آج مری جان زار ہے
آنسو رواں ہین سینے مین دل بیقرار ہے
آنکھین پھری ہوئی ہین دمون کا شمار ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

تنہا ہے مکان مین مجھے بخت لائے ہین
پھٹکے کھڑے ہوے ہین جو اپنے پرائے ہین
دونون کنارے قبر کے پہلو دبائے ہین
دہشت کا ہے مقام نکیرین آئے ہین

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

گرمی وہ آفتابِ قیامت کی شعلہ بار
رعشہ بدن مین دہشتِ عصیان سے بار بار
ہیناے دل اِدھر غمِ میزان سے سنگسار
کھینچے ہوے صراط اُدھر تیغ آبدار

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

لغزش قدم مین دورئ منزل کا سامنا
تن رعشہ دار طوق و سلاسل کا سامنا
محشر مین ہر قدم ہے مشکل کا سامنا
مین مجرم اور خدا عادل کا سامنا

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

حامی ہو تم شفیع ہو تم مقتدا ہو تم
یاور ہو تم کریم ہو تم پیشوا ہو تم
مختارِ کل ہو مالکِ روزِ جزا ہو تم
رحمت کا ہے مقام کہ خاصِ خدا ہو تم

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

محشر کے دن عذابِ خدا سے بچائیے
جنت دلائیے مجھے جنت دلائیے
دنیا مین جب تلک مین رہون کام آئیے
دل ٹوٹتا ہے روضے پہ مجکو بلائیے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

ناشاد ہو رہا ہون مجھے شاد کیجیے
ویران ہے ملکِ دل اسے آباد کیجیے
کیونکر کہون نہ آپ سے امداد کیجیے
ایسا سخی ہے کون یہہ ارشاد کیجیے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

دنیا مین اسرا ہے تمہارا امیر کو
عقبےٰ مین بھی یہی ہے سہارا امیر کو
بس ہے تمہارا ایک اشارا امیر کو
محبوبِ حق بچاؤ خدارا امیر کو

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

ترجیع بند

پایا ہے کمال آپ سے عالی نسبی نے
پایا ہے جمال آپ سے والا حسبی نے
معراج مین دکھلائی چمک خوش لقبی نے
خالق سے کہا شوق مین ہر ایک نبی نے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ممکن نہین تعریف شہِ جن و بشر کی
اس نام سے قوت ہے دل و جان و جگر کی
رونق ہے اسی نور سے اللہ کے گھر کی
جبریل بھی کہہ اٹھے جو سدرہ سے نظر کی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کیا بخت اویسِ قرنی مین بھی رسائی
تھے اُس پہ فدا جس پہ تصدق تھی خدائی
تصویر جو نقاشِ ازل نے وہ دکھائی
بے ساختہ یہ بات لبِ شوق پر آئی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اللہ کا محبوب ہے محبوب ہمارا
جو حسن مین ہے حضرتِ یوسفؑ سے بھی پیارا
قدسی بھی سرِ عرش جو کرتے ہین نظارا
ہر ایک یہ ہر ایک سے کرتا ہے اشارا

دل کو مرے تسخیر کیا اُس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

سر تا بقدم حسنِ خدا ساز تو دیکھو
دل پستے ہین حوروں کے یہ انداز تو دیکھو
اللہ بھی ہے شیفتہ یہ ناز تو دیکھو
اِس نرگسِ مستانہ کا اعجاز تو دیکھو

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کیا بانکا عمامہ سرِ اقدس پہ بندھا ہے
کیسی تنِ پُر نور مین پُر نور قبا ہے
ہے دامنِ رحمت جو سرِ دوش رہا ہے
یہہ ماہ لقا نور کے سانچے مین ڈھلا ہے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

موسیٰؑ ہین اگر جلوۂ رخسار پہ صدقے
عیسیٰؑ ہین لبِ لعلِ شکر بار پہ صدقے

مین کیون نہ ہون پھر سیدِ ابرار پہ صدقے	رفتار پہ قربان تو گفتار کے صدقے
دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے	
کیا سُرمہ بھری آنکھین ہین بے سرمہ لگائے	آہوے حرم سے کہو نظارے کو آئے
ہمدرد ہون مین آکے مرا درد بٹائے	مین اُس سے کہون وہ مجھ پہ یہ کہہ کر سُنائے
دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے	
حوروں مین ہے یہ شرم نہ پریون مین یہ شوخی	اِس ناز اِس انداز کی چیزون نہین دیکھی
شرمائے نہ کیون دیکھ کے رخسارونکو بجلی	وہ نار ہے یہ نورِ خدا کی ہے تجلّی
دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے	
ذرّے ہین نثارِ رخِ خورشیدِ درخشان	وصلِ مہِ تابان کا چکورون کو ہے ارمان
مُردے لبِ جان بخش مسیحا پہ ہین قربان	عاشق کوئی یوسفؑ پہ کوئی موسیٰ و سلیمانؑ
دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے	
جب عرصۂ محشر مین ہم خلق ہو ساری	اور آئے شفاعت کو محمدؐ کی سواری
ہے میری دعا یہہ کہ جب آئے مری باری	اُس وقت زبان پر مری یہہ شعر ہو جاری
دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے	
ہے عام نگاہِ کرم و مہر و عنایت	دشمن پہ بھی ہے لطف یہ ہے خلق کی عادت
بے شبہہ کہ یہہ ذات ہے اللہ کی رحمت	سیرت کہین اسطرح کی دیکھی ہے نہ صورت

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

قسمت جو مدینے کے دکھائے در و دیوار
گرداُس کے پھرون مین صفت حلقۂ پرکار
رگڑون درِ دولت پہ جبین شوق سے ہر بار
پوچھین جو مجاور تو کرون اُن سے یہہ اظہار

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اب زیست ہے جب تک یہی میرا ہے ٹھکانا
بیٹھا ہون مین جم کر کہین آنا ہے نہ جانا
دولت ہے یہ میری یہی میرا ہے خزانا
جاؤن نہ کسی طرح بُلائے جو زمانا

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پابند رہون سلسلۂ زلف رسا مین
دل آئنہ ہو انجمن صدق و صفا مین
دیکھون رُخ توحید کو چہرے کی ضیا مین
یہہ زمزمے کرتا رہون درگاہ خدا مین

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جس دن کہ امیر آئے نظر صبح قیامت
دیدار خدا کا ہو محمد کی شفاعت
پوچھین جو ملک مجھ سے کہ تو کس کی ہے اُمت
حسرت سے کہون دیکھ کے جانب حضرت

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ترجیع بند

بزم ہے میلاد کی ہے ذکر خیر المرسلین
مثل جسکا دونون عالم مین نہین کوئی کہین
خاص محبوب خدا شاہنشہ دنیا و دین
سو سنو ہشیار ہو یہ وقت خاموشی نہین

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

ہے شبِ معراج شاہِ اولین و آخرین — ہر فلک ہے مست محو ناز ہے عرشِ بریں
سجدہ ہائے شکر میں رضوان رگڑتا ہے جبیں — زمزمے فردوس میں کرتی ہیں یہ حوران عین

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

جلوہ گر ہوتے ہیں اس محفل میں وہ عالیجناب — صف بصف جن و ملک آتے ہیں ہمراہ رکاب
بھیجتا ہے جو سلام آپ اسکو دیتے ہیں جواب — اور جو پڑھتا ہے درود اسکو تو بھیجے ہے ثواب

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

مجلسِ میلاد میں ہے ذکرِ اوصافِ جمیل — لاتے ہیں پیہم سلام حق تعالٰی جبرئیل
موسنو یہ بخشش عصیاں کی اچھی ہے سبیل — چپ رہے جو نامِ حضرت پر بڑا ہے وہ بخیل

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

مظہرِ رحمت ہے وہ ذاتِ مقدس بیگمان — ہے اسی کے فضل سے قائم زمین و آسمان
حامیِ روز جزا ہے بادشاہِ انس و جان — ہم ہوں یا تم سب ہیں عاصی وہ شفیع عاصیان

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

غنچے ہیں محوِ تبسم پھول ہیں سب خندہ زن — کیا خوشی ہے آج کی شب مست ہے سارا چمن
یاسمن سے یاسمین اور یاسمین سے یاسمن — باز بانِ حال ہر دم کہہ رہی ہے یہ سخن

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین

مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

انجمن ہوگی چمن بادِ بہاری آتی ہے
اُمتِ مرحومہ کی بخشش کی باری آتی ہے
دَور اور ن کا گیا باری تمہاری آتی ہے
ہوش مین آجاؤ حضرت کی سواری آتی ہے

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

خلق پر مانا بپ سی بڑہ کر ہین حضرت مہربان
دستگیرِ بیکسان ہین چارۂ بیچارگان
یہہ مروت یہہ ترحم دوسرے مین ہی کہان
چاہیے تم کو بھی شکرِ لطف وجود و امتنان

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

تا کجا طول اب تمامی پر ہی نظمِ دلپذیر
جمع ہین جتنے یہان روشن دل و روشن ضمیر
دست بستہ سب کی خدمت مین ہی یہ عرض الیمیر
ہے درود اس وقت پڑہنا باعثِ اجرِ کثیر

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

مخمس در نعت بر غزل خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمہ

نیگسارانِ نبیؐ نعرۂ مستانہ زدند
طعنہ ارباب خرد بر مردمِ بیگانہ زدند
گفت جبریلؑ کہ این زمزمہ بیجا نہ زدند
دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند

گل آدم بسرشتند و بپیمانہ زدند

نور ذات اُس کا کہ تھا پردہ نشینِ لاہوت
ایک مدت وہ رہا رونقِ بزمِ جبروت
جب ہوا بڑہ کر وہان سے مئے جامِ ناسوت
ساکنانِ حرم سترہ و عفافِ ملکوت

با من راہ نشین ساغر مستانہ زدند

عشق محبوبِ خدا کا ہے خدا کی تائید
لمعۂ طور کی ہر چشم نہین لائقِ دید

مجکو اِس گنج کی اللہ نے بخشی ہی کلید | آسمان بارِ امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

قولِ سلطانِ رسالت سے مہین واقف کہ وہ مہ | ایک فرقہ ہے بہتّر مین فقط قابلِ زہ
واہوئی ناخنِ عشاق سے محکم یہہ گرہ | جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ

چون نہ دیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

مین کہین دل تھا کہین پہلے پڑا تھا یہ فساد | اتفاق اِس پہ ہوا اب کہ یہ ہے عین مراد
کہ فقط بہرِ نبیؐ ہین یہہ دو عالم ایجاد | شکر ایزد کہ میانِ منِ و او صلح فتاد

حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند

بوالہوس انجمنِ عشقِ مجازی مین ہون جمع | ہم مین شیدائے نبیؐ صاحبِ تاثیر مین مع
کب ہے ہر برق مین جو برقِ تجلی مین ہی لمع | آتش این نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع

آتش آنست کہ در خرمنِ پروانہ زدند

کب امیر اِس نے کیی شعر سبک و رنج کشا | مدح خوانِ احمدِ مرسل کا رہا بہر ثواب
کیون نہ قائل ہون کہ ایسا ہی کچھ اپنا بھی حساب | کس چو حافظ نہ شود از سرِ اندیشہ نقاب

تا سرِ زلفِ عروسانِ سخن شانہ زدند

مخمس دیگر در نعتِ سرورِ کائنات علیہ و آلہ الصلوٰۃ بر غزلِ حافظ شیرازی رح

گوش کن گوشۂ کہ بانگِ جرسے مے آید | از پے دادرسی دادرسے مے آید
بہرِ جان بخشیت آمادہ بسے مے آید | مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید

کز انفاسِ خوشش بوے کسے مے آید

تا بکے آہ و فغان تا بکجا جوش و خروش | صبر کر صبر بڑا صبر کا رتبہ ہے خموش
حال سن مجھ سے کہ تسکین ہو تجھ کم ہو یہ جوش | از غم و درد مکن نالۂ فریاد کہ دوش

دیدہ ام فانے و فریاد رسے مے آید

رہین جگر سوختۂ عشق نبی پانچ نہ دس	کون اس سوزشِ قلبی سے نہین گرم نفس
مجھ سے بہتیرے ہین اس داغ کی جنکو ہی ہوس	زآتشِ دادیِ ایمن نہ منم خرم و بس
موسےٰ این جا بامیدِ قبسے مے آید	
عرش سے بڑھ کے جو ای ختمِ رسل زیرہ راست	رہے حیران ملک بات ہی یہ بے کم و کاست
کہا جبریلؑ نے عیسیٰؑ سے بحسبِ درخواست	کس ندانست کہ منزل گہ مقصود کجاست
این قدر ہست کہ بانگِ جرسے مے آید	
انبیا جن و ملک سب ہین مدینے مین بہم	نسلِ آدمؑ سے بھی ہین اہلِ عرب اہلِ عجم
یا نبیؐ سب پہ ہے لازم نظرِ فیض شیم	جُرعہ وہ کہ بہ میخانۂ ارباب کرم
ہر حریفے ز پئے ملتمسے مے آید	
مٹ گئی شوق زیارت مین لگا گور و کفن	نہ گیا پر نہ گیا شغلِ فغان و شیون
اب جو پوچھے کوئی اُس سے تو کرے پاسِ سخن	خبرِ بلبلِ این باغ مپرسید کہ من
نالہ مے شنوم کز قفسے مے آید	
مرضِ عشقِ محمدؐ نے کیا یہ مجھے پست	تن مین ہی طاقتِ برخاست نہ یارائی نشست
اے صبا بہرِ خدا تو تو ہے احباب پرست	دوست را گر سرِ پرسیدنِ بیمار غم است
گو بیا خوش کہ منورش نفسے مے آید	
لطف معشوق کا عشاق پہ ہوتا ہے کہان	خاصّہ ہے یہہ محمدؐ کا فدا ہون دل و جان
مہربانی شلِ امیر اُس پہ بھی ہین شاہِ زمان	یار دارد سرِ صیدِ دلِ حافظ یاران
شاہبازے بشکارے نگسے مے آید	

تضمین کلام جامی علیہ الرحمہ در نعتِ نبویؐ

رو بدرگاہِ تو اے عالم پناہ آوردہ ام	چون خطِ اعمالِ خود روی سیاہ آوردہ ام
چشم شرم آلود و قلبِ عذر خواہ آوردہ ام	یا شفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ام

بر درست این بار بالشتِ دوتاہ آوردہ ام

نورِ رحمت سے ہوئی شام ایک عالم کی سحر
ساری ظلمت دُور ہو جائے اِدھر بھی اک نظر

پیرِ عاصی ہوں ترحم چاہیے اِس ضعف پر
چشمِ رحمت بر کُشا موئے سفیدِ من نگر

گرچہ از شرمندگی رُوئے سیاہ آوردہ ام

دُور ہو نزدیک ہو اپنا ہو یا بیگانہ ہو
پرورش منظور ہے رحمت سے سب کی آپ کو

کیا کروں ظاہر رفاقت یہ سخن ہے گو مگو
آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تو

ہستم آں گرمہ کہ اکنوں رُو براہ آوردہ ام

قلبِ محزوں چشمِ پُرخوں اشکِ گرم و آہِ سرد
سینۂ مجروح و دستِ رعشہ دار و رُوئے زرد

تیرگیِ غم پریشانیِ دلِ مانند گرد
عجز بے خویشی دوروئیشی و درویشی و درد

این ہمہ بر دعویِ عشقت گواہ آوردہ ام

آسمان برگشتہ میرے خون کی پیاسی زمین
حرصِ دولت حرصِ زر باندھی ہوئی شمشیر کین

دیدۂ دل مائلِ حسنِ بُتانِ نازنین
دیوِ ہر زن در کمین نفس و ہوا اعدائے دین

زین ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

منفعل ہوں منفعل ہوں منفعل ہوں یا شہا
لاتعد عصیان معائب ہیں مرے بے انتہا

عذر بدتر جرم سے پر کیا کہوں اِس کے سوا
گرچہ رُوئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا

کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام

کیا کہے تم سے امیر تشنۂ میدانِ طبع
جز متاعِ جرم کیا ہے مایۂ دکانِ طبع

مدتوں مانندِ جامی ہو کے سرگردانِ طبع
بستہ ام بر کید گر نخلے ز خارستانِ طبع

سُوئے فردوس برین مشتے گیاہ آوردہ ام

دیگر مخمس بطور ترجیع بند

حقا قسیمِ کوثر و نار و جنان ہے تو
مقصودِ آفرینشِ کون و مکان ہے تو

مسند نشینِ انجمنِ کن فکان ہے تُو | مُہرِ قبول و خاتمِ پیغمبران ہے تُو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مشہور ہے جو عرش جلو خانہ ہے ترا | کہتے ہین لامکان جسے کاشانہ ہے ترا
جو ہے پری جمال وہ دیوانہ ہے ترا | سدرہ پہ جبرئیلؑ بھی پروانہ ہے ترا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خلقت ہے تیری ہاتھ قضا تیری ہاتھ ہے | مختار تو خدا کی رضا تیرے ہاتھ ہے
آفاق کی فنا و بقا تیری ہاتھ ہے | سب کارگاہِ صنع خدا تیرے ہاتھ ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خورشید و ماہ خلق ہوے تیرے نور سے | کونین کا ظہور ہے تیرے ظہور سے
قبل آفرینشِ ملک و جن و حور سے | آیا ہے تو زمین پہ بڑی راہ دور سے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جلوہ ترا تھا طور پہ جو آشکار تھا | موسےٰ ترے نظارے کا امیدوار تھا
جس باغ مین خلیل تھے تو آبیار تھا | بیڑا تجھی سے نوحؑ کا طوفان مین پار تھا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خورشید جس کو کہتے ہین وہ سایہ ہے ترا | نہ آسمان کہ منبرِ نہ پایہ ہے ترا
ادریسؑ کا کہان ہے جو پیرایہ ہے ترا | قرآن و آلِ خلق مین سرمایہ ہے ترا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جتنے ہین پہلوان وہ تہِ دست بُرد ہین | شیرون سے بھی جری ترے لشکر کے گرد ہین
تُو صاف اور اہلِ صفا مثلِ دُرد ہین | جتنے بزرگ ہین وہ ترے آگے خرد ہین

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تھے اہلِ کفر مین جو تہتن کڑے کڑے | قسمت کو رو رہے ہین وہ اپنی پڑی پڑے

گاڑا ہے سرکشون کو زمین مین کھڑے کھڑے | چھوٹون سے چھوٹے ہین ترے آگے بڑے بڑے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو پہلے خلق بعد ترے انبیا ہوے | جو انبیا کے بعد ہوے اولیا ہوے
جو اولیا کے بعد ہوے اتقیا ہوے | اِن سب کو رتبہ تیری بدولت عطا ہوے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دیکھا جو چشمِ غور سے اے فخرِ کائنات | امکان کا وجوب کا مجمع ہے تیری ذات
تجھ مین ہین وہ صفات جو خالق مین ہین صفات | مدحت مین تیری اور تو بنتی نہین ہے بات

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تیری طرف رجوع نہین کس رسول کی | الفت تری کلید ہے بابِ قبول کی
راحت رسان ہے ذات تری ہر ملول کی | حاجت نہین ہے کچھ تری مدحت مین طول کی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دیوانِ کائنات مین تو انتخاب ہے | تجھ سا کہان پیمبرِ صاحب کتاب ہے
ہر چند نعت حمد صفت بے حساب ہے | پر مختصر سی بات یہہ لُبِ لُباب ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تعریف کا امیر کہان اختتام ہے | جتنا کوئی بیان کرے ناتمام ہے
پیشِ نظر جو رتبہ خیر الانام ہے | ہر بار اپنے دل کا یہہ تکیہ کلام ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تضمین شعرِ صائب

ہوئی جب آپ کے یارونکو پیشتر سے خبر | کہ ہونگے راہیِ معراج شاہِ جن و بشر
کیا سوال کہ ہم بھی ہون ہمرکابِ سفر | دیا جواب کر دس شرف سے قطعِ نظر

اگرچہ خوش نہ بود سیرِ بوستان تنہا

گرفتہ ایم اجازت ز باغبان تنہا

تضمین قصیدہ سعدی علیہ الرحمہ

حصل الشفا بحنایاہ	وصل الاسی بوصالہ	عذبت عیون مقالہ
نصبت لوا ء نوالہ	حمدت جمیع فعالہ	شرف الثری بظلالہ
	بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ
	حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ
گہر محیط عطائے رب	ثمر سمائے سخائے رب	شجر ریاض رضائے رب
گل باغ نشو نمائے رب	اگر آشنائی ادائے رب	بکمال شوق لقائے رب
	بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ
	حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ
شب جشن خالق بحر و بر	جو طلب ہوئی تو بند جی کر	صف انبیا تھی ادھر ادھر
چمن جہان کر کھلا تھا در	لگے جھومنے شجر و ثمر	ہوئے جبرئیل جو راہبر
	بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ
	حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ
جو ادھر سے شوق لقا ہوا	تو ادھر سے شوق سوا ہوا	جو حباب بن کے جدا ہوا
الف ایک تھا نہ دوتا ہوا	تھا اگرچہ مد سے بڑا ہوا	نہ کرو گمان کہ یہ کیا ہوا
	بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ
	حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ
کبھی کعبے شاہ زمان گئی	سو چار ست جہان گئی	غرض اس سفر میں جہان گئی
سر عرش پر جو روان گئی	پے سیر جنت جنان گئی	جو وہاں سے پھر کو دوان گئی
	بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ

عظمت شیون جلالہ	سمک السما بنعالہ	
ثمر نہال ولائے رب	رہ ہمای اوج ہوائے رب	
وہ نجوم میں صفت قمر	تو سوار ہو کے براق پر	
وہی قطرہ عین بقا ہوا	وہی نقطہ عین بقا ہوا	
	سر عرش ہے یہ لکھا ہوا	
ملک و نبی بھی وہاں گئی		
رہی ونگ سب کہ کہاں گئی		

	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	
ہوئی آپ داخلِ بزمِ ہُو	وہ چمن کہ رنگ و بہار ہو	نبی و ملائکِ نیک خُو	رہے آستانے پہ سرفرو
رہی سب کو کانوں کو آرزو	نہ سُنی کسی نے وہ گفتگو	جو پھری وہاں سے وہ سُرخرو	یہی غلغلہ تھا ہر ایک سُو
	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ	
	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	
کیسے خلق حق نے جوانبیا	انہیں ایک ایک شرف ملا	جو کلیم کو یدِ پُرضیا	تو مسیح کو دمِ جاں فزا
نہ خلیل کا ہے چمن چھپا	نہ نہاں ہے ذبح کا ماجرا	مگر اُن میں وہ خاص امتیاز	کہ خدا نے آپ بلا لیا
	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ	
	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	
وہ نسیمِ گلشنِ کُن مکاں	وہ شمیمِ روضۂ جاوداں	وہ قمر خدم خاکِ آستاں	وہ تمنا علم و مقتدر نشاں
وہ ہمائے فرقِ ہمیشگاں	وہ مسافرِ لامکاں	وہ ضیائے دیدۂ قدسیاں	جو چلا کہاں سو گیا کہاں
	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ	
	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	
وہی خیمِ صنعِ الٰہ ہے	وہی اُمتوں کی پناہ ہے	وہی شاہِ جم سپاہ ہے	وہی فرقِ دیں پہ کلاہ ہے
وہی جن و انس کا شاہ ہے	وہی خضرِ راہِ رفاہ ہے	بہت اُنکی شوکت و جاہ ہے	یہ صفت شرف پہ گواہ ہے
	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ	
	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	
یہ جہان یار اُسی کا ہے	وہ جہان حصار اُسی کا ہے	اِدھر اختیار اُسی کا ہے	اُدھر اقتدار اُسی کا ہے
قدم استوار اُسی کا ہے	علم افتخار اُسی کا ہے	کرم اشتہار اُسی کا ہے	شرف آشکار اُسی کا ہے
	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ	
	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	

وہی نوبہارِ ریاضِ دین	وہی ثمرۂ شجرِ یقین	جو ولی ہین اُنکی ہین خوشہ چین	جو نبی ہین اُنکی وہ ہین مُعین
یہم انبیا ہین دُرِ ثمین	دمِ حشر شافعِ مذنبین	فلک آستان وہ سرِ زمین	سرِ عرش جاکے ہوی مکین
	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ	
	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	
مِس قلب اکسیر طلا کرو	سب آستانے چلا کرو	دل وجان کو صرف ولا کرو	کہ ولاے خاصِ خدا کرو
یہی نام مُنھ سے لیا کرو	یہی وِرد صبح و مسا کرو	جو زبان ہے تو ثنا کرو	یہی منبرون پہ پڑہا کرو
	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ	
	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ	

ترجیع بند قابلِ پیش خوانی در محفلِ میلادِ شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کرو خبر یہ محفلِ میلادِ شاہ ہے		یان آمدِ جنابِ رسالت پناہ ہے	
اُمت چلے رسول کی یہ جلوہ گاہ ہے		سیدھی یہی بہشت مین جانی کی راہ ہے	
	دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو		
	جن و بشر سلام کو آئین پکار دو		
جو عاشقانِ صورتِ خیر الانام ہین		جو طالبانِ جلوۂ ماہِ تمام ہین	
جو ذرّہاے مہرِ فلکِ احترام ہین		آئین کہ دَور مین مئے اُلفت کے جام ہین	
	دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو		
	جن و بشر سلام کو آئین پکار دو		
در ہین کشادہ رحمتِ ربِّ کریم کے		ہین عطر بار باغ مین جھونکے نسیم کے	
خلعت بٹین گے لطفِ خداے رحیم کے		تقسیم ہون گے ہار ثوابِ عظیم کے	
	دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو		
	جن و بشر سلام کو آئین پکار دو		

آراستہ مکان ہے جلوسِ شہانہ ہے
رحمت ہے فرشِ خلقِ خدا شامیانہ ہے
سامان نئے نئے ہین نیا کارخانہ ہے
مسند بچھی ہے آمدِ شاہِ زمانہ ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

کیا بزم ہے کہ بزم نشین ہین فرشتہ وش
ہون گرم اہتمام ہین اس پر کلیم عش
گرمی جو ہو ذرا دمِ عیسےٰ ہو بادکش
پانی پلائین خضرؑ دمِ شدتِ عطش

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

آتے جو آنے والون کو پاتے ہین جبرئیلؑ
خود جا کے ورتلک انہین لاتے ہین جبرئیلؑ
رتبہ بہ رتبہ سب کو بٹھاتے ہین جبرئیلؑ
موقع سے کیا صفون کو جماتے ہین جبرئیلؑ

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

اس بزم کی جو مشرق و مغرب مین ہے خبر
ارواحِ انبیاے سلف کا ہے یان گذر
الیاسؑ بر سے بحر سے خضرؑ آتے ہین ادھر
رونق فزا ہین چرخ سے عیسےٰؑ زمین پر

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

آئین شتاب یوسفِؑ کنعان کو دو خبر
محفل مین ہون شریک سلیمانؑ کو دو خبر
یعقوبؑ و نوحؑ و آدمؑ و ذیشان کو دو خبر
تشریف لائین موسیٰؑ عمران کو دو خبر

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

جن کوہِ قاف سے تو جنان سے ملک چلے
آنکھون سے انجم و مہ و مہر و فلک چلے

بحرِ روان سے مردمِ آبی تلک چلے — جتنے تھے وحش و طیر وہ سب مشترک چلے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

اِس بزم مین جو شوق سے آئین خوشا نصیب — کانون کی پروی در سے لگائین خوشا نصیب
خاموش بیٹھین سر نہ ہلائین خوشا نصیب — اعجاز سن کے لطف اُٹھائین خوشا نصیب

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

لو آمدِ حبیبِ خدائے قدیر ہے — آتا ہے آج وہ جو بشیر و نذیر ہے
آتا ہے وہ جو صاحبِ تاج و سریر ہے — رونق فزا ہے خلق کا جو دستگیر ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

ہر دم جواز دحامِ خلائق دو چند ہے — بس کر امیر ختمِ سخن دل پسند ہے
اُس کا سلام ہوگا جو اقبال مند ہے — مولود آگے ہوگا یہ ترجیع بند ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

ترجیع بند در نعت

اے ختمِ رسل حبیبِ داور — مختارِ جہان شفیعِ محشر
تیرے لیے ہے بنائے جنت — بخشا تجھے حق نے حوضِ کوثر
اُمّی لقب و صحیفۂ دل — مجموعۂ صد ہزار دفتر
انگشت وہ تیغ تیز جس سے — دو ٹکڑے ہوا قمر بہ ابر
اوّل ہوئی تیری خلقتِ نور — آخر مین ہوا ظہور اطہر

تو خلق ہوا تو سب ہوے خلق — افلاک و زمین ہفت اختر
ممتاز ہوے ترے سبب سے — تھے صاحبِ عزم جو پیمبر
مشتاق ترا ہے سب زمانہ — محکوم ترے ہین ہفت کشور
مین بھی ہون اویسؓ کی طرح سے — وابستۂ گیسوے معنبر

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

آدمؑ کا یہہ قول ہے مین کیا ہون — اِک لمعۂ نورِ مصطفیٰ ہون
کہتے ہین یہہ نوحؑ مالک احمدؐ — کشتی کا مین ایک ناخدا ہون
ثابت قدم اِس سخن مین ہین خضرؑ — حضرت کے سبب مین رہنما ہون
ہے ناز خلیلؑ کو بھی اس پر — گلچینِ ریاضِ اقتدا ہون
فخر یہ ہے یہ کلامِ یوسفؑ — مین بندۂ ختمِ انبیا ہون
کہتے ہین یہہ تختِ پر سلیمانؑ — مین بھی تہِ سایۂ لوا ہون
فرماتے ہین یہہ جنابِ موسےٰؑ — دربان ہون کہ صاحبِ عصا ہون
یہہ لوگ تو کیا خدا کا ہے قول — محبوب کا طالبِ رضا ہون
شاہا ہے یہہ بات عقل سے دور — یہ سب تجھے چاہین مین نہ چاہون

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

پیدا ہوا قبل نور تیرا — آخر مین ہوا ظہور تیرا
ہین پانچ اصول پنج نوبت — آوازہ ہے دور دور تیرا
انسان تو کیا کہ لاے ایمان — سنگ و شجر و طیور تیرا
ہے جلوہ نما تجلیِ حق — روضہ ہے کہ کوہِ طور تیرا

داؤدؑ سے تو کہین ہے افضل
قرآن ہے بہر از زبور تیرا

ہر نقشِ قدم ہے وقتِ رفتار
غیرت دہِ روے حور تیرا

روشن ہی وہ کہکشان سی بڑھکر
جس راہ سے ہے مرور تیرا

بیتاب ہے یا رسول اکرم
یہہ عاشقِ ناصبور تیرا

آنکھین دیدار کو نہ ترسین
ہو جلوہ نما جو نور تیرا

گر بر سر و چشمِ من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

محبوبِ خدا ترا لقب ہے
تو عمدۂ بارگاہِ رب ہے

موسیٰؑ عیسےٰؑ خضرؑ سلیمانؑ
تیری سی صفت کسی مین کب ہے

جو اہلِ صفا کا ہے مرقع
نقشہ ترا اس مین منتخب ہے

کیا راست کو روشنی کی حاجت
رخسار چراغِ وقتِ شب ہے

حق اکہ تری ولاے کا کل
عالم کی نجات کا سبب ہے

تائیدِ خدا سپر ہے تیری
کیا تیغِ عنادِ بولہب ہے

روشن ہے وہ خاتمِ نبوت
مہرِ عجم و مہرِ عرب ہے

جبریلؑ براق لاکے بولے
یا ختمِ رسل چلو طلب ہے

بولا یہہ براق بھی ہو راکب
مشتاقِ لقاجنابِ رب ہے

گر بر سر و چشمِ من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

راہی ہوے سرورِ دو عالم
خورشید علم ستارہ پرچم

جبریلؑ رکاب مین شتابان
پرواز مین مرکبِ صبا دم

آے سوے کعبہ قبلہ دین
دونی ہوئی آبروے زمزم

کعبے سے جو بڑھ چلی سواری
اقصے مین تھے انبیا فراہم

دیکھی جب دور سے سواری
تسلیم کو گردنین ہوئین خم

وہ پیش نماز مقتدی سب
یعقوبؑ خلیلؑ و نوحؑ و آدمؑ

اُس جا سے کیا جو قصدِ افلاک
پایا انجم نے فیضِ مقدم

کرسی پہ گئے جنابِ والا
بولے ملک آج خوش ہوے ہم

پہنچے جو قریبِ عرشِ حضرتؐ
آئی یہہ صدا سے عرشِ اعظم

گر بر سرِ و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

دعوت مین عجیب رُتبہ پایا
کیا کیا ہوے پیشکش ہدایا

کیا بزم تھی بزم لامکانی
جس بزم مین نُور تھا نہ سایا

بیگانہ دوئی سے بزمِ وحدت
اپنا تھا نہ اُس جگہ پرایا

چیدہ جو ہوا طعامِ دعوت
تنہا نہین میہمان نے کھایا

طعمِ نمکین و اکلِ شیرین
اوروں کے لیے بھی ساتھ لایا

بے فاصلہ میزبان و میہمان
کیا قرب نے بُعد کو مٹایا

تحریکِ زبان نہ جنبشِ لب
کچھ حال سُنا تو کچھ سُنایا

خود ناز کو ناز سے حکایت
خود شوق کو شوق سے کنایا

کم کی جو ادب نے گرم جوشی
کہہ کہہ کے یہہ شوق مسکرایا

گر بر سرِ و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

کیا کوئی کرے ثنائے احمدؐ
مداح ہے خود خدائے احمدؐ

کیا رتبہ ملا کہ مثلِ نعلین
کونین ہین زیرِ پائے احمدؐ

داخل ہوے قصر لامکانین — اللہ رے ارتقاے احمد
تھے اور بھی انبیا اولوالعزم — پائی نہ کسی نے جاے احمد
ہر چند ہین سب رسول مقبول — محبوب نہین سواے احمد
دیتے ہین وہ سنگ کے عوض در — دشمن پہ بھی ہے سخاے احمد
بیشک وہ ہے سنگ سنگِ اسود — جس پر کہ ہے نقشِ پاے احمد
جو خاص ہین عاشقانِ حضرت — چلتے نہین بے رضاے احمد
ہوتا ہے جو شوق دل مین غالب — کہتے ہین یہہ مبتلاے احمد

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

اے نازفروشِ بزمِ امکان — اے حلقہ بگوشِ حکمِ یزدان
گر کعبہ رُخ کو تیرے دیکھے — ہو دیر مین برہمن مسلمان
دیوانہ ہوا ہے شوق مین ہے — گل چاک کرے نہ کیون گریبان
لالے کا ہے داغ داغ سینہ — سنبل کا ہے تار تار دامان
ہر گل ہمہ تن ہے دیدۂ شوق — گلشن ہے تمام نرگستان
قد تیرا لواے حسن و خوبی — پرچم ہین وہ گیسوے پریشان
جان دو جہان فدا ہے تجھ پر — قربان ہین ملک نثار انسان
ہے قول امیر کا یہ ہر دم — تو صورتِ زلف و مثلِ مژگان

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

مخمس نعتیہ بر قصیدۂ مولوی محمد محسن کاکوروی

مین بسم اللہ آزادی ہون سر پر تاج ہے حمد کا — الف آوارگی کا راست نقشہ ہے مرے قد کا

سبق دشمنیٔ اوّل ہے میری مشقِ بیحد کا
مٹانا لوحِ دل سے نقشِ ناموسِ اب و جد کا
دبستانِ محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا

یہ کس کو بے خطا مارا ہے اسنے تیر مژگان سے
کہ آیا جوش مین طوفانِ خجلت آب پیکان سے
پریشانی عیان ہے سر بسر زلفِ پریشان سے
الٰہی کس کے غم مین نکلے آنسو چشمِ فتان سے
کہ عطرِ فتنہ مین ڈوبا ہے رومال اُس سہی قد کا

مے بے دردِ حسن صاف تک ہی ساری شتابی
گیا وہ دور اب رندون سے کیون ہی اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیان رکھ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی
کہان ہی آتشِ یاقوتِ لب مین وہ بھڑک باقی
کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آبِ زمرّد کا

صفِ اغیار ہے مجلس نشین پہلوے قاتل مین
کوئی کہدے کہ مجکو کیون بٹھنسا رکھا مشکل مین
یہی تعزیر دے اتنی تو ہو میری جگہ دل مین
کنارے پر بٹھالے مجکو ظالم اپنی محفل مین
گناہِ شوقِ بیحد سے جو مین ہون مستحق حد کا

قلم رکھ دے قلم کر اپنے دونون ہاتھ خنجر سے
سراپا اُس کا تو کھینچیگا سر توڑا اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کی شہپر سے
بنایا خامہ مُو کو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اُس سہی قد کا

یہ اسباب جفا مٹ جائین گے نقشِ فنا ہو کر
کمندِ اہی ترک رہجائے گی آہِ نارسا ہو کر
کمان بل کھائے گی اُتریگا چلّہ بدنما ہو کر
اُڑین گے چٹکیون مین تیر ترکش سے جدا ہو کر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلمِ بیحد کا

زبانین خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہین
کلیجے پر برابر برچھیان طنزون کی چلتی ہین
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتین تم کو پھلتی ہین
چھپی تم مجھ سے کیون سب ہنستی ہین شاخین نکلتی ہین
تمہارے پردے مین عالم ہی ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغام اجل کا جانِ مضطر کو
الف آسا بنایا مدِّ زائد جسمِ لاغر کو

مٹایا نیستی نے یک قلم ہستی کے دفتر کو
ہوا مین ناتوان سُنکر صدائے پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثلِ ہمزۂ وصل اُس کی آمد کا

جو فکرِ شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت مین
گیا جی ڈوب ڈوب بے اسقدر دریائے فکرت مین
دُرِ معنی نہ پایا اور کوئی جوشِ رقت مین
لکھے رو رو کے مضمون بیکسی کی دشتِ غربت مین
زمینِ شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

دُکانِ حُسن چمکی بندۂ بے دام خلقت ہے
تہِ محرابِ ابرو سجدۂ اب عینِ عبادت ہے
خریداری تری جی بیچ کر حکمِ شریعت ہے
ترے بازار مین ایمان فروشی رکنِ طاعت ہے
دمِ سودا بنا سنگِ ترازو سنگِ اسود کا

ترے آگے زمین مین گڑ گیا سروِ چمن واللہ
خرامان تو ہوا کبکِ دری بھولا چلن واللہ
غضب گرمی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ
تری کیا بات ہے اے شاہدِ پاکِ سخن واللہ
عجب انداز ہے نازو ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھین کیونکر نہ خوبانِ جہان یکسر
نہین ہے کوئی تجھساتھ تا قاف اے پری پیکر
گرا نظرون سے حُسنِ نوخطان زیر و زبر ہو کر
مقابل تیرے سو حرف آئے خوبانِ نگارین پر
ادا و ناز مین موجد ہے تو طرزِ مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضمون ہے
مری رنگین بیانی یا ترا رخسارِ گلگون ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھون کا افسون ہے
مری طبعِ روان ہے یا تری رفتارِ موزون ہے
مرا مصرع ہے یا سیدھا سا مضمون ہے تری قد کا

مخمس تیری پانچون انگلیون کا ایک خاکا ہے
رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشا ہے
جو رنگین قطع ہے یاقوتِ لب کا ایک ٹکڑا ہے
تری زلفِ رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہے
کرشمہ ہے غزل تیری غزالِ چشمِ اسود کا

ترانے بلبلِ شیراز کے دلکش نہون کیون کر
کہ تیری بوستانِ حُسن ساری ہے اُسے ازبر

ملا زنگ قبول ایسا کہ مثلِ لالۂ احمر | لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کا سویدا پر

تصور جس کے دل مین خال خال آیا تری خد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحفِ ناطق تجھے سمجھے | ہوے مین معنیِ والشمس روشن پرتوِ رخ سے
سوادِ زلف سے حل ہو بہ واللیل کی عقدے | بعینہ افتتاحِ سورۂ صاد آنکھ کو کہیے

جو ابروے کشیدہ مین ہے نقشہ صاد کی مد کا

مضامین شوخ چشمِ فتنہ گر کے فیض سے دیکھے | ہوے مین ماخذِ رنگین بیانی لعل لب تیرے
سرِ موے ترے سر بستہ نکلے یک قلم نکتے | نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے

معمّا نام رکھا ہے ترے موے معقّد کا

شبِ معراج کا مضمون ملا آنکھونکا جل سے | ہوے حل معنیِ مازاغ چشمانِ تکحّل سے
کیا واقف دہانِ تنگ فی اسرارِ لا احل سے | نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے

معمّا نام رکھا ہے ترے موے معقّد کا

سوادِ خطِ ریحان ہے یہ سنبل زارِ بیشک | گلِ مضمون نے پائی ہے گلِ عارض سے بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک | یہ سب باتین ہین لیکن ہے دہن مین گفتگو بیشک

کرین کیا ہم کو حق نے منھ نہین بخشا خوشا مد کا

سخندان غیب دان بھی ہون تو یہ رازِ خفی سمجھین | مثالین حرفِ ہستی کو تو حالِ نیستی سمجھین
سمجھ حق نے جنھین دی ہے معما یہ وہی سمجھین | محلِ گفتگو مین کیا حسابِ خامشی سمجھین

مگر صفرِ دہانِ تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہین بیخود و صہبائے نادانی | جب اترینگا یہ نشۂ آپ کھینچین گے پشیمانی
نہین اتنا سمجھتے میکشانِ بزمِ حیرانی | دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیون پیمانہ گردانی

یہہ نقطہ ہو کے مرکز دورِ میم مدحِ احمد کا

وہ احمد جس کے پرتو سے ہے دل آئینۂ معنی | ثنا سے جس کی صندوقِ جواہر سینۂ معنی

مرصع دستِ کاتب مین پڑے دستینۂ معنی | ملا ہے لب کو جس کے وصف سے گنجینۂ معنی
زبان نے رتبہ پایا ہے کلیدِ قفلِ ابجد کا

بٹھا کر صف بصف چارون طرف انبوہِ قدسی کو | چراغان کی عوض چمکا کے انوارِ تجلی کو
بنا کر آئنہ فردوس کی ہر ایک کیاری کو | بچھا کر فرشِ اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جس کی دبستان مین | سلامت نوح جس کی جوششِ الفت سے طوفان مین
گدا اویس جس کے کوچۂ چاکِ گریبان مین | قدم آنے سے جسکے مصرِ شہرستانِ امکان مین
ہوا ہے یوسفِ کنعان لقب حسنِ مقیّد کا

بچھائے آنکھین جس کی خواب مین آنی کو ہر شب ہا | کیا ہے جس نے دامانِ شفاعت پر وہ عصیان کا
حمایت پر ہے جس کی امتِ مرحوم کو تکیا | ہمارا خوابِ غفلت تکیہ گاہِ مغفرت ٹھہرا
بروزِ حشر بن کر خوابِ مخمل جس کی مسند کا

فروغ اُس سے شریعت کا ہے زیبائش حقیقت کی | وہ ہے رنگِ رخِ ناسوت شمع بزمِ لاہوتی
وہی ہے رونقِ ظاہر وہی ہے زینتِ مخفی | بیاضِ عارضِ صورت سوادِ گیسوِ معنی
جواہر سرمہ چشمِ گردشِ چرخِ زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اخترِ آئینۂ عالم | صفا پاتا ہے اُس سے جوہرِ آئینۂ عالم
ہوئی خاکِ قدم خاکسترِ آئینۂ عالم | جلائے کن فکان روشنگرِ آئینۂ عالم
سعادت ہے شرف ہے نیّرِ نورِ مجرّد کا

گرا دی قیمتِ جامِ شراب پرتگال اُس نے | جُدا کی ساغرِ افلاس سے دُردِ ملال اُس نے
نکالا اپنے مستون کیلیے گدڑی سے لال اُس نے | مئے انگوری العقرِ فخری کی حلال اُس نے
لڑا ہے جامِ جم سے سنگِ مقصود اُسکی مقصد کا

سوا اللہ کے دامن کش اورون کی توسل سے | نہ اُس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تجمل سے

شہنشہ دونون عالم کا مگر نفرت تجمل سے
سریر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکل سے

حریم ناز مین تکیہ خدا پر اُس کی مسند کا

چمک مین ہے رخ روشن کہ مین مہر سپہر مستقبل
یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اول
شبیہہ مصطفےٰ ہو کیون نہ مخلوق سے اکمل
کھنچی ہے رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

لعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرّد کا

قیامت گرچہ رحمت کے لیے ہے مظہر کامل
مگر فی الحال تسکین طلعت زیبا سے ہے حاصل
خفیفہ سے ثقیلہ تک نہین آزار بار دل
کھنچی ہے رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرّد کا

نہین گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے
خصوصیت کے صاد آنکھین ہین گر دیکھو تامل سے
نہ دیکھین کیون گنہگارون کو وہ چشم تفضل سے
سر تاکید منظور خدا ہے لام کا کل سے

ہوا اظہار دو ابرو سے اِک نون مشدّد کا

وہ صورت دمیان مین رکھتے ہین ہم ہر چند غائب مین
نہین در ہای جنت کھٹ کھٹانے والے آپ کے بے شبہہ ناجی مین
بھلا کر آپ کو بھولے مین طاعت پر جو ناری مین
تصور کرنے والے آپ کے بے شبہہ ناجی مین

بھروسا ہے ہمین اللہ کے قول مؤکّد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہنچے
بڑا پلّہ کیا عیسےٰ نے کھینچے چرخ پر پہلے
نشانے دونون تھے اُس کے نشانے سے کہین نیچے
ہدف ہو گیا زور کماندار نبوّت سے

مقام قاب قوسین اکثر اولی تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شصت ناوک کے اگر پائے
کمان رکھ دے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے
کشش جب قاب انداز ازل کی زور دکھلائے

کمان حاسے چلّہ کیون واو سے میم احمد کا

مدینے کی طرف جائین کہ ہم کعبے کا لین رستا
نظر آتا ہے اِن دونون گھرون مین ایک ہی جلوا

کہان اب جبہہ سائی کیجیے کچھ بن نہین پڑتا
احد کو کیجیے یا احمدِ بے میم کو سجدہ

عجب مشکل ہے مضمون میرے مفہوم مردود کا

احد احمد مین ایک اِن دونون کا مضمون مطابق ہے
ہر اِک اِن مین سی ہی معشوق ہر اِک اِن مین عاشق ہے

نہین مطلق دوئی کو دخل یہہ دعوائے صادق ہے
دوئی بھی عینِ وحدت ہے محمدؐ نفسِ ناطق ہے

مفسّر ہے یہہ جملہ آیۂ میم مشدّد کا

نبی ذی رُتبہ سب ہین آپ لیکن سب سی ہین برتر
یہہ برہان اپنے دعوی پر ہی کافی اے خدا پرور

صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہین پیغمبر
ملا نونِ نبوت سب کو میمِ عمر کھونے پر

یہان گھٹ جانی مین اُس کی احد ہوتا ہی احمد کا

گھٹے اعدادِ میمِ احمدی جب عمرِ حضرت سے
نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایہ نبوت سے

ہوے ہم نامِ باری بخت چمکا نورِ وحدت سے
ہوا رُتبہ مین افزون قافِ قلت کافِ کثرت سے

معاً پا گئی چشمِ تامل صاد سے صد کا

جو پہنچا موج زن ہو کر تجلّی گاہِ یزدان مین
بھرے سب قدسیون نے گوہرِ مقصود دامان مین

سراپا دونون عالم غرق ہین اِس بحرِ عرفان مین
چڑھا قافِ قدم تک اور اُترا کان امکان مین

ہے شور اُس قلزمِ معجز نما کے جزر کا مد کا

دمِ جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا
سیہ کارون نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا

سرون پر ابرِ شمشیرِ ہلالی اِس قدر چھایا
ہوئی شام آفتابِ بُت پرستی پر زوال آیا

مہِ نو خوب چمکا بدر مین تیغ محمدؐ کا

ہوا اُس کی عداوت کی سمائی جب کسی سر مین
مآلِ کار بربادی ہی تھی اُس کے مقدّر مین

پھرا جو اُس سے آیا گردشِ قسمت سی چکر مین
اُتارا کاسۂ سر باڑھ کے ڈوری کی دم بھر مین

ہوا چاک اُس سی گریبانِ گشتہ ہو کر قلبِ مرتد کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت
عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت

یہان تک پھیلی اُس کے گلشنِ اخلاق کی نکہت
عداوت ہوگئی تا شرقِ خلقِ عام سے اُلفت
سبب ہے شعلہ سیلِ آبِ شمشیرِ مہنّد کا

شرارِ برق خاطف سے ہوں دونی دانۂ خرمن
پڑے پانی تو حقِ آتشِ سوزان میں ہو روغن
کرے بادِ سحر شمعِ سحر کو پھونک کر روشن
عجب کیا ہے کہ خوابِ نازنیں سوتی رہے ناگن
نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دیں آبِ زمرّد کا

عداوت یک قلم زائل محبت نقشِ ہر دل ہے
جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہے
کہاں اب دیدۂ احوال دونی ہر شئی سے زائل ہے
نہیں حیرت کے قابل گر کہوں میں اُمّہ واصل ہے
بیان ہے یہہ لبِ تشدید سے حرفِ مشدّد کا

نبی سے مرتبہ بڑھ کر ہے کیا کہیے نبی اُس کو
فضیلت فرد فرد انبیاؑ پر حق نے دی اُس کو
خدا کا فضل روز افزوں ہو جس پر کیا کمی اُس کو
وصالِ حق سے حاصل ہے بقائے دائمی اُس کو
یہاں ہے واصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا ساماں جس دم روح و قالب کی جدائی کا
جگر شق ہو گئے ہنگامۂ محشر ہوا برپا
زلبس تھا آسمانِ عزّ و تمکیں پیکرِ والا
پڑا لرزہ زمین میں جسمِ اطہر جب اُسے سونپا
سکون کے واسطے نافع ہوا لتویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروبِ مہرِ انور سے
اُڑا ہائی آسمان کو نیلگوں چادر اسی غم سے
عزیزِ مصر مکّے تھے مہِ کنعانِ بطحیٰ تھے
عجب کیا ہے اگر کعبہ لباسِ ماتمی پہنے
کرے ہم چشمیِ یعقوبؑ دیدہ سنگِ اسود کا

غمِ جان سوز حضرت سے فرشتوں کی ہیں دل پانی
قلم کی سینہ چاکی کچھ نہیں ہی جائے حیرانی
زہے فیضِ ثوابِ ماتمِ محبوبِ یزدانی
صریرِ خامہ سے اِس غم میں گر ہو مرثیہ خوانی
قلم کو بے گمان بازو ملے اللہ کے یدکا

کھنچا سطحِ زمین پر جب سے خطِ روضۂ انور
شعاعِ مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر

ثواب طوفِ حج پائے ہین قدسی گرد پھر پھر کر | شب و روز آسمان ہوتی ہین قربان اُسکی روضہ پر
کہ ہے نو دائرون مین ایک مرکز کانِ گنبد کا

مطلع

نہین برجِ تسمہ بقعہ ہے انوارِ موید کا | برابر رات دن فیضان ہے نورِ مجرّد کا
عجب عالم کلس کا ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا | بیان ہو کس سے شانِ روضۂ پُر نورِ احمد کا
کہ جس پر اک غلافِ سبز ہے چرخِ زبرجد کا

کروں وصفِ بنا یا وصفِ رفعت اُسکی مشہد کا | فلک کہتا سبب ہوتا ہے کسرِ شانِ گنبد کا
نہین کرسی نشین قبہ جو سمجھون عرشِ امجد کا | لکھون اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمد کا
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفعِ مسند کا

سپہرِ دہر کا دعویٰ صداقت کو کہان پہنچا | تعلّی ہی تعلی تھی جو وقتِ امتحان پہنچا
نہ تا قندیلِ در نورِ چراغِ آسمان پہنچا | نہ گردون کا غبار آتا غبارِ آستان پہنچا
اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالعِ بد کا

تنزل ہے محال اُس کا ترقی جسکی فطرت ہے | یہہ دعویٰ ہے بدیہی فلسفی کیون گرمِ حجت ہے
توجہ جانبِ مرکز اگر شانِ طبیعت ہے | کرہ آتش کا کوسون رہ گیا پیچھے یہ حیرت ہے
کہ سر سوئے فلک کیون شعلہ ہی قندیلِ گنبد کا

کہونکے نہ نسرِ طائر اپنے آشیانے سے | تھکے بازوئے مرغِ سدرہ اس رفعت پہ آنے سے
فلک کا اخترِ تقدیر جھکا سر جھکانے سے | مٹا جانی کا آنسو ڈھل کے اُسکے آستانے سے
ہوا ہے دُرۃ التاجِ سعادت فرقِ فرقد کا

یہان کی گرد سے کحل الجواہر اسکو رہنے دے | نہ پائین گے اسے قدسی تو در در خاک چھانین گے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اُڑانے سے | فلک اب کوکبِ دُر دار کی جھاڑو اٹھا رکھے
ملائک ڈھونڈتے پھرتے ہین سر سے خاکِ مرقد کا

زمین روضۂ انور فلک سے ہے کہین افضل
ہوا ہر روزن دیوار چشم جوہر اوّل
غبار در سے ہے آئینۂ خورشید پر صیقل
جبین عرش ایزد پر ہے خاک آستان جندل
ہر اک ذرّہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقدکا

بلندی مین وہان وہ روضۂ رفعت نشان پہنچا
جہان اُڑکر نہ شہباز خیال قدسیان پہنچا
جبین عرش سے آگے وہ سنگ آستان پہنچا
زمین تا آسمان پہنچی مکان تا لامکان پہنچا
کہان تک اوج لکھے اُسکی خاک پاک مرقدکا

بلاگردان ملک بین عالم ارواح کوغش ہے
زمین پر چاندنی یا سایۂ قصر پریوش ہے
فلک پر شمس ہے یا شمسۂ ایوان دلکش ہے
عیان ہے کہکشان مانقش محراب منقش ہے
فلک ہے یا کلس رکھا ہے چھوٹا سا زمرد کا

ترے روضے کو مسجود زمین و آسمان کہیے
عبادت خانۂ عالم مطاف دو جہان کہیے
پناہ بست و بالا ماسن کون و مکان کہیے
ملاذ جن و انسان مرجع قدسیان کہیے
کہین ہے قبلۂ حاجت کہین ہے کعبۂ مقصد کا

طبق انوار کے دربار ایزد مین جو آتے ہین
پے سب سعادت سر پہ اپنے رکھ کے لاتے ہین
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہین
سلام حق کو لے کر دمبدم جبریل آتے ہین
عجب مضمون کہیا اس بیت مین آورد و آمد کا

صفات اُس سرو بالا کی بہت بڑکر بیان کیجے
بلند ایسے بند مین مضمون زمین کو آسمان کیجے
قلم کو فاختے کے مثل سرگرم فغان کیجے
ہے جی مین اس زمین کو تختۂ سرو روان کیجے
قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

مطلع

قیامت مین ہے کیا دھڑکا سواد دفتر کا
نظر مین نور ہے تیری بیاض صفحہ حد کا
دماغ اب عرش پر کیونکر نہ پہنچے خاک شہ کا
قصور مین ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا

کہ تھا لامیری چشمِ تر کا ہی طوبیٰ ترے قد کا

مطلع

کہین شمس و قمر سے بڑھ کے ہی جلوہ ترے قد کا
ترے پرتو سے چمکا اخترِ تقدیر فرقد کا

دو عالم مین ہے پھیلا نور تیری ذاتِ ارشد کا
محمد مصطفےٰ پتلا ہے تو نورِ مجرّد کا

ہوا خورشید اقلیمِ عدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافۂ مشکِ ختن ہو نافِ آہو کو
گلستان سے کہو رکھ چھوڑے اپنی سرو و لالہ کو

نہ پہنچے موزون اُس کی رنگت عنبرین ہو کو
سوادِ نسبتِ تشبیہ کہتے تیرے گیسو کو

بہارِ گلشنِ تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھین رہین تجھ سے دو عالم سے کنارہ ہو
دو بینی سے دو روزہ زیست مین دیدار تماشا ہو

مزہ دونا ہو سر و عمد کے پہلو مین طوبیٰ ہو
میسّر ایک جلوے مین مجھے لطفِ دو بالا ہو

کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھون کیا مدحتِ خطِ لبِ جان بخشِ حضرت مین
کہ ہے وہ حسنِ مطلع صفحۂ مہرِ قیامت مین

بلند اک بیتِ ابرو فردِ کلّیاتِ فطرت مین
بیاضی مطلع عارض ترا دیوانِ وحدت مین

نکیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سبکو ہدایت ہو
مگر مشکل یہہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو

زہے حکمت کہ آئے راہ پر گم گشتہ تھے جو جو
بنایا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجکو

ہوا خضرِ سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیون تنزّہ ہو نہ حضرت کی طبیعت کو
بنایا نورِ یکتائی سے سر تا پا حضرت کو

پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو
نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نامِ کثرت کو

جو روشن بزمِ وحدت مین ہوا اِکّا ترے قد کا

بیانِ شانِ بسم اللہ ہے ابرو کی آیت مین
خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت مین

تری باتین شریعت مین ترا جلوہ طریقت مین — کلام ناطق آیات قرآن حقیقت مین
سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہین ہے تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی — تجلی دوجہان کی تو نے اپنی ذات مین دیکھی
ازل سے ہی تری تقدیر اے محبوب حق چمکی — خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی
لگایا اُس مین قدِّ آدم آئینہ ترے قد کا

بہت پُرزور تھا ہر چند خامہ دست قدرت کا — نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو اثبات ایک مدت مین کھنچا خاکا — مٹا ڈالین بنا کر صورتین آدمؑ سے تا عیسیٰؑ
تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا

اُڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن — ٹھہر سکتے نہین آگے مرے ارباب فن محسن
بھلا دیتا ہون دم بھر مین سہارا بانکپن محسن — مقابل مجھ سے کیا ہو مرد میدان سخن محسن
کہ جوہر ہے مری تیغ زبان مین وصف احمدؐ کا

امیر اس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ مین آئے — جھکائے وہ سر تسلیم میرے پانون پر پہلے
عجائب ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشک سی نے — فضائے تنگ میدان قلم مین نقطہ و خط سے
بڑے استاد نے مجھکو سکھایا ہے پھری گد کا

نہ مدح غیر سے مطلب نہ ذم سے اس قلمرو مین — قلم جاری ہے احمدؐ کے کرم سے اس قلمرو مین
حسد کر کے کہان جائیگا ہم سے اس قلمرو مین — سزا حاسد کو ہے دار قلم سے اس قلمرو مین
کہ یہہ دار الحکومت ہے مظفر کا موید کا

زبان تیز کے جوہر زبان دان ہو تو پہچانے — ولایت مین صفین کین صاف اس تیغ مصفا نے
گر موکٹ کٹ کر دست فکر سے ترکون کے دستانے — کیا شیراز کو پامال اُردو سے معلے نے
کیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہون نعت مین اعجاز ہے روشن — سواد ہر رقم ہے دود شمع طور کا مخزن

قلمدان جیب کوہِ طور بستہ طور کا دامن | عصاے موسوی خامہ ورق ہے وادیِ ایمن
ید بیضا کو داغِ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دبیرِ آسمان سے ہے کہین میرِ البلد اختر | ہر ایک صفحہ مرے دیوان مین ہے رشکِ مہِ انور
چمک ہر معنیِ روشن کی طرّہ ہے تجلی پر | پڑا ہے طور کی چوٹی مین موباف زری بنکر
لکھا جو شعر وصفِ روے تابانِ محمدؐ کا

ہوے مین نظم یہ چار ارکانِ سخن مجھسے | منور ہے چراغِ طاقِ ایوانِ سخن مجھسے
جہان مین ہے فروغِ نورِ ایمانِ سخن مجھسے | زمین شعر پر نازل ہے قرآنِ سخن مجھسے
کتابِ آسمان اک نسخہ ہے لوحِ زبرجد کا

فلک کب ہمعنانِ نوسنِ طبعِ روان پہنچا | فرشتون کے جہان پر جلتے مین اکثر وہان پہنچا
بھرے ایسے ترارے تا فضاے لامکان پہنچا | سخن میرے قلم کی نے سواری سی کہان پہنچا
کہا لے کو سون سبزہ رہ گیا چرخِ زبرجد کا

تغلی حد سے بڑھ کر ہو چکی لازم کنارا ہے | لکھون بھر شعرِ تر مدحت مین فکرت کا اشارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے | مری طبعِ روان کا پھر اُسی گھاٹ اب اتارا ہے
تماشا دیکھیے بھر سخن کے جزر کا مد کا

مطلع

وجوب امکان دونون مین ہے جلوہ نورِ احد کا | وہ اک غنچہ یہہ اک گل ہے ترے گلزارِ مقصد کا
کہین مصداق مطلق کا کہین مظہر مفید کا | احد کا غیب مین مورد شہادت مین تو احمدؐ کا
ہے شہود و ایک ہی بیشک دو چشمی ہاے اشہد کا

ہوا جب قصد میرا نعت مین موزون قصیدہ ہو | لکھے مطلع برابر کے جو پاے قافیہ دو دو
نہین آتا ہے مجھ پر حرف اگر انصاف سے دیکھو | بمجبوری لکھا الید کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمدؐ کا

ہوا تیرا ظہور آخر مین عالم کو نہ حیرت ہو
یہہ مضمون صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو

سو خر انبیاؑ سے کیون نہ خلق جسم حضرت ہو
یہہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو

خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر مین گر غور سے دیکھے
کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہ جاتے

نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے
کہ دست صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے

مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی کارپردازی
لگائی تجھ سے تو اے گرمی بازار طنازی

ہوے انگارے غنچے پھول شعلون کو سرافرازی
ترے رشتے سے شمع آتش سے گلبازی

ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہو دفتر آئین کا تب اعمال چکر مین
مدین نیکی ہی کی رہ جانین باقی ساری دفتر مین

ہدی کی جو رقم ہو جاے سنہائی کے گھر مین
محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوان محشر مین

صحیح آئے نہ میزان مین سیاہہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہین سب تیری فطرت سے
ملک جن و بشر کوئی نہین واقف حقیقت سے

مقدم ایک ہی خلقت نہین ہے تیری خلقت سے
کھچی پہلے تری تصویر ازل مین دست قدرت سے

ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے ضد کا

مناسب ہی تری مژگان کی چلمن بیت نیروان کو
قرین ہے ترے خط کا کتابہ عرش سبحان کو

ترے عارض کا شمسہ چاہیے ایوان ایمان کو
ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفان کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھاے خسرو انجم نہ مجکو آسمانجاہی
مری نظر مین ہے اک گردہ حقیر شہنشاہی

ہوئی تیرے مراتب سے کماہی کس کو آگاہی
تحمل کا ترے ماہی مراتب مہ سے تاماہی

ثریا سے تو تک اک گاہ تکیہ تیری مسند کا

نہ گذرے کیون تری اعدا کی ذلت اور خواری مین — محب کیونکر نہ پائین حظ تری خدمتگذاری مین
غم و شادی مین دونون محو تیری پاسداری مین — الم مصروف تیرے دشمنون کی غمگساری مین
خوشی کو کام ہے تیرے محبّون کی خوشامد کا

طبیعت کی سخندانون کو منظور آزمائش ہے — وگرنہ اُن کی مداحی سے کب تیری نمائش ہے
بہت دشوار بابِ نعت و مدحت کی گنجائش ہے — ستائش کے لیے تو واسطے تیرے ستائش ہے
کہے ہے مدح قرآن مین ترے اوصافِ بیحد کا

خداوندِ دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوئے نازل ہر اک مین ذکر تیرا ہے
جو ہو تیری ثنا پر بند ہم مین سے وہ سچّا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوا ہے
یہہ سچ ہے وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفلِ ابجد کا

تری خدمت مین اے حاجت روا اب عرض ہے اتنی — روا ہون حاجتین تیری ہی در سے دین و دنیا کی
ثنا سے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زبان میری — یہہ خواہش ہے کرون مین عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اُٹھے بوجھ مجھ سے اہلِ دنیا کی خوشامد کا

بُرے ہے سوز و دُروني داغِ عشقِ فتنہ سامان سے — تماشا ہو کہ چمکے بختِ نورِ مہرِ عرفان سے
شرر نکلین اٹھین شعلے ہوای برقِ لمعان سے — چمک ہو دو کی دل مین خیالِ رُوی تابان سے
ستارہ اوج پر ہو جسم کے برجِ سُعید کا

پھنسا لے دامِ گیسو مین مسلسل مجھ ایسا — یہان جب تک ہے آب و دانہ تجھ پر پھڑکے دم میرا
رہون مین رشتہ بر پا جب تفنّس چھوڑون عناصر کا — کمندِ دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائرِ روحِ مقیّد کا

بنا دے مجکو ایسا مست اپنی چشمِ شہلا سے — کہ ہو مے سے متنفّر روح بھاگے جام و مینا سے
دلِ وحشی کرے رم دونون عالم کی تمنّا سے — ہرن ہو نشہ میرا نشأتین و دین و دنیا سے
رہون خائف تصور کر کے مین دو وال سود کا

کرے خاصیتِ اکسیر پیدا میری خاکستر
مذہّب ہو مُطلّا ہو مرے اعمال کا دفتر

خاک مین امتحان کی پیشگاہِ حضرتِ داور
بر نگِ زر چڑھے ہے سو نامرا میزانِ محشر پر

اُٹھون مین قبر سے مخمور تیری چشمِ اسود کا

کرے بیتابیان میرے لیے ہر موج کوثر مین
جگہ مجکو ملے رشتہ کی صورت قصرِ گوہر مین

رقم ہو نام میرا دفترِ خاصانِ داور مین
فرشتے دیکھکر مجکو کہین دیوانِ محشر مین

جگہ خالی کرو مدّاح آتا ہے محمدؐ کا

لکھا ہی اس قصیدہ مین کو جو مین نے وصفِ حضرت مین
عوض ہر بیت کے پاؤن سکونت قصرِ جنت مین

کیے ہین بس کہ اکثر شعر جمع اوصافِ قامت مین
تلے اس نظم کا ہر حرف میزانِ قیامت مین

بطرزِ تازہ ہو درآن اپنے اشعارِ مجدّد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو
اُٹھاتا ہون دعا کو ہاتھ و اسبابِ اجابت ہو

بغل مین یہ قصیدہ سر پہ اکلیلِ سعادت ہو
ترے دربار مین ہر وقت رہنے کی اجازت ہو

سنے سرکار سے خلعت ملے عیشِ مخلّد کا

نہ تجکو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھون
ظہورِ شانِ مطلق کا مین تجکو واسطہ سمجھون

حق آئینہ ہو دل پر صافِ اصلی مدعا سمجھون
ترے عارض کو مین آئینہ نورِ خدا سمجھون

کہ فہمِ سرِّ وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا

قمر سمجھون رخِ تابان کو یا مہرِ سما سمجھون
کلف اُسمین جلن آسمین ہی مین سمجھون تو کیا سمجھون

یہہ تشبیہین ہین ہر عکس ایک رمزِ حق نما سمجھون
ترے عارض کو مین آئینہ نورِ خدا سمجھون

کہ فہمِ سرِّ وحدت ہی الف ایمان کی ابجد کا

دمِ تحریر تیرے ذوق سے بڑھجائے تردستی
قلم کے نکلین آنسو ہو یہہ جوشِ خندۂ شادی

شمولِ اشکِ شیرین سے دوات اتنی تو ہو بھیگی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظِ احمد مین میم احمد کا

کبھی تو کام آئے روشنائی میری نامے کی
کوئی تو رنگ لائے روشنائی میری نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میری نامے کی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میری نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمد کا

سلام در معراج

اے مدنی برقع و مکی نقاب
آج مناسب نہین اتنا حجاب
وصل کی ہے رات توقف ہی کیون
لطف کی ہے بات توقف ہی کیون

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

خلدِ برین خوب ہے آراستہ
فرش سے تا عرش ہے پیراستہ
آؤ چلے آؤ بڑھائے قدم
دیر سے مشتاق ہین آمد کے ہم

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ کہ خورشید و ماہ
دیکھتے ہین شوقِ زیارت مین راہ
آؤ چلے آؤ کہ سارے ملک
گرد پھرین شوق سے مثلِ فلک

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

اتنا قریب آکے ملو ہم سے تم
نامِ دوئی بیچ سے ہو جائے گم
اتنا قریب آؤ کہ احمد کا میم
میم دہن بن کے ہو درِ یتیم

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ سوے لامکان
شانِ محبوبیت کا ہے جلوہ یہان

آؤ چلے آؤ کہ غلمان و حور — رہین مے اخلاص و عقیدت سے چور

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ کہ عرشِ الٰہ — سر پہ بٹھائے تمہین شاہون کے شاہ
آؤ چلے آؤ سب کہ انبیاؑ — کب سے ہین مشتاقِ جمالِ لقا

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ کہ قدسی تمام — باندھے ہوے صف ہین برائے سلام
آؤ چلے آؤ کہ رضوانِ خلد — تم پہ تصدق کرے سامانِ خلد

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ کہ ابرِ کرم — موتی نچھاور کرے اِک اِک قدم
آؤ چلے آؤ کہ خوش ہو کے آج — ہم تمہین پہنائین شفاعت کا تاج

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

کھول کے جبرئیل امین اپنے پر — تم پہ محبت سے ہلائین چنور
آؤ چلے آؤ کہ محورِ جنان — آنکھین بچھاتی ہین سرِ آسمان

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

یہہ تو بیان ہے شبِ معراج کا — ذکر رسولون کے ہے سرتاج کا
کیا کہے بیچارہ امیرِ فقیر — جب کہے خود ربِ جلیل و قدیر

اے مرے محبوب سلامٌ علیک | اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

غزل بہادر منقبت حضرت غوث الثقلین قدس سرہ العزیز

اے فلک میری مدد گار ہین غوث الثقلین | غم مجھے کیا مری غمخوار ہین غوث الثقلین
تیرے کے وقت بھی آئے تو مریض اچھا ہو | کیا مسیحا پے بیمار ہین غوث الثقلین
خلق بھی عام ہے اخلاق محمدؐ کی طرح | ساری اُمت کی طرفدار ہین غوث الثقلین
عشق نے احمد مختار کے رتبہ وہ دیا | خلق مجبور ہے مختار ہین غوث الثقلین
میکش مے کدۂ عشق تو لاکھون ہین مگر | بادۂ عشق سے سرشار ہین غوث الثقلین
جتنے اخیار ہین سب آپ کی ہین زیر علم | فوج ابرار کے سردار ہین غوث الثقلین
کوئی چیز آپ کو مقبول نہین غیر خلوص | جنس الفت کے خریدار ہین غوث الثقلین
آپ کی ذات کریم آپکا احسان عظیم | ہم خطاکار گنہگار ہین غوث الثقلین
ساری مجلس تو ہوئی جام عطا سے سیراب | ایک ہم تشنۂ دیدار ہین غوث الثقلین
لاکھون قیدی ہوی حضرت کی عنایت سے رہا | ہم بدستور گرفتار ہین غوث الثقلین
جو مین پایا ہون سمجھتا ہون مین سب کھویا | درحقیقت مری سرکار ہین غوث الثقلین
چرخ دشمن ہو تو ہو مجکو نہین کچھ پروا | میرے حامی و مددگار ہین غوث الثقلین
صفحۂ نقش قدم اٹھ نہین سکتی مین ہون قدم | ہم ترحم کے سزاوار ہین غوث الثقلین
عرض حاجت کی بھی حاجت نہین اس در پہ امیر | حال دیتیرے خبردار ہین غوث الثقلین

کیا غم مری مدد پہ اگر غوث پاک ہین | اللہ بھی اُدھر ہے جدھر غوث پاک ہین
حامی مرے شفیق مرے دادرس مرے | ہین اُس طرف رسول اِدھر غوث پاک ہین
مجکو نہین سپید و سیاہ جہان سے کام | میری نظر مین شام و سحر غوث پاک ہین
اِس نام سے کلیجے مین ٹھنڈک نہ کیون پڑے | مرہم برائے زخم جگر غوث پاک ہین
کھٹکا نہین ہے کچھ مجھے آفات دہر کا | آئے کوئی بلا تو سپر غوث پاک ہین

کردین گے ڈوبتی ہوئی کشتی کو میری پار
باندھے ہوے مدد پہ کہ غوثِ پاک ہین

شمس و قمر سماتے نہین ہین نگاہ مین
آنکھون کو جب سے مدِ نظر غوثِ پاک ہین

دریائے بے کنار ولایت مین آسمان
مثلِ صدف ہوا اُس مین گہر غوثِ پاک ہین

شرعِ محمدی کی ہے رونق حضور سے
سرسبز نخلِ دین کے ثمر غوثِ پاک ہین

ہے کون جو مطیع نہین ہے حضور کا
فرمان روائے جن و بشر غوثِ پاک ہین

پروا نہین جو کوئی نہین قدر دان امیر
صد شکر قدر دانِ سخن غوثِ پاک ہین

تضمین بر کلامِ ہندی

فنا سبکو بقا تجکو ہے سب فانی ہین تو باقی
نہ گل باقی نہ مل باقی نہ کوئی رنگ و بو باقی

سکت باقی ہی اعضا مین نہ دلمین ہو لہو باقی
مگر صد شکر تیری یاد ہے اے خوبرو باقی

تن سوکھ کنگری بھیو رگین سوکھ بھئین تار
رو مَن رو مَین سر اُٹھے باجے ناون تہار

شفیع المذنبین کا اپنی اُمت پہ بڑا حق ہے
کرے جتنی صفت اسکی کری سو تھا حق ہے

فدا کردی جو اُس پر جان اس سے بھی سوا حق ہے
جو کچھ اُسنے کیا حق ہی جو کچھ اُسنے کہا حق ہے

سانچی وا کی بات ہے اور سانچا ہے وا پیو
وا کے سُندر بول پر وارون اپنا جیو

کوئی حد بھی کہا تک اے جنون تیرا کہا مانون
تجھے جانے دی میرا کام جانے اور مین جانون

وہی اب کر گزرنے دی جو اپنے دل مین ٹھانون
کہا تک ہند مین ایک ایک کی خاک اب چھانون

دیس نبی کے جاؤن اور دُھور بھری ہون کیس
مدینہ مین کرا تسنی اور جوگی کا لون بھیس

جو پوچھا دل نے آنکھونسے کہ کیون ہی راتون زاری
تو آنکھون نے کہا دل سے بتا تو کیون ہے آزاری

رہا کچھ دیر دونون کو سکوت آخر بنا چاری
کہی آنکھون نے دلسی دل نے آنکھونسی بپت ساری

نگر مدینہ دور ہے چین کہان سے ہوے
درشن بن پیا کل رہون چھن چھن آوی روے

حیا اُس کی اُسے عاشق کی ملنی سے بچاتی ہے
وہ شرمیلا ہے ہم چشمون سے اُسکو شرم آتی ہے
نگاہین دیکھ لیتی ہین تو آنکھ اُس کی لجاتی ہے
مری حسرت مجھے یہ وصل کا رستہ بتاتی ہے

نینن کی کر کوٹھری پُتلی دیون پھیرے
پلکون کی چک ڈار دون سائین بیٹھن آئے

یہان ہم ناتوانی اور وہان پاس نزاکت ہے
نہین ہمپر کوئی دیکھنے کی کیا مصیبت ہے
رواں ہر دم مری آنکھونسے اک دریا حسرت ہے
ترس کھاتو ہی ان پر کچھ اگر تجھ مین مروت ہے

کا گا نین نکاس دون پیا پاس لے جائے
پہلے درس دکھائیو پاچھے لیجو کھائے

ذرا سر دھنے دے مجکو کف افسوس ملنے دے
گلے پر چلتی ہین رہ رہ کے چھریان انکو چلنے دے
تڑپنے لوٹنے جلنے کی حسرت تو نکلنے دے
مرے لہو کے جلتا ہون تجھے تو یون ہی جلنے دے

اری پپیہا باورے آدھی رین مت کوک
دھیرے دھیرے سلگتی تو کیون دینی پھوک

نہین غم گر فنا کردے کوئی سر تا بہ پا مجکو
کہ ہجر یار مین ہے خود مری ہستی بلا مجکو
مگر آنکھین ہین پیاری جان و دل سے بھی سوا مجکو
انہین سے اک نظر دیدار کا ہے آسرا مجکو

کا گا سب تن کھائیو چن چن کھیو ماس
دو نینا مت کھائیو پیا ملن کی آس

خبر بھی دی نہین سکتا مین اس کو اپنی حالت کی
عجب تاثیر ہے اس آتش عشق و محبت کی
طلسم تازہ ہے کچھ میرے دل سے لاگ الفت کی
نرالی سارے عالم سے ہے ظالم آگ فرقت کی

لکڑی جل کو لاکھی اور کو لاجل بھیو راکھ
مین ہر مین ایسی جلی نہ کو لاکھی نہ راکھ

اگر درکار ہے خلوت کہ دل غیرون سے یکسو ہو
برابر دونون بیٹھے ہون ہم پہلو بہ پہلو ہو
مرا سر تیرا زانو ہو ترا سر میرا زانو ہو
ترے آغوش مین مین ہون مری آغوش مین تو ہو

آؤ پیارے موہنا نین ریجھ تو ہے یون
نا مین دیکھون اور کا نا تو ہے دیکھن دیون

خبر کیا تھی مجھے اس کی کہ اُلفت ایسی ہوتی ہے
قرار آتا نہین اس مین مصیبت ایسی ہوتی ہے
یہہ کیا معلوم تھا ظالم محبت ایسی ہوتی ہے
بتاتا تو ہی اے ہمدم کہ چاہت ایسی ہوتی ہے

جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دُکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پیٹتی کہ پیت کرے نہ کوے

خمار آلود آنکھین ہین نگر ہے اُن مین مستی بھی
سپیدی بھی سیاہی بھی ہے اور کچھ کچھ ہے سُرخی بھی
نیا نیرنگ ہے وہ جان لیتے بھی ہین دیتے بھی
خضر بھی ہین مسیحا بھی ہین قاتل بھی ہین ساقی بھی

ہین ہلاہل مدھ بھرے سیت سیام رتنار
جیت مرت جھک جھک پرت جو چتوت اک بار

شب وصل صنم ہے جان اس پیارِ اُلفت کی
نہین ہے زندگی مین کوئی ساعت ایسی لذت کی
الٰہی طول مین یہہ رات ہو جائے قیامت کی
کہ مٹ جائے یہ دھڑکا پھر گھڑی آئیگی رخصت کی

سجن سکارے جائین گے اور نین مرینگے روے
بدھ نا ایسی کیجیو کہ بھور کبھو نا ہوے

بجھا نے سے بھڑک جاتی ہے کب یہ آگ بجھتی ہے
لگے جس دل مین وہ جل جا تب یہ آگ بجھتی ہے
جلا کر خاک کر دیتی ہے تب یہ آگ بجھتی ہے
مری رگ رگ مین جا پہنچی ہے اب یہ آگ بجھتی ہے

پلٹیم تم مت جانیو کہ تم بچھڑے موہے چین

جیسے بن کی لاکڑی سُلگت ہون دن رین

ارے ظالم بتا تو کیا ترے دل مین سمایا ہے
رٹا کرتا ہے کس کا نام ارے یہ حق پرایا ہے

پرائے حق کا لے لینا تجھے کس نے بتایا ہے
ٹھہر تو جا بہت ہی تو نے میرا جی جلایا ہے

کاتون چوچ پہیا توری جھر کون وا پر نون
مین پی کی پیو مورا تو پی کہے سو کون

نہ میرا ہو سکا ہے نہ کوئی کچھ بتاتا ہے
کہ اس کو کیون قرار آتا نہین کیون ٹوٹ جاتا ہے

اسے کس بات کا دھڑکا ہے یہ کیون تھرتھراتا ہے
بتا اے شاطر تو ہی کچھ سمجھ مین تیری آتا ہے

مکتا دا کے کان مین کہہ کارن مکیائے
ترچھی چتون سے ڈرے کہ پھر نا بید جائے

سوا تیرے نہین ہے اور کوئی دوسرا میرا
تجھی پر ہے بھروسا اور تو ہی آسرا میرا

جدائی ہو اگر تجھ سے کہان ہے پھر پتا میرا
کسی کا آشنا مین ہون نہ کوئی آشنا میرا

تو ہی مورا سائیان تجھ لاگ موری ڈور
جیسے کاگ جہاج کا سوجھے اور نہ ٹھور

خودی مین ہو دوئی کا وہم یہ غفلت ہی غفلت ہے
خودی جب اٹھ گئی دل سے تو پھر حیرت ہی حیرت ہے

یہان تو وصل ممکن ہی نہین فرقت ہی فرقت ہے
غرض ہر حال اور ہر رنگ مین وحدت ہی وحدت ہے

جب ہم تھے تب ہر نہین جب ہر ہین تب ہم نائین
پریم گلی ات سانکری جامین دو نہ سمائین

نیا کچھ آج ہے سامان لطفِ وصل ملتا ہے
نکلتے ہین مرے ارمان لطفِ وصل ملتا ہے

نگاہین ملتی ہین اس آن لطفِ وصل ملتا ہے
جدائی مین خدا کی شان لطفِ وصل ملتا ہے

آج چندرمان دُوج ہے جگ چنوت چھون اور
سورے اور وامتر کے نین بھئے اِک ٹھور

بہت جوشِ جنون مین آدمی جب خاک اُڑاتا ہے
تو دُھن ہو جس پری پیکر کی خود وہ اُڑکے آتا ہے
اسی کو دیکھ لو پیر اک جب غوطے لگاتا ہے
تو حاکر تہ مین اپنا گوہرِ مقصود پاتا ہے

جن ڈھونڈا تن پائیان گہرے پانی بیٹھ
مین بوری ڈوبن ڈری رہی کنارے بیٹھ

بھلا یہہ بات ہے کچھ ہوش کی مدِنظر کیا ہے
خود آرائی مین ایسی خودسری مدِنظر کیا ہے
نہ ہو جائے کسی کا خون ابھی مدِنظر کیا ہے
یہہ کیا سُوجھی ہے کچھ کہہ تو سہی مدِنظر کیا ہے

ایک تو نینا مد بھرے دُوجے انجن سار
ارے ہاں رے کو دُوبت ہے متوارن ہتیار

امیر آئے تھے یہان ہم اچھے کام کرنے کو
اُٹھائی تھی یہان تکلیف وان آرام کرنے کو
مٹانی تھی خودی اُس بے نشان کا نام کرنے کو
نا کچھہ کیا نا کر سکے عمر گنوائی سوے
کھالی ہاتھن جات ہین دیکھین کا گت ہوے

مخمس بر قصیدۂ عربی

ملتجی ہے یہہ امیر ناتوان عبدِ ذلیل
قیدِ غم سے اب رہائی کی نہین کوئی سبیل
باپ مان دونون سے بڑھکر تو ہو راحت کا کفیل
خذ بلطفک یا الٰہی سن لہ زادِ قلیل

مفلس بالصدق یائی عند باب یا جلیل

اپنی رحمت کو اشارہ کر دے اے ربِّ کریم
حضر بین کر اسکو دکھلا دے صراطِ مستقیم
حال بیمارِ معاصی کا نہایت ہے سقیم
ذنبہ ذنب عظم فاغفر الذنب عظیم

انہ شخص ضعیف مذنب عبدٌ ذلیل

کثرتِ عصیان سے دکھلایا جو اُس کو روزِ بد
مضطرب ہو کر ہوا وہ ملتجی بہرِ مدد
ہاتھہ اُٹھا کر عاجزی سے سوے درگاہِ احد
قال یا ربی ذنوبی مثلِ رملِ لا تعد

فاعف عنی کل ذنب فاصفح الصفح الجمیل

آج ہی جب عافیت مین ہے مری ایسا خلل
کیا مرا انجام ہوگا پیش کیا آئے گا کل
کیا بنے گی جان پر جس وقت آئے گی اجل
یا الٰہی کیف حالی لیس لی خیر العمل

سود اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

رنج و غم درد و الم مین کچھ نہین ہوتی کمی
رات دن تڑپاتی ہے یہ بیکسی یہہ بے بسی
سن لے یا اللہ مجھ بیمار کی محتاج کی
اشفنی عن کل داءٍ اقض عنی حاجتی

ان لی قلبًا سقیمًا انت لی یشفی العلیل

شدت امراض جسم و روح سے ہون چور چور
درد مندون عاجزون پر ہے ترس کھانا ضرور
جسم و جان میرے حال زار پر رب غفور
انت شافی انت کافی فی مہمات الامور

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل

جاہ و منصب کی طلب مجکو نہ شوق ذہب و سیم
چاہتا ہون تیرے باب فیض سے قلب سلیم
تا کہ غالب ہو سکے مجھ پر نہ شیطان رجیم
رب ہب لی کنز فضل انت وہاب کریم

اعطنی ما فی الضمیر دُلّنی خیر الدلیل

مین سراپا جرم ہون اس پر ہے مجکو اعتراف
پر تری رحمت سے ہے امید سب ہونگے معاف
مین اسی سے یہ دعائین التجائین صاف صاف
ہب لنا ملکا کبیرا نجمان من ماتحاف

ربنا اذ انت قاضی والمنادی جبرئیل

حکم مین تیرے ہین خاک و آتش و آب و ہوا
نار دوزخ سے بچالے مجکو بھی تو اب خدا
واسطہ دیتا ہون مین تیرے حبیب خاص کا
قنا لنا رایزدی یارب فی حقی کما

قلت یٰنار کونی بردًا فی الحق الجلیل

نعمتون کا خلد کی تجھ پر بخوبی ہے وضوح
چاہیے دل بستگی اُس سے وہی دار فتوح
دار دنیا مین رہی باقی ہمیشہ کس کی روح
این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح

انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الجلیل

مناجاتِ اوّل بدرگاہِ قاضی الحاجات

خداوندا محیطِ غم کا ہے جوش
بچا کشتی نشینون کے نہین ہوش

سفینہ بادبان و دونون شکستہ
طلاطم پیشِ طوفان دست بستہ

یہہ ہے ستون کا کشتی مین عالم
سرِ تابوت جیسے نخلِ ماتم

قضا کا سامنا ہے آئے کیا صبر
نظر آتے ہین تختے تختہ قبر

بلا کا ابرِ غم سر پر گھرا ہے
کہ قصرِ زیست پر پانی پھرا ہے

لبِ کشتی سے یہ آتی ہے آواز
کہ مین بھی اولیا کی اب ہون وسا ز

کبھی برطارمِ اعلی النشینم
کبھی برپشتِ پائے خود نہ بینم

کبھی مثلِ ہوا بالائے افلاک
کبھی نقشِ قدم آسا سرِ خاک

ہوا چلتی ہے آفت کی غضب کی
بدن مین کانپتی ہے روح سب کی

کبھی رعشہ بدن مین مثلِ مے خوار
کبھی ہے تھرتھری مثلِ گنہگار

لگے جھونکے یہ تیز و تند آنے
پڑے گویا بدن پر تازیانے

جو موجِ آب ہے تیغِ قضا ہے
بھنور جو ہے وہ کامِ اژدہا ہے

روشِ افعی کی ہر موجِ خطر مین
خسِ گرداب ہے کشتی بھنور مین

جو موجین اٹھتی ہین آبِ رواں سے
وہ ملجائی ہین جا کر کہکشاں سے

یہ ہے اب چشمۂ خورشید کو ڈر
نہ ہو جاؤن بھنور مین کہکے چکر

جو ہے اسوقت خوف و بیم مین ہے
تلاطم کوثر و تسنیم مین ہے

دعا کرتا ہے یہہ کعبہ مین زمزم
خداوندا یہہ طوفان ہو کہین کم

یہہ حالِ چشمۂ آبِ بقا ہے
کہ زیرِ پردۂ ظلمت چھپا ہے

جو آکر خضر نے بھی منہ دکھایا
ہوا کھٹکا کوئی جاسوس آیا

سوال ارباب کشتی کا یہ کیا ہے
جواب ناخدا دم لو خدا ہے

تھمو سنبھلو سنبھالو اک ذرا دل
نہ مارو دست و پا مانند بسمل

کوئی ہوتی ہے آخر راہ پیدا
کرے گا دستگیر اللہ پیدا

مگر لوگون کو جو ہے بدحواسی
غضب چھائی ہے چہرون پر اداسی

کہین نالہ کہین افغان کہین آہ
زبان پر نعرۂ اللہ اللہ

یہہ جوش اشک ہنگام رجا ہے
روان کشتی مین دریا دوسرا ہے

عیان ہے قوم نوحؑ و ہودؑ کا حال
یہہ پانی سے تو وہ صرصر سے پامال

یہان طوفان مین دونون ہوش ہین گم
تلاطم پر ہے آفت کا تلاطم

پریشان حال ہین بیتاب ہین سب
تڑپ مین ماہی بے آب ہین سب

کسی کا دست ماتم اور سینہ
کوئی قالب تہی مثل سفینہ

یہہ خوف غرق ہے پیر و جوان کو
اچھلتے ہین کہ چھو لین آسمان کو

فلک کی سمت ہر دم ہاتھ اٹھاکر
خدا سے کہتے ہین یہہ گڑگڑا کر

خدایا نوحؑ سے کہدے کہ آئین
یہہ طوفان کم ہو کشتی کو بچائین

دعا کو ہاتھ اٹھائین خضرؑ و الیاسؑ
کہ تھم جائے یہہ باران غم و یاس

پے امداد میکائیلؑ کو بھیج
انہین فرصت نہ ہو جبرئیلؑ کو بھیج

نہین جبرئیلؑ و میکائیلؑ کا کام
شہ لولاک کی ہو رحمت عام

قیامت مین بچائین گے مقرر
شفیع المذنبین ہین خاص داور

دلون سے پہلے یہ دہشت نکالین
سر دست اس قیامت کو ٹالین

خلاصہ اس بیان سے ہے یہ میرا
کہ طوفان حادثون کا ہے وہ دریا

برابر رنج و غم کا ہے یہان جوش
یہی مجھ کو کے اڑا لے دیتے ہین ہوش

وہ کشتی ہے مکان اہل عالم
کشاکش مین ہے جان اہل عالم

یہ پے در پے حوادث پر حوادث — جو موجون کی طرح ہوتے ہین حادث
وبالِ جان ہین دل کیونکر نہ ہو تنگ — بچین کیا شیشے جب ہو بارشِ سنگ
فلک دیتا ہے چکر مثلِ گرداب — یہ دہشت ہی ہوی جاتی ہین دل آب
یہ تن مین رعب سے ہے حالِ اعضا — ہوا مین جس طرح موجون سے دریا
جو کشتی پر گرفتارِ بلا ہین — وہ مین ہون اور سیر سے اقربا ہین
مجھے تسکین نہ میرے اقربا کو — ڈبوتا ہے فلک ہر آشنا کو
کرون کیا گو مین ان مین ناخدا ہون — کہ خود بے طاقت و بے دست و پا ہون
نہ لائق عرض کے اپنا ہے کچھ حال — نہ قابل دید کے اورون کا احوال
غضب دیتا ہے گردش ورطۂ غم — کہ کشتی مین ہے بن چکی کا عالم
عجب دورانِ سر سے حالِ سر ہے — کہ یہہ کاسہ بھی چرخ کاسہ گر ہے
کوئی تھمتا ہے دل ٹھہرایئے لاکھ — فلک سنتا نہین جلایئے لاکھ
دکھا آنکھون کو یارب منزلِ امن — کہ لنگر ہو قریبِ ساحلِ امن
رحیم و دل نوازِ خلق ہے تو — کریم و کارسازِ خلق ہے تو
پناہِ خلق تو جائے امان تو — سوا مان باپ سے ہے مہربان تو
ترے ابرِ کرم سے ہر شجر سبز — تجھی سے مزرعِ امید سرسبز
برستا ہے جو تیرا ابرِ رحمت — اسی سے زندہ ہی جتنی ہے خلقت
سبب ہے زندگانی کا یہ پانی — یہی پانی ہے آبِ زندگانی
یہہ بارش گر نہ ہو آفاق جل جائے — ریاضِ دہر کی صورت بدل جائے
جو لالہ ہے چمن مین لعلِ تر ہے — صدف مین قطرۂ نیسان گہر ہے
حباب اے خالقِ اکبر بنائے — عجب پانی سے تو نے گھر بنائے
تری قدرت سے زندہ ہے الٰہی — سمندر آگ مین پانی مین ماہی

نہیں بیکار کوئی رنگِ صنعت — جو صنعت ہے تری ہے عین حکمت

زراعت سبز کی صحرا بصحرا — رواں تا جر ہوئے دریا بدریا

ہوئی آسودگی عالم کی مطلوب — منافع کے بندھے ہر طرح اسلوب

تجارت کر کے زر پایا کسی نے — زراعت سے ثمر پایا کسی نے

کوئی تاجر ہے کوئی پیشہ ور ہے — کشادہ ہر طرح روزی کا در ہے

وہ رب ہے تو کہ پالا تو نے کل کو — دیا جو خار کو تو نے وہ گل کو

گنہ کا مرتکب انسان ہو ہر چند — در روزی نہیں کرتا ہے تو بند

ہزار انسان خاطی سر اُٹھائے — یہہ تیرا حلم ہے غصہ نہ آئے

اِدھر سے معصیت پر معصیت ہے — اُدھر سے مرحمت پر مرحمت ہے

نظر آئی جو یہہ بارش عطا کی — ہوئی مجکو بھی جرأت التجا کی

خداوندا بحقِ شاہِ لولاک — بنے جن کے لیے یہ ہفت افلاک

الٰہی واسطہ شیرِ خدا کا — الٰہی واسطہ خیر النسا کا

خداوندا بحقِ آلِ اطہارؑ — خداوندا بحق اصحابؓ و انصارؓ

خدایا واسطہ پیغمبرون کا — خدایا واسطہ سب رہبرون کا

خداوندا بحق اولیاؒ کا — خداوندا بحق اوصیاؑ کا

خداوندا بحق طاعت گزاران — خداوندا بحق پرہیزگاران

معاصی سے مرے کر چشم پوشی — عنایت سے سراسر چشم پوشی

بوقتِ نزع ہو ہر مشکل آسان — چراغِ راہِ عقبےٰ نورِ ایمان

محمدؐ کی شفاعت روزِ محشر — لبِ کوثر علیؑ دیں جامِ کوثر

خلش تا زیست ہو کوئی نہ در پیش — بنے ہر خار گل ہو توشِ ہر ریش

رہیں صحت سے فرزند اقربا شاد — نہ ہوں ہمدم غمِ دنیا سے ناشاد

یتیمون کو دُرِ مقصد عطا کر
اسیرون کو مصیبت سے رہا کر

تحمل بہرِ مسکینانِ غمگین
مریضون کو شفا حاصل ہو آمین

مسافر راہ سے گزرین سلامت
غریبون کو ہو حاصل استقامت

ولی نعمت خداوندِ زمانہ
جو ہین خُلق و مروّت مین یگانہ

نگاہِ پرورش سارے جہان پر
خصوصاً اِس گدائے آستان پر

عنایت پر عنایت ہے جو دن رات
فراغت سے بسر ہوتی ہے اوقات

الٰہی سب مُرادین اُن کی حاصل
گلِ خندان ہمیشہ غنچہ دل

طبیعت معتدل اعضا مین چُستی
الٰہی تندرستی تندرستی

یہہ حشمت اور یہہ اجلال قائم
یہہ دولت اور یہہ اقبال دائم

الٰہی طولِ عمر اُن کو عطا ہو
حکومت اُن کی تا روزِ جزا ہو

مناجات دوم

الٰہی ہون مین اِک بندہ گنہگار
ہوا و حرص و دنیا مین گرفتار

الٰہی ہون مین مشتِ خاکِ ناچیز
نہین کچھ نیک و بد مین مجکو تمیز

الٰہی ہون مین اِک آشفتہ احوال
بر نگِ سبزۂ پامال پامال

الٰہی ہون مین اِک شاخِ شکستہ
گلِ پژمردہ جس مین دستہ دستہ

الٰہی ہون مین اِک برگِ خزانی
پریشان حال چہرہ زعفرانی

الٰہی ہون مین اِک طائرِ تہِ دام
نہین معلوم اپنا مجکو انجام

الٰہی ہون مین اِک آہوئے مجروح
کہ پائے دل مین ہے زخمِ تیرِ افسوس

الٰہی ہون مین اِک مجروحِ حرمان
جگر مین ہین ہزارون زخمِ پنہان

الٰہی ہون مین اِک درویشِ غمناک
گلیم تیرہ بختی جسکی پوشاک

الٰہی ہون مین اِک محزون دلریش
سراپا داغ مثلِ دلقِ درویش

الٰہی ہون مین اِک برگشتہ تقدیر
مُضر مجکو ہے جو میری ہے تدبیر

ہمیشہ جرم اندیشہ ہے میرا
خطا کاری رگ و ریشہ ہے میرا

شرابِ سستی و غفلت شعاری
مری رگ رگ مین مثلِ خون ہے جاری

یہہ عصیان و معاصی کی ہے کثرت
فرشتون کو نہین لکھنے سے مہلت

کہان فکرِ مآلِ کار و انجام
سحر سے شام تک بیہودہ سب کام

کبھی شب خواب مین مانند مدہوش
سحر ہوتے ہی پھر فکرِ خورد و نوش

کبھی ہشیار مستی سے نہونا
تغافل اور رہنا غفلت بچھونا

مزے کی آرزو لذّت کی خواہش
تنعّم کی طمع نعمت کی خواہش

ہزارون ذائقے ہر دم زبان پر
کبھی سیری نہین خوانِ جہان پر

کہان قطعِ نہالِ دین سے پرہیز
لبانِ ارّہ دندانِ طمع تیز

میسّر گرچہ ہر نعمت پھرا سپر
مگس کی طرح ہر دم دست بر سر

تلاشِ دولتِ دنیا مین چستی
عبادت کا جو وقت آئے تو سستی

نمازون کی فقط عادت مگر ہیچ
گلے مین ایک سبحہ دل مین پر پیچ

حضورِ قلب اس حالت مین معلوم
قبولِ ربِّ سبحان امرِ موہوم

نہ چشم و گوش پر قابو نہ دل پر
جو روزہ دیکھیے فاقے سے بدتر

عبث مذکور لاحاصل وقائع
سحر سے شام تک اوقات ضائع

نہین اتنی بھی غفلت سے خبر ہے
کہ کس مین نفع ہے کس مین ضرر ہے

بسانِ کودکِ بے عقل و ادراک
نہین مار و رسن مین فرق کچھ خاک

مین نیک و بد کو سب پہچانتا ہون
مُمیّز چند یکسان جانتا ہون

تمیز اتنی نہین مانند بہبوت
یہ آتش پارے ہین یا لعل و یاقوت

عبادت پر کیا نگیہ جو بے غور
تصور ذہن مین آیا یہہ فی الفور

حباب آسا کہان محکم ہے یہہ کاخ
لگی ہے اِس شجر مین بھی تو اِک شاخ

عمل جو ہے شریک اُسمین ریا ہے
کہان بے میل یہہ سیم و طلا ہے

حضورِ قلب ہے شرطِ عبادت
حضورِ قلب کی پھر کیا ہے صورت

نمازون مین خیال آتے ہین کیا کیا
وساوس رنگ دکھلاتے ہین کیا کیا

نمازِ بے ریا مقبولِ حق ہے
جنان کا پھر مصلّی مستحق ہے

عبادت جو نہین مقبول باری
پھر اُس سے کیا اُمیدِ رستگاری

جو اِس صورت مین بھی کچھ بن نہ آئی
بساطِ امتِ تازہ نے بچھائی

کہا دل نے کہ کافی ہے شفاعت
رسولؐ اللہ کی روزِ قیامت

یہہ شق تسلیم کے قابل ہے لیکن
شفاعت بے رضا ہے غیر ممکن

ہوا اللہ جس سے نارضامند
رسولؐ اللہ کب ہین اُس سے خرسند

سزاوارِ کرم جو اہلِ دین ہین
شفیع اُن کے شفیع المذنبین ہین

شفاعت کب خلافِ کبریا ہے
مقدّم رب عالم کی رضا ہے

دمِ پرسش جو کوئی عذر لائے
مصائب عمر بھر مین جو اُٹھائے

بسر کی فقر مین فاقے مین اوقات
اُٹھائین سختیان دنیا مین دن رات

رہی دنیا مین حاصل نامرادی
عوض اسکے ہو اب عقبیٰ مین شادی

جواب اِس کا یہ ہے اے مرد نادان
نہین اس مین بھی آمرزش کا سامان

رہا جو مرتکب عصیان کا دن رات
لیے مول اپنی ہاتھون تو نے آفات

وہ بد لازشتیِ افعال کا تھا
نتیجہ شامتِ اعمال کا تھا

کہے کوئی جو آخر ہو کے قائل
کہ حق ہے حجتین ساری ہین باطل

مگر مین نے سزا پائی جو اسدم
تجھے کیا فائدہ اے ربِ عالم

جلا مین آج جو نارِ سقر سے
تجھے کیا نفع ہے میری ضرر سے

نہین سُننے کے قابل یہ بھی زنہار
کہ ہے صادق وعیدِ ربِ قہّار

ضرور اہلِ ضلالت کی سزا ہے
عدالت کا یہی تو مقتضیٰ ہے

جو قصد توبہ اس دن ہو تو حاصل
نماز البتہ ہے بے وقت باطل

گیا جو وقت ہاتھ آتا نہین ہے
درختِ خشک پھل لاتا نہین ہے

گناہون کی ہوئی طاقت جو مفقود
تو پھر ترکِ جرائم محض بے سُود

ہوا ہر عذر کا آخر یہ حاصل
نہین کوئی پذیرائی کے قابل

جو کام آئے تو آئے گڑگڑانا
کرم درکار ہے باقی بہانا

خوشا اے عجز مستغرق یار میرے
کرم فرما قدم آنکھون پہ تیرے

کسی نے بھی نہ کی حاجت روائی
جو تجھ سے ہو تو ہو مشکل کشائی

بہت مشتاق ہے دل جلد آجا
کرون مین سینہ شق اس مین سماجا

شباہت تیری مین پاؤن تو بہتر
سراپا تو مین بن جاؤن تو بہتر

جو یک رنگی ہو تو ہو رستگاری
مین تیری طرح ہون مقبولِ باری

تجھے اب چھوڑ کر جاؤن کہان مین
تمنّا ہے جہان تو ہو وہان مین

غریقِ بحر تنکے کا مقرر
سہارا ڈھونڈتا ہے ہو کے مضطر

مگر یہہ بھی عنایت پر ہے موقوف
خدایا تیری رحمت پر ہے موقوف

جو تو چاہے تو یہہ قطرہ ہو گوہر
جو تو چاہے تو یہہ ذرہ ہو اختر

جو تو چاہے تو گل ہو جائے یہ خار
جو تو چاہے تو یہہ گلخن ہو گلزار

جو تو چاہے تو یہ شب روز ہو جائے
چراغِ مردہ شب افروز ہو جائے

الٰہی مین ترا بندہ ہون عاصی
سراپا جرم عصیان و معاصی

سُنا ہے نام تیرا مین نے غفار
سُنا ہے نام تیرا مین نے ستّار

رحیمی تجھ سے ہے تجھ پر الٰہی
کریمی ختم ہے تجھ پر الٰہی

بہت نادم ہوں یا غفار توبہ
ہر اک عصیان پہ سو سو بار توبہ

کرم کر یا الٰہی یا الٰہی
سفیدی سے بدل جائے سیاہی

ہوا گر سرمہ سا یہہ دانہ تو کیا
پلایہ سبزۂ بیگانہ تو کیا

قدم کے نیچے پس جائے اگر مور
نہ بڑھ جائے گا فیلِ مست کا زور

جہان ہے شیر کی قوت سے آگاہ
دریدہ ہو نہ ہو کم زور روباہ

عطا دوزخ مین یا جنت مین ہو گھر
ترے نزدیک ہین دونون برابر

تری رحمت کے آگے ہیچ ہین عصیان
کہین قطرے سے کم ہین پیشِ عمان

کنارِ بحر سیرابی مین کیا دیر
اگر سنہ خوانِ نعمت پر شکم سیر

مٹا دیتا ہے ظلمت نورِ مہتاب
کثافت دور کر دیتا ہے سیلاب

عجب کیا ہے اگر تیری عطا سے
بری ہو جائے عاصی ہر خطا سے

الٰہی آدمؑ و حواؑ کا صدقہ
الٰہی احمدؐ و زہراؑ کا صدقہ

برائے جملہ نزدیکانِ سرمد
برائے آلؑ و اصحابِ محمدؐ

تصدق اولیاؒ و انبیاؑ کا
تصدق اتقیاؒ و اصفیاؑ کا

برائے چشمِ دریا بارِ یعقوبؑ
برائے دردِ جان فرسائے ایوبؑ

برائے نوحؑ و ابراہیمؑ و موسےٰؑ
برائے ہودؑ و اسماعیلؑ و عیسےٰؑ

پئے یوسفؑ کہ تھے وہ ماہِ کنعان
پئے اسحاقؑ جو تھے پاک دامان

پئے یونسؑ پئے ادریسؑ و یحییٰؑ
پئے الیاسؑ و خضرؑ و شیث و یحییٰؑ

بیوسف طلعتانِ غرقہ خون
گل انداماںِ رخت جسمِ گلگون

بہ مقتولانِ تیغ ظلم و بیداد
بہ مجروحانِ تن صد چاک و دل شاد

بحقِ تشنگانِ خندہ بر لب
بحقِ زخمیانِ شکرِ مشرب

برائے سرفروشانِ رہِ دین
سجود آمادہ زیرِ خنجرِ کین

پئے آوارگانِ خانہ بردوش
برائے خستہ جانانِ کفن پوش

برائے دردِ جانکاہِ غریبان
برائے محنتِ محنت نصیبان

برائے غرقہ گشتی بہ گرداب
تحسّر پیشۂ خرمن بہ سیلاب

بہ مسکینان و محتاجانِ غمناک
یتیمان و اسیرانِ الم ناک

پئے شب زندہ داران صفاکیش
ہراسان عشہ براندام و دلریش

جو میری مشکلین ہون سب ہون آسان
نہ ہون ہنگامِ سختی مین پریشان

بحرمت ہو بسر دنیا مین میری
کرم سے نزع مین کر دستگیری

روان ہو چھوڑ کر یون روح تن کو
چلے جیسے کوئی سیرِ چمن کو

عنایت بعدِ مرگ اے ربِ سبحان
فشار آسان حسابِ گور آسان

قیامت مین رہون ہر رنج سے دور
بنے خورشیدِ محشر قرصِ کافور

بزیرِ سایۂ شاہِ اُمم ہون
صراطِ حشر پر ثابت قدم ہون

زن و فرزند و خویش و اقربا سب
عزیز احباب ارباب و لاسب

بچین ہر ایک آفت سے الٰہی
نہ دیکھین دین و دنیا مین تباہی

جو گزرے لوگ اُن پر مرحمت ہو
مرے مان باپ کی بھی مغفرت ہو

مرے نواب کو بھی رکھ سلامت
بہ جاہ و حشمت و اقبال و شوکت

مرض جو ہے وہ بالکل دُور ہو جائے
چراغِ آرزو پُر نُور ہو جائے

صد و سی سال زیبِ صدرِ تمکین
دعا مین سب مری مقبول آمین

مناجاتِ سوم

گنہگار ہون اے خدائے کریم
سیہ کار ہون اے غفور و رحیم

شب و روز مشغولِ افعالِ زشت
دل و دیدہ مصروفِ اعمالِ زشت

گناہون مین لپٹا ہوا اِس طرح
لفافے مین مکتوب ہو جس طرح

سیہ چہرہ آنکھین مگر اشک ریز
نہ چشمِ رہائی نہ راہِ گریز

رہی عمر بھر ایسی مشقِ گناہ
کہ ہے یک قلم خطِ عصیان سیاہ

مگر تو جو چاہے تو اے ذوالجلال
یہہ خطِ سیہ تیغِ غم کی ہو ڈھال

جو سیدھا مرا بختِ معکوس ہو
پرِ زاغ بھی بالِ طاؤس ہو

مُعمّائے مشکل ہے حسنِ عمل
کسی وقت شاید کہ ہو جائے حل

معاصی سے ہے رستگاری بعید
کھلے قفلِ ابجد کہان وہ کلید

جو امید کچھ ہے تو اتنی ہے اب
چمک جیسے جگنو کی ہنگامِ شب

مگر تیری دہشت سے پروردگار
بدن مثلِ مے خوار ہے رعشہ دار

نہین گریۂ شرمِ عصیان کی حد
عجب کیا کہ دھو جائین اعمالِ بد

خبر لے کہ کشتی ہے منجدھار مین
قدم پڑ گیا روزنِ مار مین

یہہ ڈوبے تو ہے زیست کا اختتام
وہ کاٹے تو ہو جائے قصہ تمام

جو تو ناخدا ہے تو پھر کیا ہے غم
خطر کیا جو ہے زہر مہرہ کرم

کہا تو نے اے خالقِ خلد و نار
ڈرے گا جو مجھ سے وہ ہے رستگار

کرے عفو اگر تو کہان کے گناہ
ہوا سے ہوا ہو یہہ دودِ سیاہ

سُنا ہے کہ ہے نام تیرا غفور
گنہگار پر رحم کر یا غفور

بڑے مرحلے مجکو درپیش ہین
کمین مین ہزارون بد اندیش ہین

شیاطین کا ہے ہر طرف ازدحام
عدو نفسِ امارہ گھر کا غلام

وساوس مرا رہ دکھونے کو ہین
سیہ کار آنکھین ڈبونے کو ہین

چبھے ہین اگر پاؤن مین خارِ حرص
تو گردن مین طوقِ گرانبارِ حرص

قضا سر پہ کھینچے ہوے تیغ تیز — نفس آرہ کش چشم و دل برق ریز
جرس کہہ رہا ہے چلا قافلہ — کمر جلد کس دور ہے مرحلہ
سفر کا یہاں ساز اصلا نہین — تہی دست توشہ مہیا نہین
خدا جانے پیش آئے کیا راہ مین — کہ بیہڑ ہے حد سے سوا راہ مین
مگر کوئی مرد خدا رحم کھائے — سنبھالے مجھے دستگیری کو آئے
وہ مرد خدا کون خیر الوریٰ — شہ دوسرا خضر راہ ہدیٰ
سہارا انہین کا ہے ہنگام نزع — سحر ہوگی اُن سے مری شام نزع
وہ آئین تو آسان ہون مشکلین — کٹین نرم ہوکر کڑی منزلین
خطر کیا ہے ابلیس کی ہول سے — بھگا دون گا مین تیغ لاحول سے
خدایا یہہ تیری عنایت رہے — کہ اُس وقت ایمان سلامت رہے
مری روح کو بھیجہ ملے آبرو — نکل جائے یون جسطرح گل سے بو
وہ بو ہو سوے باغ جنت روان — بنے عطر ملبوس حور جنان
مجھے حشر سے نشر سے کام کیا — جو حامی ہے تو مہربان مصطفیٰ
رہے اس طرح گور مین بھی بدن — عروسی کے جوڑے مین جیسے دلہن
اگر دستگیری محمد کرین — نکیرین آئین خوشامد کرین
سوالات کیسے کہان کا فشار — کہون مین کہ ہون خاص پروردگار
رہو چپ یہان بات کا کب ہے ہوش — مے عشق احمد کا ہے دلمین جوش
جو یہہ حال مجھ سے سنین صاف صاف — ملک بھی یقین ہے کہ رکھین معاف
رہا حشر وان تیری رحمت ہے سیع — معاون شفیع الامم سا شفیع
زمانے کو جب آپ بخشائین گے — کرم کیا مجھی پر نہ فرمائین گے
کہ اِک کفش بردار مین بھی تو ہون — اُسی باغ کا خار مین بھی تو ہون

حوادث سیکڑون آٹھون پہر پیش
سر راہ چاہ نا بینا کو درپیش

جو تیری دستگیری ہو نہ رہبر
تو کھاؤن ٹھوکرین مین ہر قدم پر

چھڑا اے آفتون سے کون مجھکو
بچائے ذلتون سے کون مجھکو

تجھی سے چاہتا ہون استعانت
تجھی سے مانگتا ہون استقامت

تجھی سے ہے بگڑنا اور بننا
شہا ارحم علینا واعف عنا

نہ مجرم کی ضلالت پر نظر کر
فقط اپنی جلالت پر نظر کر

جو میرے کام وہ سب اضطراری
جو تیرے کام وہ سب اختیاری

کہا کن ہو گیا موجود عالم
نہ تھا کچھ ہو گیا سب کچھ فراہم

کیا معدوم سے آدم کو موجود
ہوئی تو قیر مشت خاک مقصود

فرشتے ساجد و مسجود خاکی
عنایت سے عجب رفعت عطا کی

کیا جان دار بے جان تھا جو پیکر
صدف آسا ہوا تن جائے گوہر

وہ گوہر تھا عجب اک نور ذوالمن
ہوا سارا زمانہ جس سے روشن

کیا اسکو فرشتون سے بھی برتر
عجب رتبہ دیا اللہ اکبر

تکبر پر قدم مارا جو بے سود
ہوا مردود رب ابلیس مردود

تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ شانِ علام
تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ رحمتِ عام

ہدایت کے لیے بھیجے پیمبر
ہوا ہر ملک مین حاکم مقرر

مٹا دی ظلمتِ کفر و ضلالت
ہوے روشن مصابیح ہدایت

رسولون کو دیے اعجاز ایسے
ہوے معقول منکر کیسے کیسے

عجب ذی قدر و ذیشان انبیا تھے
وہ خاص الخاص درگاہِ خدا تھے

خصوصاً حضرتِ ختمِ رسالت
صلوٰۃ و رحمت اُن پر تا قیامت

وہ جنہون نے دین کا عالم مین گاڑا
کہ جیتا پہلوانون سے اکھاڑا

بھلا کیونکر ہون منعم کے ادا شکر
کرے اِن نعمتون کا کوئی کیا شکر

یہہ ہے حالِ گنہگارانِ اُمت
کہ اُن کے وہ کرم اُنکی یہ شامت

وہ ہر لغزش سے رستے مین بچاتین
گرین یہ خود کنوئین مین مُنھ کی کھاتین

خصوصاً مین کہ ہون اُن سب مین بدتر
کرون گا کیا الٰہی روزِ محشر

کچھ ایسا خوابِ غفلت مین ہوا غرق
نظر آتا نہین دن رات مین فرق

ہوا ایسا بدافعالی کا طغیان
سمجھتا اب نہین عصیان کو عصیان

جو بہر فکر اِک دن سر جھکایا
تآلِ کار کا کچھہ دھیان آیا

کہا عبرت نے غافل ہوش مین آ
قریب آئی ہے منزل ہوش مین آ

شیاطین گھات مین ہین وقت پاکر
نکل آ پردۂ غفلت اُٹھا کر

خیال آیا جو وقت آیا نظر سخت
کہ پچھتانا پڑے گا وقت پر سخت

بچون دقت سے وہ حجت ہو پیدا
رہائی کی کوئی صورت ہو پیدا

کیا اِس بات کو پہلے مقدم
کہ ایمان مغفرت کو کچھ نہین کم

ہوا جو قائلِ توحیدِ باری
مقرر ہو گی اُس کی رستگاری

کہ تا گہ بول اُٹھا سینے مین یہ دل
میسر ہے کسے ایمانِ کامل

بلا شبہہ ہے ایمان وجہ غفران
مگر ایمان جسے کہتے ہین ایمان

وہ مہ ہے بدر جسکو ہو تمامی
ثمر کس کام کا جس مین ہو خامی

بکار آمد نہین مہمل عبارت
جو ناقص مال ہے کیا اسکی قیمت

برائے نام ایمان ہے تو کیا ہے
طلسمی نقش ہے سر در ہوا ہے

اِدھر سے دغدغہ پیدا ہوا جب
تو سوجھی اور دل کو راہِ مطلب

عبادت کی طرف آیا مراد حیان
کہ اِس کو پیش کر سکتا ہے انسان

مشقت کی ہے طاعت مین جو نرمی
بنے گی اِس سے پھر بگڑی ہوئی بات

یقین ہے کہ جب یاریِ کل کرین — مجھے بھی نبیؐ یار سے گل کرین
خدایا ہوا یہہ تو سب قصّے کا حال — کروں عرض اب تجھ سے دنیا کا حال
کہ دنیا مین جب تلک زندہ ہون — الٰہی کسی کا نہ شرمندہ ہون
ہر اک درد کا بھیجدے تو علاج — عنایت سے ہو رفع ہر احتیاج

مناجاتِ چہارم

الٰہی الٰہی گنہگار ہون — خدایا خدایا سیہ کار ہون
ہوئی عمر جرم و خطا مین تمام — نہین کام کے میری جتنے ہین کام
شبِ عمر غفلت مین آخر ہوئی — مین سویا کیا صبح ظاہر ہوئی
گناہون نے گھیرا مجھے اس طرح — کوئی نقطہ پرکار مین جس طرح
سیاہی گناہون کی جاتی نہین — یہہ شب صبح ہونے کو آتی نہین
روان قافلہ کیا مین باندھون کمر — نہین کچھ مرے پاس زادِ سفر
نہ زر کا بھروسا نہ کچھ زور کا — تقاضا یہ ہے سامنا گور کا
نہ روزہ نہ ہے ٹھیک میری نماز — جز اندیشۂ جام و حرصِ دراز
گرفتارِ جرم و خطا ہر نفس — ہوا خواہ حرص و ہوا ہر نفس
گناہون کا انبوہ ایسا ہوا — جدا مجھ سے کثرت مین تقویٰ ہوا
جو بعدِ تجسس ملے بھی کہین — کہے تجکو دھوکا ہوا ہین نہین
ہوئی مفت برباد عمرِ عزیز — نہ آئی مجھے نیک و بد مین تمیز
کشاکش مین یہہ جان رنجور ہے — زمین سخت ہو آسمان دور ہے
تقاضا گھات ہر دم لگائے ہوئے — غمِ گور پہلو دبائے ہوئے
جسے دیکھتا ہون وہ بیگانہ ہے — جو ہم خانہ ہے دشمنِ خانہ ہے
صدا مین مرے خود مری دست و پا — گواہی یہی دین گے روزِ جزا

ہوا خواہ ہمدم عزیز اقربا — یہہ سب اپنے مطلب کے ہین آشنا
خلافِ طبیعت اگر بات ہو — کسیکو نہ پاسِ ملاقات ہو
تری ذات بندے کی تنہا شریک — تری شان ہے وحدہٗ لاشریک
کرم اے خداوندِ چرخِ مدنین — تری ذات ہے ارحم الراحمین
ترے نام ہین اے خدائے کریم — لطیف و ودود و غفور و رحیم
سزاوارِ آتش ہون مین لاکلام — نہین عذر کا کوئی اِس مین مقام
ترا قہر اگر گرمِ پرخاش ہو — گناہون کی ہرگز نہ پاداش ہو
مگر تجھ سے امید ہے یا کریم — لڑکپن سے سُنتا ہون تجکو رحیم
ہین عاصی ترا نام غفار ہے — نہ کر فاش پردہ کہ ستّار ہے
ترا عفو عصیان سے ہمدوش ہے — عطا پاش ہے تو خطا پوش ہے
الٰہی بحقِ رسولِ کبیر — الٰہی بحقِ جنابِ امیرؑ
الٰہی باصحابِ خیر الورا — الٰہی بانصارِ شاہِ ہدیٰ
پے انبیاؑ و پے اولیاؑ — پے اتقیاؑ و پے اصفیاؑ
گنہگار ہے ایک جزوِ ضعیف — حقیر و فقیر و ذلیل و نحیف
لرزتا ہے ایسا ترے خوف سے — بدن مین ہے رعشہ تری خوف سے
نہ کر اُس کے جرم و خطا پر نظر — رہے اپنے لطف و عطا پر نظر
کرم سے یہہ رُو سے سیہ کر سفید — دکھائے شبِ یاس صبحِ امید
بلاؤن مین تیری طرف دھیان ہو — جو مشکل پڑے مجھ پر آسان ہو
دمِ نزع کلمہ پڑھون دمبدم — رہون دینِ حق پر مین ثابت قدم
شیاطین اگر آئین بہر فتور — کرون تیغِ لاحول سے اُن کو دور
نہ پھسلون کڑی نزع مین سہکے مین — سنبھلتا رہون یا علیؑ کہکے مین

فرشتے جو آئین دمِ احتضار
نہ کانپوں رہے دل مرا استوار

جُدا تن سے ہو جان تو اس طرح
نکلتی ہے پھولوں سے بُو جسطرح

لحد تک جو لیجائیں بے جان بدن
مرے اقربا بعد غسل و کفن

پسِ دفن پیش آئے راہِ مہیب
نہ یاور نہ ہمدم میں تنہا غریب

نہ دیوارِ خانہ نہ ظلِ درخت
شبِ تیرہ و تار ہنگامِ سخت

ذرا ہو جو رحمت کا تیری ظہور
نہ ہوں استخوانِ بدن چُور چُور

فرشتے وہ آنکھیں نکالے ہوئے
غضب گرز آتش سنبھالے ہوئے

مقامِ تلاطم مہیّا عذاب
یہ طاقت ہے میری کہ دونگا جواب

مدد کو عنایت سے احمدؐ کو بھیج
خدایا خدایا محمدؐ کو بھیج

جواب اُن کو وہ میری جانب سے دین
رہا ہوں زبان سے جو مُنہ سے کہیں

اشاری سے اُن کی ہو میری نجات
گذارہ ہے رحمت میں اتنی ہی بات

محمدؐ کے فیضِ قدم سے لحد
چمن ہو چمن المدد المدد

قیامت میں بھی مشکل آسان کر
گناہوں پہ میرے نہ کچھ دھیان کر

وہ گرمی وہ دم اہلِ محشر کے بند
سوا نیزے سے پر آفتابِ بلند

قیامت کی شورش غضب کا تعب
پسینے میں ڈوبی ہوئی خلق سب

ڈرے کیوں نہ انسان کی کیا بساط
وہ میزان کی دہشت و خوف صراط

موکل اُدھر گرز تولے ہوئے
جہنم اِدھر سُنہ کو کھولے ہوئے

ترا سا سنا سخت ہیبت کی جا
سراسیمہ سب انبیاؑ اولیاؑ

وہ میدان ہزاروں برس کا وہ روز
دلوں میں لپٹ آتشِ خانہ سوز

دمِ تیغ پر پاؤں دھرنا محل
سنبھالے جسے تو وہ جائے سہل

ترے خوف سے گم رسولوں کے ہوش
سوائے محمدؐ دو عالم خموش

سرِ پاک سجدے مین تیرے حضور — زبان سے یہ جاری کرم ای غفور
الٰہی یہہ جب پیش ہو مرحلہ — جرس وار نالان ہو ہر قافلہ
مین عاصی نہ ہون قیدیِ دامِ غم — محمدؐ کا صدقہ کرم کر کرم
عدالت مین میرا گذارہ نہین — فقط عفو یا ارحم الراحمین
جو ہون وزنِ اعمال خفت نہو — مری اہلِ محشر مین ذلت نہو
بچھا ایسے لطف و کرم کی بساط — کہ آسان کرون طے مین راہِ صراط
دمِ تیغ پر پاؤن قائم رہین — غلامِ محمدؐ ہے یہ سب کہین
گزر جاؤن مشکل مقامون سے مین — کہ ہون مصطفےٰ کے غلامون سے مین
شفاعت سے احمدؐ کی بیڑا ہو پار — رہون تیرے سائے مین پروردگار
عنایت ہو تیرے نبیؐ کی مدد — کہ جنت مین پاؤن مقامِ ابد
الٰہی ترے در کی ہے التجا — کہ ماں باپ میرے عزیز اقربا
ترے سایۂ عاطفت مین رہین — ترے سایۂ مغفرت مین رہین
رہون زندگی بھر مین عزت کے ساتھ — بسر ہو مری عمر حرمت کے ساتھ
الٰہی ترے ہاتھ ہے آبرو — پھرانا نہ مجھکو کبھی کو بکو
رہے حاجتون مین یہہ دل مستقیم — کسی کا نہ محتاج ہون یا کریم

کٹے سہل راہِ حیات و ممات
برائے محمدؐ علیہ الصلوٰت

مناجاتِ پنجم

اے صانعِ دہر و جن و انسان — وے خالقِ خلد و حور و غلمان
رحمان ہے تو رحیم ہے تو — منّان ہے تو کریم ہے تو
غفّار ہے تو عظیم ہے تو — ستّار ہے تو علیم ہے تو

واحد یکتا ہے ذات تیری
دانا بینا ہے ذات تیری

ذی جود ہے خوش جمال ہے تو
ذوالفضل ہے ذوالجلال ہے تو

ہر غم مین بڑا رفیق ہے تو
بندون پہ بڑا شفیق ہے تو

قطرہ ہے دُرِ خوش آب تجھسے
ہر ذرّہ ہے آفتاب تجھسے

سلطان جو یہان ہے بحر و برکا
ادنیٰ وہ گدا ہے تیرے دَر کا

ہر ایک کو آسرا ہے تجھ سے
ہر ایک کی التجا ہے تجھ سے

بندون پہ یہہ کی بڑی عنایت
بھیجے جو نبی پے ہدایت

اُن سب مین علی الخصوص احمدؐ
تاجِ سرِ انبیاؑ محمدؐ

حضرت نے رہِ ہدا بتائی
آئی رہِ راست پر خدائی

مرحوم ہوئی یہہ اُمتِ خاص
حضرت نے بتائی راہِ اخلاص

اب کوئی جو اِن مین ہو خطاکار
ہے قہر بجا کہ تو ہے قہار

پر قہر مین ہے کہان ٹھکانا
آلودہ جرم ہے زمانا

عاصی ہین گناہگار ہین سب
رحمت کی امیدوار ہین سب

مین سب سے زیادہ تنگِ اُمت
پابندِ طمع خرابِ نیت

طاعت نہین مغفرت کی قابل
روزہ فاقہ نماز باطل

طاعت وہ کہان خضوع جس مین
سجدہ وہ کہان خشوع جس مین

ہوتا نہین کوئی کام ایسا
جس سے کہ ہو دل کو کچھ سہارا

دریائے خطا مین غرقِ عاصی
دن رات جرائم معاصی

عاصی ہون گناہگار ہون مین
مجرم ہون سیاہکار ہون مین

ناچیز حقیر ذرّہ خاک
اک قطرۂ آب وہ بھی ناپاک

ہستی ہے تو نقشِ آب سی ہے
موہوم بقا حباب سی ہے

کہتا نہین دے بہشت مین گھر — کہتا نہین دے شرابِ کوثر
ہان نارِ عقاب سے بچالے — محشر مین عذاب سے بچالے
فردوس کہان کہان مین خاشاک — وہ عالمِ پاک اور مین ناپاک
یارب تجھے واسطہ نبیؐ کا — یارب تجھے واسطہ علیؑ کا
در پیش ہے روزِ سخت کل کا — کر نا نہ مواخذہ عمل کا
سنتا ہون کریم نام تیرا — سنتا ہون رحیم نام تیرا
مجرم نہین قابلِ عدالت — رحمت رحمت ہزار رحمت
یارب جو قریب موت آئے — دم اُلجھے پیامِ فوت آئے
آنکھون مین گرد ہے سرشک جاری — تحریکِ رگون کی اضطراری
احباب عزیز جملہ موجود — مجبور کہ بابِ چارہ مسدود
اُس وقت ترا کرم ہے درکار — آسان ہو مجھ پہ راہِ دشوار
آنکھون کے تلے ہو جب اندھیرا — جاری ہو زبان سے نام تیرا
سب سہل ہو نزع کی اذیت — ایمان رہے مرا سلامت
شفقت سے مدد کرین پیمبرؐ — غولون سے بچائین خضرؑ آکر
ہمراہِ خضرؑ ہون مین روانہ — پڑھتا ہوا شعرِ عاشقانہ
حاصل ہو وہ کوچۂ سلامت — ہو جس مین پناہ تا قیامت
صدقے سے نبیؐ کرب رحمان — ہون قبر کی مشکلین بھی آسان
یون خواب کرون لحد کے اندر — پھر آنکھ کھلے تو صبحِ محشر
محشر مین ہو زیرِ ظلِ رحمت — سایہ مجھے مہر کی حرارت
دوزخ تو مجھے حساب کی ہے — پرچشمِ شفاعتِ نبیؐ ہے
حامی مین اگر وہ شاہِ ذی شان — میزان و صراط سب ہین آسان

کی نعت نبی لیا ترا نام — امید ہے ہو بخیر انجام
تو نخلِ امید کو ثمر دے — دامن گلِ مدعا سے بھر دے
مجھ پر بھی ہو کلکِ عفو جاری — ماں باپ کی بھی ہو رستگاری
سب میرے عزیز و اقربا شاد — جنت کے مکان ہوں ان سے آباد
زندہ جب تک رہوں جہان مین — اس جوفِ زمین و آسمان مین
عزت سے بسر ہو یا الٰہی — حرمت سے بسر ہو یا الٰہی
محتاج نہ ہوں کبھی کسی کا — دامن رہے ہاتھ مین نبی کا
یہہ بھی رہے آرزو نہ جی مین — ہر قد ہو تو روضۂ نبی مین

مقبول امیر کی دعا کر
مانگے ہے جو کچھ وہ سب عطا کر

مناجاتِ ششم

الٰہی چاہتا تو ہے مرا دل — کہ مین بے رنج ہوں جنت مین داخل
مگر ایسی کہان ہے میری قسمت — کہ ہاتھ آوے مجھے بے رنج و راحت
کریں تو اگر اپنی دکھائے — تو البتہ یہہ دولت ہاتھ آئے
نہ دنیا مین کوئی تکلیف پاؤن — نہ عقبےٰ مین کوئی صدمہ اٹھاؤن
بلا چھوٹی بڑی کوئی نہ آئے — کبھی مجھ پر کڑی کوئی نہ آئے
نہ ہو درپیش وقتِ نزع مشکل — بآسانی کٹے ہر ایک منزل
لحد ہو قطعۂ گلزارِ جنت — نمایان ہر طرف انوارِ جنت
فرشتون کی اٹھاؤن مین جھڑکی — کھلی ہو سامنے جنت کی کھڑکی
ہوا مین ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہو — اداے حورین مجھے دکھلا رہی ہون
اُدھر سے جھانکین وہ اور مین اِدھر سے — انہین دیکھون محبت کی نظر سے

قیامت تک اسی عشرت مین گزری
اسی آرام اسی راحت مین گزری

پھنکے جب صور آئے روز محشر
لحد سے اس طرح نکلون مین باہر

تماشا دیکھنے جس طرح اطفال
نکل آتے ہین اپنے گھر سے خوشحال

بہجوم حشر کو سمجھون مین میلا
جدھر چاہون ادھر جاؤن اکیلا

مزاحم ہو نہ میرے ساتھ کوئی
کرے رحمت ہی تیری چارہ جوئی

صراط نار و جنت ملے ہو اس طرح
چمک کر برق چھپ جاتی ہے جس طرح

تلین میزان مین جسدم میرے اعمال
تو ہو پلے پہ تیرا جوش افضال

نہ ہو کچھ باز پرس اعمال بد کی
سزا پاؤن نہ مین افعال بد کی

وہان سے جاؤن سیدھا سوی فردوس
دماغ جان مین پہنچے بوے فردوس

وہان دیدار تیرا ہو میسر
اسی مستی مین پھر گزرے برابر

کچھ ایسی یہہ کڑی منزل نہین ہے
مجھے مشکل تجھے مشکل نہین ہے

تقریظ دلپذیر و تحریر بے نظیر از نتائج افکار مجمع علوم دینی و دنیوی مورد افضال ایزد سبحان جناب مولوی غلام محمد خان صاحب متخلص بہ تپش اڈیٹر اخبار مشیر قیصر لکھنؤ

شاہد زیبائے سخن نے حسن و جمال مین کمال پایا ہے اور کمال بھی بے زوال پایا ہے معشوقہ معنی زیور کلام سے مجلی ہے وہ زیور تابناک کہ زر و جواہر سے زیادہ زرین و مجلی ہے اگر اس دلفریب شکل و شمائل کے شیفتہ و فریفتہ ہم نہ ہوتے کیسا ستم تھا اقلیم خیال مین ہُو کا عالم تھا

آفریدگار سخن کی شان کن فکان کا جلوہ نئی نئی صورت مین ظہور پاتا ہے صانع مطلق کی قدرت کا تماشا عجب عجب رنگین ادائیون سے نظر آتا ہے سچ تو یہہ ہے کہ حقیقی اور مجازی کے سب بہانے ہین اُس کے حیرت آور کارخانے مین اگر نطق کو ایک پری پیکر صورت بنا کر ہم سے نہ چھپاتا تو اُسے دیکھکر کسے ہوش آتا فی الحقیقت یہہ اُسی کی حکمت کے نمونے ہین طلسم صنعت کے شعبدے ہین کہ مختلف پیرایہ مین کبھی عشوہ گردن کے عشوے اور کرشمہ سازون کے کرشمے کو دلربا بناتا ہے کبھی معنی طرازی کا اعجاز سکھاتا ہے داؤد الحانی سے وجد لاتا ہے گاہ بیداد گر سفاک کے خنجر نہانی سے گھائل کرتا ہے گاہ وارفتگی پر مائل کرتا ہے۔ غرضکہ جذبات قلوب کا عالمگیر اثر ہے اس کا گرویدہ ہر فرد بشر ہے ؎

اِک زمانہ ہے کہ محوِ رخِ جانانہ ہے	ایک عالم ہے کہ اُس حُسن پہ دیوانہ ہے
دہر مین جلوۂ یکتائی معشوق کو دیکھ	زاہدِ خشک بھی اُس شمع کا پروانہ ہے

سبحان اللہ صلِّ علیٰ زہے نصیب اُس چمن آرائے گلشن کے جسکا باغِ سخن نعت و منقبت کے فیضِ آب سے سرسبز و شاداب ہوا اور پھر وہ باغ کیونکر نہ خلدِ برین کا جواب ہو الحمد للہ کہ ایسے چمنستانِ سخن کے تخلیند استادِ فن کامل فاضل افضل شاعر شیوا بیان سحبان زمان فیض رسان عالم مداح و عاشق صادق رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مفتی مولوی امیر احمد صاحب امیر سلم اللہ الاعلم ہوے جن کی فیضِ تربیت سے ایک زمانہ کامیاب ہوا گلشن معنی آبیاری مبدا رفیاض سے سیراب ہوا۔

نظم

عجب دیوان ہے نورٌ علےٰ نور	سراسر حسبنی حمد و نعت مسطور
زمین سے عرش تک یہ غلغلہ ہے	کہ اس مین مدحتِ خیر الوریٰ ہے
کلامِ پاک ہے کام و دہن پاک	زبان پاک اور بیان پاک اور سخن پاک
یہہ کہتے ہین اسے سنکر ملائک	بڑا اب رتبۂ انسان بیشک

نہ کیون کر دھوم ہو ایسے سخن کی | یہہ ہے روحِ روان ہر انجمن کی
وہ ہر ہر لفظ مین رنگِ ادا ہے | ارم بھی عندلیبِ مدعا ہے
جہان تک وجد کی حالت ہو کم ہے | کہ حالِ عاشقِ صادق رقم ہے
عجب گفتار یہہ صلِّ علےٰ ہے | کہ اس پر جان سو جان سے فدا ہے
نہ ہو کس طرح سے مقبولِ عالم | کہ ہے نعتِ جنابِ فخرِ آدمؑ

سبحان اللہ جس کا ممدوح ایسا عالی مقام ہو اُس کے مداح کا کیونکر نہ برتر کلام ہو فی الحقیقت یہ کلام رشکِ کلیم ہے کوثر ہے تسنیم ہے نعیم ہے نہ یہان اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ کا مضمون ہو نہ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کا افسون نہ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کا جنون ہے یہان اور ہی ذکر اور ہی بات ہے شاعری نہین پیام الہام ہے یا معجزہ ہے یا کرامت ہے نہ اس مین لاف و گزاف کو دخل ہے نہ مبالغۂ شاعری کی نقل ہے مگر صاف عاشقانہ بیانِ فراق و مہجوری درد و الم ہے لذتِ عشق اور مذاقِ طبع اور لطفِ فہم و قوتِ علم و رفعتِ فکر سے تحریر اور تقریر کا اور ہی عالم ہے گو کہ مین فن شاعری سے بیگانہ ہون مگر شاہدِ سخن پر جان دیتا ہون حُسنِ معانی کا دیوانہ ہون بلا التصنع یہہ بات کہتا ہون کہ خدا سر دے تو یہی سواد ادے محبتِ محبوبِ خدا مین محو رہے مصنوعی حالتِ تعشق اور خیالی ڈھکوسلے جو سر تا سر کذب سے بھرے ہین نہایت بُرے ہین موفق حقیقی ایسے نصیب دے کہ عشقِ حبیب دے مآلِ تقریر اس نکتہ آفرینش تپش کا یہہ مژدہ تازہ ہے کہ یہ کلام فیض انضمام جو معشوقِ سخن کا غازہ ہے چھپکر تمام ہوا بشہرتِ عام طالبانِ فروغِ سخن سے یہ پیام ہوا کہ یہہ کتاب مستطاب المسمّٰی بہ محامد خاتم النبیین ہم خرما ہم ثواب ہے عاصیون کی بخشش کا ذریعہ اور طالبون کے لیے نزولِ رحمت کا باب ہے اب بفحوائے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ اس تقریظ کو درود پڑھ کر دو شعرون مین تمام کرتا ہون اور اوراقِ خاتمہ کو روکشِ ماہِ تمام کرتا ہون شعر

بَلَغَ اللّٰہُ صَلٰوتی وَسَلَامِی اَبَدًا — لنبی عربی مدنی الحرمی

دیگر

صلِّ یارب علیٰ من برجاء الکرم — خص من جاء الیہ لعموم النشر

قطعۂ تاریخ طبع اول مولوی محمد فصیح اللہ صاحب فرنگی محلی المتخلص بہ وفا

چھپا دیوان امیر عاشقِ محبوبِ یزدان کا — کہ ہر مصرع کو جسکے سلکِ دُرِّ بے بہا کہیے

بلاغت اور فصاحت مین وہ بیمثل زمانہ ہین — سلف سے شاعرونمین مثل انکا کون تھا کہیے

مضامین عمدہ وعالی لکھے ہین نعت کے سارے — بجا ہے گر انہین عاشق رسول اللہ کا کہیے

ملائک عرش پر کہتے ہین اک اک شعر سن سن کر — کہ اس طبعِ رسا پر آفرین وحبا کہیے

وفا کو فکر تھی تاریخ کی ناگہ کہا دل نے
زبان وجان سے ایک اک شعر پر صلِّ علیٰ کہیے
۱۲۸۹ھ

ایضاً

وفا چھپ چکا جب کلام امیر — تو دل کو مرے فکرِ تاریخ تھی

کہا ہاتفِ غیب نے ناگہان — لکھو دفترِ پاک نعت نبی
۱۲۸۹ھ

ایضاً از نتائج افکار سرآمد اہل کمال حکیم میر ضامن علی جلال

نعتیہ چھپ چکا جو یہہ دیوانِ بے مثال — منشی امیر احمد والاصفات کا

مصراعِ سالِ طبع قلم نے لکھا جلال — دیوان ہے نعتِ احمد والاصفات کا
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبعِ وقاد جناب مولوی محمد محسن صاحب محسن متوطن قصبۂ کاکوری

امیر اللہ اکبر وہ عزیز مصر معنی ہے — کہ بندہ ہے سخن بھی جس کے اندازِ طبیعت کا

چلے آتے ہین مصرع شکرستانِ فصاحت سے — وہ ملو ملی بولتا ہے شاخِ مضمون پر بلاغت کا

دُرِ معنی اُچھل کر آئے دامان بلاغت مین
وہ جزر و مد ہے دریائے عبارت مین فصاحت کا

سخن گو کہہ رہے ہین جمع کر نشے کیحالت مین
کہ ابری دفترِ دیوان کی ہے ابر رحمت کا

تقدم اُس پہ حاصل ہے نہ عرفی کو نہ فیضی کو
مقابل اس کے کیا رتبہ غنی کا یا غنیمت کا

نہین کچھ شاعری سے فخر اسکی ذات کو حاصل
سخن کو اس کی نسبت سے ملا رتبہ سعادت کا

دماغ اُسکا گلِ صد برگ ہے گلزار دانش مین
دل اُس کا عطرِ مجموعہ ہے گویا علم و حکمت کا

رسالہ میرزاہد کا زبانِ خشک خامے کی
لبِ حکمت نوا اک نسخہ ہے قانونِ قدرت کا

دعا میں لطف مین علم و عمل مین ورع و تقوی مین
ظہور اُس سے ہوا ہے شاہِ دیں کی کرامت کا

سُبکے پرتوِ صورت سے پیدا صورت معنی
اُسیکے قلزمِ کثرت کا مرجان رنگ وحدت کا

یہ دیوان کیا ہے گویا اک گلستانِ ہدایت ہے
ثمر ہے یا کہ محبوبِ الٰہی کی محبت کا

گہربارِ قلم کی ہے عیان ہر لفظ و معنی سے
ہر اک نقطہ ہے موتی بحرِ متواجِ رسالت کا

فراموشی رہے دارین سے یادِ ہمیر مین
یہی ہے ایک سیدھا راستہ گلزارِ جنت کا

سروشِ غیب نے تاریخ کیا اچھی کہی محسن
کہ یادِ مصطفےٰ سچا وسیلہ ہے شفاعت کا

۱۳۰۶

صنمخانۂ عشق حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا عاشقانہ دیوان تیسری بار نہایت اہتمام سے چھپکر تیار ہوا ہے قیمت ۲ دو روپے (عاں) علاوہ محصول ڈاک اور حضرت امیر مینائی رح کی سب تصانیف ہماری یہان سے ملسکتی ہین

نوٹ:- فرمائش آنے پر فہرست کتب روانہ کی جاسکتی ہے۔
اپنا پتہ صاف لکھیے ورنہ تعمیل نہ ہوسکے گی۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر دفتر امیر المطابع حیدرآباد دکن

۹۱۴ ج ۳۱۵
ع ۔ خ
838
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

جامعہ عثمانیہ

لکچر نوٹ

۱۔ داخلہ فارم پر کرنے کے بعد فیس کی رسید کے ساتھ داخلہ کے لئے درخواست دینا ہوگا۔

۲۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۳۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۴۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۵۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۶۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۷۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۸۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۹۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

۱۰۔ داخلہ کے لئے درخواست دینے کے بعد امیدوار کو انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔